فلسفۂ غیبتِ مہدیؑ

تالیف:

ثقۃ المحدثین رئیس المتکلمین زبدۃ العلماء والمجتہدین

آقای حاج علامہ شیخ صدوق رضی اللہ تعالےٰ عنہ

تلخیص:

پروفیسر مظہر عباس چودھری

ادارہ منہاج الصالحین لاہور

فلسفۂ غیبت مہدی علیہ السلام

امام زمانہ کی دعا سے پیدا ہونے والے

شیخ صدوق علیہ الرحمہ

کی امام کے حکم سے لکھی جانے والی کتاب

کمال الدین وتمام النعمہ

کا انتخاب واختصار

پروفیسر مظہر عباس

ناشر

ادارہ منہاج الصالحین، جناح ٹاؤن ٹھوکر نیاز بیگ، لاہور فون:5425372

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ

نام کتاب	....	فلسفہ غیبت مہدی
انتخاب	....	پروفیسر مظہر عباس
اہتمام	....	مولانا ریاض حسین جعفری
پروف ریڈنگ	....	غلام حبیب، غلام حیدر
کمپوزنگ	....	ادارہ منہاج الصالحین لاہور
کمپوزر	....	عدیل عابد
اشاعت	....	نومبر 2007ء
تعداد	....	ایک ہزار
ہدیہ	....	145 روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ منہاج الصالحین

الحمد مارکیٹ، فرسٹ فلور، دکان نمبر 20

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور فون: 7225252

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا قائم آلِ محمدؑ

آج کے اس فتنہ وفساد اور دھوکہ بازی کے دور میں، اکثر لوگ ظالم کو مظلوم اور مظلوم کو ظالم سمجھنے لگے ہیں۔ وہ ظالموں اور دہشت گردوں کے ظلم و دہشت کو بے نقاب کرنے کے لئے اپنے جان و مال کی قربانی دینے والوں کو خطا کار گردانتے ہیں۔ کیا ہم اس دوہرے ظلم کے دور میں بھی آپ کے ظہور کا بے چینی سے انتظار نہ کریں؟!

ادرکنا فی سبیل اللہ

آپؑ کا یہ غلام بے سروسامان اپنے آہنی پنجے سے ہر ظالم کا منہ توڑ دینے کا خواہشمند ہے۔

منتظرِ ظہور و رجعت

مظہر عباس عفی عنہ

فہرست

امام مہدی کی طولانی غیبت کا فلسفہ	21
پردہ غیبت میں امام کے وجود کا فلسفہ	29
مقدمہ از مولف	49
خلافت سے قبل خلقت	55
خلیفہ کی طاعت کا وجوب	57
ہر زمانے میں ایک خلیفہ کی ضرورت ہے	66
عصمت امام کی ضرورت	67
ملائکہ کے آدم کو سجدہ کرنے کا خدائی راز	73
معرفت مہدی کا واجب ہونا	86
غیبت کا اثبات اور اس کی حکمت	88
حرف اختصار	94
بقیہ مقدمہ کا ماحصل (اعتراضات)	96
کیسانیہ فرقہ	99
نوودسی فرقہ	100
واقفی فرقہ	100

ابن بشار کے اعتراضات	107
زیدیہ فرقہ کا رد	111
عترت میں سے امام غائب............	113
غیبت حضرت ادریس علیہ السلام	117
ظہور حضرت نوح علیہ السلام	129
ظہور حضرت صالح علیہ السلام	133
غیبت حضرت ابراہیم علیہ السلام	136
غیبت حضرت یوسف علیہ السلام	141
غیبت حضرت موسیٰ علیہ السلام	144
غیبت حضرت مہدی کا غیبت خضر سے استدلال	148
غیبت حضرت مہدی کا غیبت ذوالقرنین سے استدلال	150
غیبت مہدی کے بارے میں رسول معظمؐ کے فرمودات	153
غیبت مہدی کے بارے میں امیر المومنین علی علیہ السلام کے فرمودات	156
صحیفہ فاطمہؑ	160
لوح فاطمہؑ میں ذکر مہدیؑ	162
غیبت مہدیؑ کے بارے میں امام حسنؑ کے فرمودات	166
غیبت مہدیؑ کے بارے میں امام حسینؑ کے فرمودات	171
غیبت مہدیؑ کے بارے میں امام زین العابدینؑ کے فرمودات	173
غیبت مہدیؑ کے بارے میں امام محمد باقرؑ کے فرمودات	175
غیبت مہدیؑ کے بارے میں امام جعفر صادقؑ کے فرمودات	179

✿ غیبت مہدیؑ کے بارے میں امام موسیٰ کاظمؑ کے فرمودات	186
✿ غیبت مہدیؑ کے بارے میں امام علی رضاؑ کے فرمودات	190
✿ غیبت مہدیؑ کے بارے میں امام علی نقیؑ کے فرمودات	196
✿ غیبت مہدیؑ کے بارے میں امام حسن عسکریؑ کے فرمودات	201
✿ منکرین مہدیؑ کے بارے میں منتخب روایات	205
✿ ولادت امام مہدیؑ کے بارے میں چند روایات	207
✿ امام مہدیؑ کی ولادت پر ان کے والد کو مبارک باد	211
✿ مشرفین بہ زیارت امامؑ	212
✿ توقیعات امام مہدیؑ	215
✿ غیبت مہدیؑ کا سبب	217
✿ دعائے غیبت مہدیؑ	220
✿ امام مہدیؑ کے طول عمر کے بارے میں روایات	234
✿ خروج دجال اور دیگر علامات ظہور	237
✿ ظہور مہدیؑ کا ثواب انتظار	241
✿ امام مہدیؑ کا اصل نام لینے کی ممانعت	245
✿ علامات ظہور امام مہدیؑ	247
✿ چند نادر روایات	251
✿ حضرت آدم سے آخری حجت تک وصیت کا متصل ہونا	260
✿ امام مہدیؑ کے وجود اور امامت پر نصوص خداوندی	283
✿ امام مہدیؑ کے وجود اور امامت پر نصوص رسولؐ	295

نخلِ دعا

رخِ نازنیں جلوہ گر کیجیے
طلوع اپنا نورِ سحر کیجیے

حجابات سب برطرف کیجیے
عیاں خود کو اے مستتر کیجیے

قیامت میں تاخیر بھی ہے قیامت
کہ غیبت کو اب مختصر کیجیے

نہیں کام کوئی ہمیں آپ سے
یہی کام مولا مگر کیجیے

ہمارے سبھی کام بن جائیں گے
بس ہم پہ کرم کی نظر کیجیے

نکل کر بتعجیل سرمن سے مولا
بہ سوئے حرم اب سفر کیجیے

ذرا آدمیت نہیں رہ گئی
بلند پھر سے قدِ بشر کیجیے

مقدر ہوئی کب سے محکومیت
مری قوم کو مقتدر کیجیے

مسلسل دعاؤں میں مصروف ہوں
صریرِ قلم پُر اثر کیجیے

نوازا ہے خود آپ ہی نے ہنر سے
قبول اب کے عرضِ ہنر کیجیے

عریضوں کی شب قوم معروض ہے
کہ نخلِ دعا بارور کیجیے

مظہر عباس

عرض ناشر

آج کے اس تیز رفتار دور میں جدید انسان کے پاس قدیم وطویل کتب پڑھنے کا وقت نہیں، غم روزگار اور غم زمانہ نے اسے دیوانہ بنا رکھا ہے ۔ وہ فرزانہ ہے تو صرف اس قدر کہ اپنے کام سے کام رکھے اور اختصار و انتخاب کے راستوں پر گامزن ہو کر منزل مقصود تک پہنچے۔ طویل وضخیم کتب کی اہمیت اپنی جگہ مسلمہ ہے مگر یہ علمی ذخائر اور مآخذ محض حوالہ جاتی اور تحقیقاتی مقاصد کے لئے رہ گئے ہیں ۔ ہم نے بحمد للہ نبض زمانہ پر ہاتھ رکھنے کی کوشش کی ہے ۔ اور بطفیل پنجتنؑ جہاں کئی کئی جلدوں پر مشتمل کتب کی اشاعت کا فریضہ نبھایا ہے، وہاں قدیم کتب کی تجدید و تلخیص اور انتخاب کو بھی پیش نظر رکھا ہے ۔ زیر نظر کتاب بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے ۔

دورِ حاضر دورِ انتظار ہے۔ اس عہد غیبت میں امام زمانہؑ پر جس قدر لٹریچر شائع کیا جائے کم ہے ۔ ہم نے عہد کر رکھا ہے کہ امام عصرؑ پر تحریری کام کو ہر دوسرے تحریری کام پر ترجیح دیں گے اور اس کی اشاعت بھی ترجیحی بنیادوں پر کریں گے ۔ یقیناً یہی ہمارا مقصد حیات ہے اور یہی وسیلہ نجات ہے ۔ کیونکہ جب تک زمانے کے امامؑ کی معرفت نہ ہوگی خدا و رسولؐ تک پہنچنا اور کامل تعلیمات اسلامی پر عمل پیرا ہونا ناممکنات میں سے ہے "کمال الدین و تمام النعمہ" شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی وہ کتاب مستطاب ہے جو امام زمانہؑ کے حکم سے تالیف کی گئی ۔

چنانچہ اس تالیف لطیف کو گھر گھر تک پہنچانا اپنا فرض جانا اور اس کارخیر کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ایک عاشق امام ادیب دانشمند پروفیسر چودھری مظہر عباس بھنڈر صاحب کی خدمات حاصل کی ہیں تاکہ اس تاریخی شہ پارے کو مختصر مہ پارے کا روپ دیں اور ایسا لا جواب انتخاب کریں جو موجودہ نسلوں کے لئے ہدایت کا باب ثابت ہو سکے۔ ان کی علمی و ادبی اور تحقیقی و تنقیدی صلاحیتوں کے سبب ہم کلیتاً مطمئن ہیں اور آپ کا اطمینان بھی کتاب ہذا کو پڑھنے کے بعد ان شاء اللہ یقینی ہے۔

موصوف نے رواں دواں اردو ترجمہ پیش کیا ہے اور ہر قسم کے سقم کی حتی الوسع اصلاح کی ہے۔ عربی عبارات پر اعراب کا اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ کتاب "کمال الدین وتمام النعمہ" کی دو جلدوں سے انتخاب ہی نہیں کچھ تفصیلی مفاہیم کی تلخیص بھی پیش کی گئی جو کہ انتہائی ذمہ داری کا کام ہے۔ نیز فلسفہء غیبت پر ایک جدید مقالہ بھی شامل کیا گیا ہے۔

فلسفہء غیبت کا سمجھنا معرفت امام زمانہؑ کا پہلا زینہ ہے۔ ہم اس نردبان ہدایت کے پہلے زینے سے آخری زینے تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد ہم ان شاء اللہ فلسفہء رجعت اور فلسفہ انتظار پر کتب مرتب کریں گے۔ میں ان کی توفیقات میں اضافے اور صحت وسلامتی کے لیے دست بہ دعا ہوں۔ مزید دعا ہے کہ معرفت امام کا یہ سفر تا حیات جاری و ساری رہے اور ہم سب محبان امامؑ انقلاب امام کے لئے وقف ہو سکیں۔ آخر میں میں الکساء پبلشرز کراچی کا بھی ممنون ہوں جن کی مطبوعات سے ہم نے رہنمائی لی اور انہی کے پیش کردہ مشن کو آگے بڑھایا۔

علامہ ریاض حسین جعفری

سرپرست ادارہ منہاج الصالحین لاہور

حرفِ انتخاب

کتابُ اللہ کے بعد کتبِ احادیث معصومینؑ کو بلند مقام حاصل ہے "کمال الدین وتمام النعمہ" جناب شیخ صدوقؒ کی وہ عالی قدر تالیف ہے جو قرآن مجید و حدیث و تاریخ، فلسفہ و منطق اور علم کلام کے امتزاج سے امام زمانہؑ کے حکم سے حیطء تحریر میں لائی گئی۔ اس کا ضوع غیبتِ امامِ عصرؑ ہے۔ امام عصرؑ کا حکم کتاب ہذا کی اہمیت و افادیت پر دال ہے۔ حکم امامؑ سے لکھی جانے والی کتاب کی ترویج و اشاعت بھی یقیناً ہر مسلمان پر لازم اور فرض ہے۔

بمطابق حکم رسولؐ جس نے اپنے زمانے کے امامؑ کو نہ پہچانا اور مرگیا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ لہٰذا اس کتاب سے نہ صرف خود بلکہ دوسروں کو بھی جہالت کی موت مرنے سے بچایا جاسکتا ہے۔ اسے غیبت کے ابتدائی دور میں شیخ صدوق نے اپنے محتاط قلم سے تحریر کیا۔ اس لئے دیگر کتب سے زیادہ مورد اعتماد اور ثقہ ہے۔ ویسے بھی جس کتاب کی تکمیل کا حکم خود امام زمانہؑ دیں، اس کی نگرانی بھی یقیناً وہ خود فرمائیں گے۔ شاید اسی اعجاز و کرامت کے سبب یہ کتاب اپنے عناوین اور ابواب کے لحاظ سے نہایت منفرد و ممتاز، کامل اور مفید ہے۔ انداز بیان بھی نہایت پر کشش اور جاذب توجہ ہے اس میں امام زمانہؑ کی شخصیت وجود اور غیبت کے بارے

میں قرآن و حدیث اور اقوال معصومینؑ سے ثبوت فراہم کئے گئے ہیں ۔ علاوہ ازیں مخالفین، منکرین اور منافقین کے مناظرے بھی شامل ہیں جن میں ان کے شک و شبہات کا واضح دلائل سے ابطال کیا گیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ غیبت کے موضوع پر اس سے زیادہ ضخیم اور مستند کتاب آج تک نہیں لکھی گئی ۔ یقیناً اس کا مطالعہ امام عصرؑ کے بارے میں عوام الناس کی معلومات میں اضافہ کا باعث اور معرفت امام کا بہترین ذریعہ ہے۔

ظہور امام مہدیؑ پر جمیع مسلمان میں متفق ہیں ۔ لیکن کچھ ناعاقبت اندیش اور شر پسند کچھ عرصے سے یہ نوائے باطل بلند کرنے لگے ہیں کہ اب کوئی ہادی اور امام نہیں آئے گا ۔ حالانکہ قرآن وحدیث کی نص کے مطابق باری تعالیٰ نے کوئی زمانہ بھی اپنی حجت سے محروم نہیں رکھا۔ ان لوگوں نے ہمارے عقیدۂ انتظار کا غلط مطلب لیا ہے اور اسے جمود و سکوت کے مترادف گردانا ہے ۔ حالانکہ انتظار امامؑ کا مطلب ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا رہنا ہرگز نہیں، بلکہ انقلاب امامؑ کے لئے سطح ہموار کرنا اور ماحول کو سازگار بنانا ہے۔ گویا انتظار امامؑ کا اصل تقاضا تربیتِ ذات اور تربیت قوم ہے ۔ کوئی بھی ہادی بیک جنبش نظر کسی قوم کے حالات اور نظام کائنات کو نہیں بدل دیتا بلکہ اس کے لئے افرادی قوت، تنظیم، تحریک ، ترغیب اور تبلیغ کی ضرورت ہوتی ہے ۔ یہی سنت الٰہی ہے ۔ امام زمانہؑ بھی ایسی ہی مختصر مگر مخلص ترین افرادی قوت کے منتظر ہیں ۔ یہ افرادی قوت اہل سیف ہی نہیں اہل علم وعمل پر مشتمل ہونا بھی ضروری ہے ۔ حکم قرآنی کے مطابق ہر بڑے گروہ سے ایک چھوٹے گروہ کا تفہیم دین کے لئے نکلنا لازمی ہے ۔ اطاعت الٰہیؑ ، اطاعت رسولؐ اور اطاعت اولو الامرؑ کا حکم بھی اہل ایمان کو دعوت فکر دے رہا ہے ۔ آئمہ اثنا عشرؑ ہمارے لئے اولی الامر ہیں اور آج کے دور میں خصوصاً صاحب الزمانؑ صاحب الامر ہیں ۔

امام زمانہؑ کی غیبت صغریٰ میں ستر بہتر سال (۲۵۶ھ تا ۳۲۸ھ) آپ کے

نوابین اربعہ کے توسط سے، آپ کے احکامات کی پیروی ہوتی رہی اور آپ کے مشن اور انقلاب کے لئے جانی مالی قربانیاں اور ہمدردیاں آپ تک پہنچتی رہیں۔ اسی توسط سے لوگ اپنے مسائل کا حل اور سوالات کے جوابات حاصل کرتے تھے۔ ۳۲۸ ہجری کو سلسلہء نائبین موقوف ہوا اور مومنین کو ہدایت کردی گئی کہ وہ اپنے مسائل کے حل اور رہنمائی کے لئے ایسے متدین اور دیندار علماء حضرات سے رجوع کریں جو ہماری احادیث بیان کرتے ہوں۔ بدقسمتی سے مسلمانوں نے تفہیم دین کے لئے احادیث معصومینؑ کو وسیلہ اور ذریعہ بنانے کے بجائے اپنی ناقص رائے اور قیاس کو بروئے کار لانا شروع کردیا اور موجودہ تنزل اور پستی کی گہرائیوں میں آگرے۔ صد شکر کہ ہم آج بھی بے وسیلہ، بے امام اور لاوارث نہیں کہ اس طرح کے ناقص اور غیر معیاری حربے اپنائیں جن کے استعمال سے ہمارے آئمہ معصومینؑ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آئمہ معصومینؑ کی تعلیمات سے کما حقہٗ استفادہ کیا جائے۔ اور باعمل علماء جو ہم پر حجت ہیں، کے توسط سے ان کے نقش قدم پر چلنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔

آخر میں یہی مشورہ ہے کہ ہم صاحب الزمانؑ اور کنا' کہنے والوں کو اپنے آپ کو بھی اس قابل بنانا چاہیے کہ ان کی نظر کرم اور چشم التفات ہم پر پڑ سکے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری بدعملی کے سبب وہ ہم سے منہ پھیر لیں اور نصرت کے بجائے ہم سے نفرت کرنے لگیں۔ اس تقرب کے حصول کے لئے "فلسفہء غیبت مہدیؑ" پیش خدمت ہے۔ اس کی ترتیب میں معاونت پر میں محترمہ سیدہ صدف نقوی کا ممنون ہوں۔ جبکہ "اظہار حقیقت" پر عزیزی سیدہ انعم زہرا رضوی میرے خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں جبکہ آیات قرآنی پر اعراب لگانے اور پروف ریڈنگ میں مولانا جان محمد

نسیم صاحب اور جامعہ زینبیہ کی طالبات نے مدد کی ہے۔ نشرواشاعت کی شایان شان ذمہ داری سرپرست ادارۂ منہاج الصالحین مولانا ریاض حسین جعفری صاحب پر عائد ہے۔ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ان سب کی مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت عطا فرمائیں۔

(اللہ رب العزت ہم سب مومنین و مومنات کو محبان و ناصرین امامؑ میں شامل فرمائے)

(مظہر عباس عفی عنہ)

مختصر احوال مولف

شیخ صدوق علیہ الرحمہ کا اصل نام محمد بن علی بن الحسن بن موسیٰ بن بابویہ ہے ۔آپ چوتھی صدی ہجری میں مذہب امامیہ کے اعلام میں سے تھے ۔پوری امت مسلمہ آپ کی پیشوائی اور مقامِ بلند کی قائل ہے ۔آپ امام زمانہؑ کی دعا سے پیدا ہوئے اور امامؑ کی طرف سے آپ کے بارے میں یہ تحریر جاری ہوئی ''وہ بہت ہی نیک اور بابرکت فقیہ ہیں'' آپ نہ صرف فقہ کے علمبردار تھے بلکہ صاحب روایت محدث و راوی اور علم کلام کے بھی ماہر تھے ۔

آپ نے احادیث کے حصول کے لئے استر آباد، نیشاپور، مرو روز، سمرقند، فرغانہ ، بلخ ، ہمدان ، بغداد ، فید اور مکہ و مدینہ کے طویل سفر کئے ۔ان اسفار کی صعوبتوں کو جھیلتے ہوئے اور برکتوں کو سمیٹتے ہوئے آپ نے اپنی ذہانت و ذکاوت ، کثرت علم اور مضبوط یاداشت کے بل بوتے پر وہ کچھ حاصل کیا جو اپنے علاقے کے علماء سے میسر نہ تھا۔ آپ نے بہت سے علماء سے مناظرے بھی کئے اور مذہب حقہ کی ترویج کی ۔

آپ قم المقدسہ ایران میں پیدا ہوئے۔ وہیں نشوونما پائی اور اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا ۔حصول علم کے بعد آپ نے ''رے'' شہر کے لوگوں کی

التماس پر وہاں کا رخ کیا اور وہیں سکونت اختیار کی۔ بعدازاں امام رضا علیہ السلام کے روضہ اطہر کی زیارت کی اور واپس "رے" تشریف لے آئے۔ راستے میں آپ نیشاپور بھی ٹھہرے۔ وہاں کے علماء نے آپ سے خوب کسب فیض کیا۔ نیشاپور کے عوام جوق درجوق آپ کے درس سننے آتے تھے۔ آپ نے امام زمانہؑ کے بارے میں اکثر لوگوں کے شکوک وشبہات کو دور کیا۔ آپ مرورورز اور بغداد بھی گئے، وہاں کے لوگوں نے بھی آپ سے کسب فیض کیا۔

بیت الحرام کی زیارت کے بعد واپسی کے سفر میں آپ شہر فید میں پہنچے تو بہتی نے آپ کواحادیث سنائیں۔ پھرآپ کوفہ پہنچے تو وہاں کے مشائخ سے احادیث سنیں۔ اس کے بعد آپ ہمدان میں داخل ہوئے اور وہاں کے علمائسے احادیث سنیں۔ پھر بلخ کارخ کیا تووہاں کے علماء سے احادیث سماعت کیں۔ ایلاق میں ابن نعمہ آپ سے ملاقات کے لئے آئے اور درخواست کی کہ فقہ حلال وحرام اور شرائع واحکام کے بارے میں ایک کتاب تصنیف کریں۔ آپ نے ان کی درخواست کوقبول کیا اور "مَنْ لا یَحْضُرُهُ الْفَقِیه" نامی کتاب تصنیف کی۔ اس کے بعد آپ سمرقند میں پہنچے تو مختلف علماء سے احادیث حاصل کیں۔ پھر فرغانہ کے سفر میں کئی محدثین سے حدیثیں سماعت کیں۔ آپ نے یہ سب سفر کتاب خدا سے تمسک، خاندان رسالت سے رابطہ، خدمت ودفاع دین اور معارف و مذہب کی ترویج کے لئے کیے۔

تاریخ میں آپ کا تذکرہ ایک روشن باب کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس میں آپ کی تالیفات کے آثار جگمگ کررہے ہیں۔ احادیث اور روایات میں آپ شیخ المشائخ ہیں اور فتاویٰ میں وسیع مرجعیت کے مالک۔ آپ عالم اسلام کے گوشہ

وکنار سے موصول ہونے والے سوالات کے جوابات دیتے تھے۔

نجاشی اپنی کتاب رجال میں رقم طراز ہیں کہ ان کی ایک کتاب قزوین سے آئے ہوئے سوالات کے جوابات ،مصر سے آئے سوالات کے جوابات، بصرہ سے آئے ہوئے سوالات کے جوابات اور مدائن سے آئے ہوئے سوالات کے جوابات کے عناوین پر مبنی ہے ۔ ایک کتاب "نیشاپور کا سوال" ہے اور ایک کتاب بطور خط ابو محمد فارسی کے نام بھیجی۔ایک دوسرا خط بغداد کی طرف بھیجا، یہ ماہ رمضان کے بارے میں بھیجے گئے خط کا جواب ہے ۔ مزید ایک خط اہل رے کو غیبت امامؑ کے بارے میں بھیجا گیا۔ اسی طرح مذہب حقہ کی حمایت میں کئے گئے۔آپ کے مناظرے بھی محفوظ ہیں ۔ رکن الدولہ دیلمی جیسے بادشاہ نے آپ کے پاس اپنا نمائندہ بھیجا اور التماس کیا کہ آپ تشریف لائیں۔جب آپ اس کے دربار میں پہنچے تو بادشاہ نے خود آپ کا استقبال کیا، اپنے پاس بٹھایا اور تعظیم وتکریم سے پیش آیا۔آپ نے ان کے تمام سوالات کے تسلی بخش جواب دیئے اور روشن دلائل کے ذریعے مذہب حقہ کی حقانیت کو ظاہر کیا۔مخالفین کے لئے آپ کے دلائل کو تسلیم کرنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ رہا۔ نجاشی نے رکن الدولہ کے دربار میں آپ کے مناظروں کا ذکر پہلی محفل مناظرہ کا تذکرہ، دوسری محفل مناظرہ کا تذکرہ ،تیسری محفل مناظرہ کا تذکرہ ، چوتھی محفل مناظرہ کا تذکرہ اور پانچویں محفل مناظرہ کا تذکرہ کے ناموں سے کیا گیا۔

امام زمانہؑ کا معاملہ آپ کے نائبین کے بعد ایک سرگوشی کی سی صورت اختیار کرگیا۔شیعوں میں بھی آپ کا تذکرہ اصل نام ،صفت یا لقب وغیرہ کے حوالے سے نہیں کیا جاتا تھا۔اپنے اجتماعات میں وہ آپ کو کبھی غریم ،کبھی رجل اور کبھی قائم بتاتے تھے اور آپس میں رمز کے طور پر (م،ح،م،د) سے تعبیر کرتے تھے ۔یوں امام

کا معاملہ ان دنوں نہایت خفیہ تھا۔ادھر اسماعیلیہ ،واقفیہ اور کیسانیہ سر نکال رہے تھے۔وہ امام صادقؑ کے بعد کے آئمہ کو نہیں مانتے تھے۔یہ روز بہ روز شدت پکڑ رہے تھے اور امام غائبؑ کے بارے میں لوگ حیرت ،سرگردانی اور تزلزل کا شکار تھے۔شیخ صدوق نے اس عظیم خطرے کو محسوس کیا اور اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تاکہ شیعوں کو اس وبائی شریعتی نابودی اور حتمی ہلاکت سے محفوظ رکھا جاسکے۔اگر آپ اس سلسلے میں کوششیں، بحثیں اور مناظرے نہ کرتے تو مذہب امامیہ کی زنجیر ٹوٹ جاتی اور نعوذ باللہ امام قائم پر اعتقاد زائل ہوجاتا۔

تالیفات

شیخ طوسیؒ کے مطابق جناب صدوق علیہ الرحمہ کی کتب کی تعداد تین سو ہے۔ ان میں سے اکثر ضائع ہوگئیں ۔صرف ان کے نام باقی رہ گئے ۔یہ کتابیں صدیوں تک باقی رہیں لیکن پھر ایسے گم ہوئیں کہ آسمان پر اٹھالی گئی ہوں ۔اس عظیم سرمائے میں سے جو کتب محفوظ ہیں ان کی تعداد بیس سے زیادہ نہیں ۔اور یہ اغلاط،نقائص اور تحریفات کی بھینٹ چڑھ گئیں اور اس طرح اشاعت پذیر ہوئیں کہ ان سے نہ علم راضی ہے نہ اہل علم ۔کیوں کہ یہ غیر تجربہ کار اور کم علم لوگوں کے ذریعے شائع ہوئیں۔یہ مصیبت صرف شیخ صدوق کی تصنیفات پر ہی نہیں آئی بلکہ ابن قولویہ وغیرہ کی تالیفات میں سے تو کامل الزیارات کے علاوہ کچھ بچا ہی نہیں۔ اس طرح شیخ مفید کی دوسو کتب میں سے چند ایک کا وجود باقی رہا ۔اور یہی کچھ شیخ طوسی اور علامہ حلی کی تالیفات کے ساتھ ہوا ۔آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ طریحی کے مطابق علامہ حلی کی پانچ سو تصانیف اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھیں اور یہ ان کتابوں کے علاوہ تھیں جو دوسروں کے ہاتھوں سے تحریر ہوئی ہیں۔ ان میں سے بھی نوے فیصد ضائع

ہو چکی ہیں، جو در اصل مختلف فتنوں، جنگوں اور آتش زدگیوں سے غارت ہوئیں۔

جہاں تک ان پڑھ اور جاہل لوگوں کے ہاتھوں سے چھپی ہوئی کتابوں کا تذکرہ ہے تو اس ضمن میں حافظ اپنی کتاب حیوان جلد اول صفحہ ۶۴ طبع بیروت میں کہتا ہے "......اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک موئف ایک غلطی کی اصلاح کرنا یا ایک چھوٹے ہوئے لفظ کو اپنے مقام پر لگانا چاہتا ہے مگر اس کمی اور نقص کو دور کر کے کلام کو متصل اور مربوط بنانے سے دس ورق اس لفظ کی تفسیر و تشریح میں لکھنا اسے زیادہ آسان نظر آتا ہے"۔ نیز کہا جاتا ہے: "اگر کسی کتاب کی نقل بنائی جائے اور اصل سے مطابقت نہ کی جائے، پھر دوبارہ اس نقل سے ایک اور نقل بنائی جائے اور اس کی اصل سے مطابقت نہ کی جائے تو وہ کتاب اصل سے بالکل اجنبی لگے گی"۔

شیخ صدوق نے تقریباً ۲۵۰ محدثین سے احادیث نقل فرمائیں اور آپ سے احادیث نقل کرنے والوں کی تعداد بیس تک پہنچتی ہے۔

(مقدمہ من لا یحضرہ الفقیہ کی طرف رجوع کریں۔)

وفات اور مزار

شیخ ؒ نے ۳۸۱ ہجری قمری کو وفات پائی۔ اس وقت آپ کی عمر ستر سال سے کچھ زیادہ تھی۔ آپ کی قبر شہزادہ عبدالعظیم حسنی کی قبر کے نزدیک رے شہر میں "طغرلیہ" نامی باغ کے نزدیک ایک عالی شان روضہ میں موجو ہے۔ لوگ آپ کی قبر کی زیارت کو باعث برکت جانتے ہیں۔ آپ کی قبر سے ایک کرامت کے ظاہر ہونے سے فتح علی شاہ قاچار، اس کی ملکہ اور اراکین حکومت بہت متاثر ہوئے اور تقریباً ۱۲۳۸ھ میں اس کے روضہ مبارک کی تعمیر کی گئی۔ یہ کرامت مختلف کتب میں مذکور ہے۔ خوانساری منتخب التواریخ میں فرماتے ہیں:

''ان کی کرامت میں سے ایک موجودہ دور میں ظاہر ہوئی اور صاحبان بصیرت میں سے کچھ تعداد نے اپنی آنکھوں سے دیکھی اور دور دراز کے لوگوں نے بھی دیکھ لی۔ وہ یہ ہے کہ ان کا روضہ شریف جو کہ شہر ''رے'' کے (ایک) گوشے میں خراب شدہ علاقہ تھا، میں بارش کی وجہ سے شگاف پڑ گیا۔ جب لوگوں نے اس کی تعمیر کی غرض سے اس شگاف کے بارے میں غور کیا تو اس شگاف کے راستے وہ ایک تہ خانہ میں پہنچ گئے جو کہ آپ کی دفن گاہ تھا۔ وہاں انہوں نے دیکھا کہ ایک نہایت پاکیزہ وخوبصورت لحیم وشحیم جسد نیم برہنہ لیکن شرمگاہ مستور، موجود ہے، ناخنوں پر خضاب کے آثار ہیں اور اطرف میں خاک خوردہ کفن کے دھاگے بتیوں کی طرح پڑے ہوئے ہیں۔ یہ خبر تہران شہر میں پھیل گئی اور بات فتح علی شاہ قاچار، اس دور کے بادشاہ ناصرالدین شاہ کے پردادا کے کانوں تک پہنچ گئی۔ یہ تقریباً ۱۲۳۸ھ کی بات ہے۔ پس بادشاہ نیک اندیش بذات خود اس وقعہ کو دیکھنے کے لئے حاضر ہوئے اور اپنے ملک کے زعماء اور علماء کو اس تہ خانے میں بھیج دیا اور یہ فیصلہ اس لئے کیا گیا کہ مقتدر حکومت کے اراکین نے اسے حکومت کی مصلحت کے برخلاف جانا کہ بادشاہ بذات خود اس تہ خانے میں داخل ہو۔ لیکن اس واقع کی خبر پانے والوں کی کثرت نے اس کی تائید کی اور صدق کو عین الیقین کے مرحلہ تک پہنچا دیا۔ پس بادشاہ نے اس شگاف کو پر کرنے اور روضہ کو بہترین زینوں کے ساتھ آراستہ کرنے کا حکم صادر کر دیا اور میں بذات خود اس واقعہ کے بعض عینی شاہدوں سے ملاقات کر چکا ہوں۔ ہمارے بعض بزرگ اساتذہ جو دین ودنیا کے سردار تھے اس حکایت اور واقعہ کو نقل کرتے تھے۔

کمال الدین وتمام النعمہ

یہ کتاب اپنے موضوع میں نہایت رسا اور اپنے باب میں ممتاز ہے۔ اس موضوع پر کتاب ہذا سے زیادہ کامل، شیریں اور پر کشش کتاب نہیں ملتی۔ متقدمین اور متاخرین میں سے کسی کی کتاب بھی اس کی مانند نہیں ہے۔ اس میں امام غائبؑ کی شخصیت، وجوہ غیبت اور جو کچھ آپ سے متعلق ہے کے بارے میں تجزیہ کیا گیا ہے۔ اور سب کچھ معصومینؑ سے واردہ روایات سے ثابت کیا گیا ہے۔ شیخ نے اس موضوع پر جو کچھ نقل ہوا ہے اور لوگوں کے درمیان شہرت پا گیا ہے، خواہ وہ صحیح ہو یا ضعیف، حسن ہو یا غیر حسن سب کو جمع کیا ہے۔ لیکن مقام استدلال میں صحیح، اجتماعی اور متواتر احادیث کا سہارا لیا ہے۔ معمرین وغیرہ سے منقول احادیث کے بارے میں انہوں نے لکھ دیا ہے کہ یہ غیبت کی صحت ثابت کرنے کے لئے ضروری احادیث میں شامل نہیں، اور یہ حقیقت (غیبت) پیغمبر خدا اور آئمہ اطہارؑ کی روایات ہی سے اظہر من الشمس ہے۔

امام مہدیؑ کی طولانی غیبت کا فلسفہ

(مقالہ خصوصی)

سنی شیعہ سبھی مسلمان امام مہدیؑ کی آمد، ظلم و جور کے خاتمہ اور عدل و انصاف کی بالادستی پر ایمان رکھتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ سنی حضرات کے مطابق امام مہدیؑ خاندان رسالت میں پیدا ہوں گے جبکہ شیعہ صاحبان کے مطابق آپ امام حسن عسکریؑ کے گھر میں پیدا ہو چکے ہیں اور امر خداوندی سے حضرت عیسٰیؑ کی طرح پردۂ غیبت میں ہیں۔ غیبت صغریٰ کے بعد غیبت کبریٰ کا زمانہ جاری ہے۔ جب خدائے متعال کا حکم ہوگا تو آپ ظہور فرمائیں گے اور کائنات عالم میں اسلامی حکومت کا قیام عمل میں لائیں گے۔

حضرت امام مہدیؑ کے بارے میں شیعہ عقیدہ پر آپؑ کی طولانی غیبت کے بارے میں یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ دنیا میں کافی حد تک ظلم و ستم اور فساد موجود ہونے کے باوجود حضرت مہدیؑ ظہور کیوں نہیں کرتے؟

اپنے انقلاب کے ذریعے دنیا کو عدل و انصاف کے راستہ پر کیوں نہیں لگاتے؟

آخر ہم کب تک بیٹھے ہوئے خون ریز جنگوں اور خدا سے غافل مٹھی

پھر ظالموں اور سیاہ کاروں کے ظلم وستم کا نظارہ کرتے رہیں؟ آپ کی غیبت اس قدر طولانی کیوں ہوگئی ہے؟ اب آپؑ کو کس چیز کا انتظار ہے؟ اور آخر اس طولانی غیبت کا راز کیا ہے؟

اگر چہ معمولاً غیبت کے مسئلہ میں یہ سوال شیعوں سے کیا جاتا ہے۔لیکن ذرا سا غور وفکر کرنے کے بعد یہ حقیقت اچھی طرح آشکار ہوجاتی ہے کہ اس مسئلہ میں دوسرے لوگ بھی برابر کے شریک ہیں۔یعنی وہ تمام حضرات جو ایک عظیم عالمی مصلح کے ظہور کے سلسلہ میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ایک دن وہ انقلاب برپا کرکے پوری دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔یہی سوال ایک دوسری شکل میں ان سے بھی کیا جاسکتا ہے۔جو شیعوں کے عقائد کو سرے سے نہ جانتے ہوں۔ان سے یہ سوال یوں کیا جاسکتا ہے کہ اس عظیم مصلح کی ولادت ابھی تک کیوں نہیں ہوئی ہے؟ اور اگر پیدائش ہو چکی ہے تو پھر انقلاب کیوں نہیں آجاتا اور آپؑ اس پیاسی دنیا کو اپنے عدل وانصاف کے جام سے سیراب کیوں نہیں کرتے؟ لہٰذا اگر اس کا رخ فقط شیعوں کی جانب رکھا جائے تو یہ ایک بہت بڑی غلطی ہوگی۔دوسرے لفظوں میں شک نہیں ہے کہ طول عمر کا مسئلہ (گزشتہ بحث) اور زمانہ ءغیبت میں امامؑ کے وجود کے فلسفہ (آئندہ بحث) کے بارے میں صرف شیعوں ہی سے سوال کیا جاسکتا ہے۔ لیکن آپ کے ظہور میں تاخیر کا فلسفہ ایک ایسا موضوع ہے جس کے بارے میں ان تمام لوگوں کو غور وفکر کرنا چاہیے جو اس عالمی مصلح کے ظہور پر ایمان رکھتے ہیں کہ اس انقلاب کے لئے دنیا کی مکمل آمادگی کے باوجود آپ کا ظہور کیوں نہیں ہورہا۔

بہر حال اس سوال کا ایک جواب مختصر ہے اور ایک مفصل۔مختصر جواب یہ ہے کہ ہمہ گیر اور عالمگیر انقلاب کے لئے صرف ایک لائق اور شائستہ رہبر کا وجود ہی

کافی نہیں ہے ، بلکہ ضروری ہے کہ عوام بھی آمادہ نظر آتی ہو۔ دنیا میں آمادگی پیدا ہوتے ہی آپؑ کا ظہور اور قیام یقینی ہے۔ اور جہاں تک مفصل جواب کا تعلق ہے تو :

اولاً۔ جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے ، اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیے کہ حضرت مہدیؑ کے قیام کے منصوبہ پر تمام پیغمبروںؑ کے قیام کے منصوبہ کی طرح صرف طبعی اور عام اسباب وذرائع کو کام میں لاتے ہوئے ، کسی صورت میں بھی یہ کام معجزے کے ذریعے انجام نہیں پائے گا۔ معجزہ استثنائی چیز ہوتا ہے اور چند استثنائی مقامات کے سوا ، آسمانی پیشواؤں کے اصلاحی منصوبوں میں اس کا عمل دخل نظر نہیں آتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر رہنما نے اپنے مقاصد کو ترقی دینے کے لیے ہمیشہ اپنے زمانے کے لائق افراد کی تربیت اسلحہ ، ضروری مشاورت ، مؤثر جنگ کی صحیح حکمت عملی اور تدبیروں ، مختصراً ہر طرح کے مادی اور معنوی ذرائع سے کام لیا ہے۔ وہ اس انتظار میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے نہیں رہے کہ ہر روز ایک نیا معجزہ رونما ہو اور دشمن چند قدم پسپا ہو جائے یا یہ کہ مومنین ہر روز معجزے کے سہارے ترقی کے میدان میں آگے بڑھیں۔

لہٰذا عالمی سطح پر حق وانصاف کی حکومت کے منصوبہ پر عمل کرنے کے لئے کچھ استثنائی مقامات کے علاوہ مادی اور معنوی وسائل وذرائع سے بھی کام لیا جائے گا۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ حضرت مہدیؑ اپنے ساتھ کوئی نیا دین نہیں لائیں گے بلکہ خداوند عالم کے انہی انقلابی منصوبوں پر عمل کریں گے ، جن پر ابھی تک عمل نہیں ہوا ہے۔ آپؑ کی ذمہ داری صرف تعلیم وتربیت ، نصیحت وسفارش ، لوگوں کو ڈرانا اور پیغام پہنچا دینا ہی نہیں ہے بلکہ آپؑ کا یہ بھی فریضہ ہے کہ ان تمام اصولوں اور قوانین کو نافذ کرائیں جو علم وایمان کی حکومت کے سایہ میں ہر طرح کے

ظلم وستم اور ناحق امتیازات کا خاتمہ کر دیں گے اور یہ بات اپنی جگہ پر مسلم ہے کہ ایسے منصوبہ کا انعقاد اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک کہ سماج اس کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔

ثانیاً۔مذکورہ بالابنیادی اصول کی روشنی میں ہمارے اس قول کی وضاحت ہوجاتی ہے جس میں ہم ظہور کی تاخیر کا سبب انسانی معاشرہ کی عدم آمادگی کو قرار دے دیتے ہیں۔ کیونکہ اس قسم کے ظہور اور انقلاب کے لئے کم ازکم حسب ذیل آمادگیوں کی ضرورت ہے۔

(۱) نفسیاتی آمادگی (سچائی تسلیم کرنے کی آمادگی)

ضروری ہے کہ لوگ اس دنیا کی بے سروسامانی کا احساس کرلیں اور ظلم وستم کا مزا خوب اچھی طرح چکھ لیں۔ یہ بھی ضروری ہے کہ دنیا اس بات کو اچھی طرح سے سمجھ لے کہ انسانی ذہن کے بنائے ہوئے قانون دنیا میں عدل وانصاف برقرار رکھنے کی توانائی اور صلاحیت نہیں رکھتے بلکہ ضروری ہے کہ پوری دنیا یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لے کہ مادی اصولوں ،قوانین،موجودہ قوت نافذہ،اور انسانوں کے خود ساختہ ضوابط کے زیر سایہ،دنیا کی مشکلیں حل نہیں ہوسکیں گی ۔بلکہ دن بہ دن یہ مشکلیں بڑھتی جائیں گی نیز ان کی گتھیاں سلجھنے کے بجائے اور الجھتی جائیں گی ضروری ہے کہ پوری بشریت کواس بات کا احساس ہوجائے کہ اس دور کی مشکلیں اور بحران ،موجودہ نظاموں کی پیداوار ہیں اور آخرکار یہ نظام ان مشکلوں کو حل کرنے سے عاجز ہوجائیں گے۔

ضروری ہے کہ دنیائے انسانیت یہ سمجھ لے اس عظیم مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کچھ ایسے نئے اصولوں اور نظام کی ضرورت ہے جو انسانی اقدار ،ایمان

،بشری عطوفت اور اخلاق کی بنیاد پر قائم ہو کیونکہ بے جان، ناقص ،خشک اور مادی اصولوں سے کام نہیں چل سکا۔

ضروری ہے کہ پوری دنیا میں عوام کا سماجی شعور اس حد تک بیدار ہو جائے کہ وہ یہ بات سمجھ سکیں کہ ٹیکنالوجی کے میدان میں ترقی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حتماًبشریت کو بھی ارتقاء حاصل ہو جائے گی اور انسانوں کو خوشحالی او سعادت نصیب ہوجائے گی بلکہ ترقی یافتہ ٹیکنالوجی صرف اسی وقت خوشحالی کی ضمانت بن سکتی ہے جب کہ یہ ٹیکنالوجی انسان اور معنوی اصول وضوابط کے زیر سایہ ہو ورنہ یہی ترقی یافتہ ٹیکنالوجی انسانیت کی تباہی اور بربادی کا سبب بن جائے گی اور ہم اپنی زندگی میں کئی بار اس بات کا مشاہدہ کر چکے ہیں۔

ضروری ہے کہ ساری دنیا کے عوام یہ سمجھ لیں کہ اگر یہ ضرورتیں بت کی شکل اختیار کرلیں تو موجودہ مشکلات میں اور بھی اضافہ کردیں گی ،جنگوں میں تباہی اور بربادی کے دائرہ کو اور بھی زیادہ وسیع کردیں گی ،بلکہ ان صنعتوں کو اوزار کے طور پر لائق انسانوں کے اختیار اور کنٹرول میں ہونا چاہیے۔

خلاصہ یہ کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ بشریت پیاسی ہو، اور جب تک اس کو پیاس نہیں لگے گی یہ پانی کے چشموں کی تلاش میں نہیں نکلے گی ۔دوسرے الفاظ میں جب تک لوگوں میں مانگ نہ ہو کسی قسم کے اصلاحی منصوبے کو پیش کرنا مفید نہ ہوگا۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ معاشی مسائل سے زیادہ سماجی مسائل میں رسد اور طلب کے اصول پر توجہ دی جائے ۔لیکن یہاں یہ سوال ابھرتا ہے کہ اس پیاس اور طلب کو کیونکر ایجاد کیا سکتا ہے۔؟اس کا جواب یہ ہے کہ کچھ تو وقت اس کو ایجاد کردے گا کیونکہ اس کے لئے وقت اور زمانہ بہت ضروری ہے لیکن اس سلسلہ کی

کچھ چیزیں تعلیم وتربیت سے تعلق رکھتی ہیں،معاشرہ کے ذمہ دار ،مومن اور باخبر دانشمندوں کی طرف سے جوفکری احیا شروع ہوتا ہے۔یہ عمل اسی کے ساتھ انجام پانا چاہیے۔ان دانشمندوں کا وظیفہ ہے کہ اپنے انسان ساز منصوبوں کے ذریعہ کم از کم دنیا کے عوام کو ہر بات سمجھائیں کہ ان کی اصل مشکلیں موجودہ اصول وقوانین اور اسلوب کے ذریعے حل نہیں ہوسکیں گے اور بہر حال اس وظیفہ کو انجام دینے کے لئے بھی وقت درکار ہے۔

(۲) ثقافتی اور صنعتی ارتقاء

پوری دنیا کو ایک جھنڈے کے نیچے جمع کرنے ،ہر جگہ پر طاقت کے نشہ میں چور ظالموں اور ستمگروں کے زور کو ختم کرنے ،نیز ہر معاشرہ میں اعلیٰ پیانے پر تعلیم وتربیت کو رائج کرنے کے لئے اور اس مسئلہ کو اچھی طرح سے سمجھانے کے لئے کہ نسل ،زبان اور جغرافیائی حدود کا فرق اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ پوری دنیا کے عوام آپس میں مل جل کر بھائی بھائی کی طرح صلح وصفائی ،عدل وانصاف ،اخوت وبرابری کے ساتھ زندگی بسر نہیں کرسکتے۔

اس کے علاوہ ایسے صحیح اور مفید اقتصادی نظام کو فراہم کرنے کے لئے جو تمام انسانوں کے لئے کافی ہو،ضروری ہے کہ ایک طرف انسانوں کی معلومات میں اضافہ ہو،ان کی علمی سطح بلند ہو۔اوردوسری طرف صنعت کے میدان میں ترقی ہو۔ ایسے وسائل ایجاد کئے جائیں جو پوری دنیا کو آپس میں ملا کران کے درمیان سریع اور دائمی رابطہ بروئے کارلاسکیں اور ظاہر ہے کہ اس کام کے لئے بھی کافی وقت کی ضرورت ہے۔اگر دنیا کے گوشہ گوشہ سے فوری طور پر رابطہ برقرار نہ ہوسکتا ہو تو پھرایک حکومت پوری دنیا کے نظم ونسق کو کیسے سنبھال سکے گی ؟!

پوری دنیا کی حکومت ایسے وسائل کے سہارے چلانا کیسے ممکن ہے ۔جن کے ذریعہ دور دراز کے مقام پر ایک پیغام بھیجنے کے لئے کئی سال درکار ہوں؟

جو روایات حضرت امام مہدیؑ کے انقلاب کے زمانہ میں دنیا کے لوگوں کی زندگی کی کیفیت بیان کرتے ہیں۔ان کے مطالعہ سے یہ پتا چلتا ہے کہ اس زمانہ میں صنعت اور ٹیکنالوجی ،خاص طور سے حمل ونقل اور مواصلاتی آلات کے میدان میں اس حد تک ترقی کر چکی ہوگی کہ دنیا کے براعظم عملی طور پر چند نزدیکی شہروں کی صورت اختیار کرلیں گے ،مشرق ومغرب ایک گھر کی مانند ہوجائیں گے اور زمان ومکان کی مشکل پورے طور پر حل چکی ہوگی ۔البتہ ممکن کہ ان میں سے بعض چیزیں اسی زمانہ میں جست اور صنعتی انقلاب کے ذریعے انجام پذیر ہوں ،لیکن پھر بھی اس زمانہ کی آمد پر ایک طرح کی علمی آمادگی موجود ہونی چاہیے تاکہ اس صنعتی انقلاب کے لئے زمین ہموار ہو۔

(۳) ایک انقلابی ضربتی قوت کی تربیت

آخر میں ضروری ہے کہ اس انقلاب کے لئے دنیا میں ایک ایسے گروہ کی تربیت کی جائے جو اس عظیم مصلح کی انقلابی فوج کے اصلی حصہ کو تشکیل دے سکے ، چاہے وہ اقلیت ہی میں کیوں نہ ہو۔اس دہکتے ہوئے جہنم کے درمیان کچھ پھول بھی کھلنا چاہئیں تاکہ وہ گلستان کا پیش خیمہ بن سکیں ،اس شور زار میں کچھ پودے بھی اُگنا چاہئیں تاکہ دوسروں کو بہار کی آمد کی نوید دے سکیں۔

اس مہم کے لئے بہت ہی زیادہ شجاع ،فداکار ،باخبر،ہوشیار ،دلسوز اور جانباز افراد کو تربیت دینے کی ضرورت ہے، چاہے اس کام میں کئی نسلیں گذر جائیں تاکہ اصلی خزانے آشکار ہوجائیں اور انقلاب کے اصلی عناصر فراہم ہوجائیں۔ اس

کام کے لئے بھی اچھا خاصا وقت درکار ہے ۔لیکن سوال یہ ہے کہ اس قسم کے افراد کی تربیت کون کرے؟ اس سلسلہ میں اس بات کو ذہن میں رکھنا چاہیے کہ یہ اسی عظیم رہبر کی ذمہ داری ہے کہ وہ بلا واسطہ یا بالواسطہ اس منصوبہ کو شروع کرے۔ اسلامی روایات میں امام کی غیبت کے طولانی ہونے کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ مقصد یہ ہے کہ لوگوں کا امتحان ہوجائے اوران میں سے جو سب سے بہتر ہو،اس کا انتخاب کرلیا جائے ممکن ہے کہ یہ احادیث انہی مطالب کی طرف اشارہ کرتی ہوں جن کو میں ابھی عرض کر چکا ہوں ۔اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ خداوند عالم انسانوں سے جو امتحان لیتا ہے وہ اس دنیاوی امتحان کی طرح لوگوں کی استعداد سے مطلع ہونے کے لئے نہیں ہے،بلکہ اس امتحان کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں میں جو استعداد موجود ہے ان کو پروان چڑھایا جائے تاکہ صلاحتیں ابھر کر سامنے آجائیں ۔ نیز صالح اور غیر صالح افراد کی صفوں میں امتیاز ہوجائے ۔دوسرے الفاظ میں یوں عرض کیا جاسکتا ہے کہ ان امتحانات کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں میں آمادگی پیدا کی جائے اور موجودہ آمادگیوں کو ترقی دی جائے ۔ کیونکہ خداوند عالم ہر چیز سے باخبر ہونے کے سبب اس بات کا محتاج نہیں کہ امتحان کے ذریعے لوگوں کے بارے میں معلومات حاصل کرے ۔چنانچہ مجموعی طور پر اس بحث سے حضرت امام مہدیؑ کی غیبت کے اس قدر طولانی ہونے کی ضرورت اچھی طرح واضح ہوچکی ہے۔

پردۂ غیبت میں امام کے وجود کا فلسفہ

حضرت امام مہدیؑ کے بارے میں شیعوں کے عقائد اوران کی خصوصیات پر جو آخری اعتراض کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ امام ہر حالت میں رہنما اور پیشوا ہے اور رہبر کا وجود صرف اسی صورت میں فائدہ مند ہوسکتا ہے جب اس کا رابطہ اپنے پیروؤں سے برقرار ہو۔ایسی صورت میں نظروں سے غائب امام کی طرف سے قیادت کے فرائض کی انجام دہی کیسے ممکن ہے؟

دوسرے لفظوں میں دوران غیبت امام کی زندگی ایک خصوصی زندگی ہے نہ کہ ایک پیشوا اور قائد کی معاشرتی زندگی۔ ایسی حالت میں ہمیں یہ پوچھنے کا حق حاصل ہے کہ یہ الٰہی ذخیرہ عوام کے لے کیا فائدہ رکھتا ہے اوراس کے وجود سے عوام کس طرح فائدہ اٹھا سکتے ہیں؟ کیونکہ غیبت میں امام آب حیات کے اس چشمہ کی مانند ہیں جو تاریکی اور ظلمات میں ہو اور وہاں تک پہنچنا کسی کے لئے ممکن نہ ہو۔

اس کے علاوہ کیا امام کے غائب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا وجود ایک غیرمرئی روح یا ناپیدا امواج وغیرہ میں تبدیل ہوگیا ہے؟ کیا سائنس اس بات کو مان سکتی ہے؟

بے شک یہ سوالات بہت اہم ہیں لیکن یہ سوچنا غلط ہے کہ ان سوالات

کا جواب نہیں ہے۔اس لئے بہتر ہے کہ پہلے اس آخری جملہ کا جواب عرض کر دیا جائے جس کی وجہ سے بعض لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے ہیں کیونکہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے بعد ہی دوسرے اعتراضات کی باری آئے گی۔

یہاں پر میں بہت صاف لفظوں میں عرض کروں گا کہ امام کے غائب ہونے کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ امام کا وجود غیبت میں ایک غیر مرئی وجود ہے جو ایک غیبی وجود سے زیادہ کسی خیالی وجود کے مشابہ ہو بلکہ آپ کی زندگی ایسی طبعی اور غیبی زندگی ہے جو خارج میں موجود ہے۔بس فرق صرف یہ ہے کہ آپ کی عمر طولانی ہے ،آپ لوگوں کے درمیان آمدورفت رکھتے ہیں ،سماج کے اندر رہتے ہیں اور مختلف علاقوں میں سکونت کرتے ہیں اور اگر آپ کی زندگی میں کوئی استثنا پایا جاتا ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ آپؑ طولانی عمر کے مالک ہیں اس کے علاوہ اور کوئی فرق نہیں ہے۔آپ نا آشنا طریقہ سے انسانی معاشرہ میں زندگی بسر کررہے ہیں ۔آپ کی غیبت کے بارے میں کسی شخص نے اس کے علاوہ کچھ اور نہیں کہا ہے آپ خود غور کیجئے کہ ''نا آشنا اور غیر مرئی''میں کتنا فرق ہے؟

اب جب کہ یہ غلط فہمی برطرف ہو چکی ہے تو آیئے اس موضوع کی طرف چلیں ۔یہ ٹھیک ہے ،اس طرح کی زندگی ایک معمولی شخص کے لئے قابل توجیہ ہوسکتی ہے لیکن کیا ایک رہبر ......وہ بھی عظیم الٰہی رہبر ......کے لئے اس طرح کی زندگی قابل قبول ہے؟

وہ شاگرد جو اپنے استاد کو نہ پہچان سکے ،وہ بیمار جو ڈاکٹر اور اس کے مطلب کو نہ جانتا ہو اور وہ پیاسا جو کنویں سے بے خبر ہو چکا ہے اس کے قریب ہی کیوں نہ ہو، کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں؟

یہ کوئی نیا سوال نہیں ہے بلکہ اسلامی روایات سے پتا چلتا ہے کہ حضرت امام مہدیؑ کی ولادت سے پہلے بھی آئمہ اطہارؑ کے زمانے میں یہ سوال عام تھا جب آئمہ معصومینؑ حضرت امام مہدیؑ اورآپ کی طولانی غیبت کا ذکر فرماتے تھے تو لوگ اسی قسم کے سوالات کرتے اور آئمہ اطہارؑ خندہ پیشانی کے ساتھ ان کے سوالات کا جواب دیا کرتے تھے جس کے بعض نمونے درج ذیل ہیں۔

زمانہء غیبت میں امامؑ کے وجود کا فائدہ

زمانہء غیبت میں امام زمانہؑ کے وجود کے فائدے اور فلسفہ کے بارے میں جو کئی احادیث میری نظر سے گزری ہیں ان میں ایک مختصر سی عبارت میں بہت ہی معنی خیز تعبیر پائی جاتی ہے جو اس عظیم راز کو سمجھنے کے لئے کلیدی حیثیت رکھتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب پیغمبر اسلامؐ سے سوال کیا گیا کہ زمانہء غیبت میں حضرت امام مہدیؑ کے وجود کا کیا فائدہ ہے؟ تو آنحضرتؐ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس نے مجھے نبوت کے ساتھ مبعوث کیا، لوگ اس کی قیادت اور پیشوائی کے نور سے اسی طرح فائدہ اٹھائیں گے جس طرح وہ بادلوں کی اوٹ میں چھپے ہوئے سورج سے مستفید ہوتے ہیں"۔

اس حدیث کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے کلی طور پر سورج کی اہمیت اور جب اس پر بادلوں کی چلمن پڑی ہوئی ہوتی ہے، اس وقت اس کے کردار کو سمجھیں۔

سورج دو طرح سے نور افشانی کرتا ہے۔

(۱) آشکار نور افشانی (۲) مخفی نور افشانی

یا دوسرے لفظوں میں "مستقیم نور افشانی اور غیر مستقیم نور افشانی" آشکار

نورافشانی میں سورج کی شعاعیں اچھی طرح دیکھی جاسکتی ہیں۔ اگرچہ ہوا کی ایک بہت ہی موٹی تہہ کرہ ارض کو لپیٹے ہوئے، ایک موٹے دل کے ایسے ضخیم شیشہ کی مانند کام کرتی ہے، جوسورج کی روشنی کو صاف کر کے اس کی مہلک شعاعوں کو ختم کرتا یا بے اثر بناتا ہے۔ لیکن سورج کی مستقیم تابش کی راہ میں حائل نہیں ہوتا۔لیکن غیر مستقیم تابش میں ،بادل اور دودھیا شیشہ کی طرح سورج کے مستقیم نور کو جذب کر کے تقسیم کرتا ہے۔

جب ہم ایسے کمرے میں داخل ہوتے ہیں جو دودھیا بلبوں کے ذریعے روشن کیا گیاہوتو کمرے کو روشن دیکھتے ہیں لیکن اس کی اصلی اور مستقیم شعاعیں اورخود بلب کے روشن تار نظر نہیں آتے ....

دوسرے یہ کہ سورج کی روشنی زندہ موجودات کی دنیا میں بہت اہم کردار کی حامل ہے۔

نباتات ،حیوانات اور انسانوں کی بقاء کے لئے جس انرجی کی ضرورت ہے وہ صرف سورج کی اس روشنی اور گرمی سے حاصل ہوتی ہے جو ہر طرف پھیلی ہوئی ہے ۔زندہ موجودات کی نشوونما،ان کے تغذیہ اور تولید،حس وحرکت وتحریک،بنجر زمینوں کی آبیاری ،سمندروں کی موجوں کی دھاڑ ،حیات آفرین ہواؤں کا چلنا ،زندگی بخش پانی برسنا،آبشاروں کے زمزمے،بلبلوں کے نغمے ، پھولوں کی پرکشش خوبصورتی ،انسانوں کی رگوں میں خون کی گردش ،دلوں کی دھڑکن ذہن کے پردوں کے درمیان افکار کا برق رفتاری کے ساتھ عبور ،شیرخوار بچے کی مانند پھولوں کی پنکھڑیوں کے ہونٹوں پر میٹھی میٹھی مسکان ۔یہ سب کے سب مستقیم یا غیر مستقیم طریقہ سے سورج کی روشنی کے مرہون منت ہیں۔ اگر سورج کی روشنی نہ ہوتو یہ سب کے سب پژمردہ

ہوجائیں گے اور صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو بہت تھوڑے غور وفکر سے سمجھ میں آجاتی ہے ۔اب یہ سوال پیش آتا ہے کہ اگر اس کی تابش بغیر کسی واسطہ کے ہورہی ہو؟ ظاہر ہے کہ اس سوال کا جواب نفی ہی میں ہے جب یہ سورج بادل کی اوٹ میں چھپا رہتا ہے اور روشنی ابر سے چھن چھن کر باہر آتی ہے ،اس وقت بھی اس طرح کے بہت آثار پائے جاتے ہیں ۔

مثلاً جن ملکوں اور شہروں میں سال کے کئی مہینے بادل چھائے رہتے ہیں، پورا آسمان چھپا رہتا ہے، سورج دکھائی نہیں دیتا لیکن گرمی ،نباتات کی نشوونما اور زندگی کے تسلسل کیلئے ضروری انرجی کی پیداوار ہوتی رہتی ہے ،غلے اور پھل پکتے رہتے ہیں، پھولوں کی ہنسی اور کلیوں کی مسکراہٹ برقرار رہتی ہے۔

پس معلوم ہوا کہ بادلوں کی اوٹ میں رہتے ہوئے بھی سورج کی تابش کے بہت سے آثار اور برکتیں موجود رہتی ہیں اور صرف اس کے بعض وہ آثار نظر نہیں آتے جن کے لئے اس کی مستقیم تابش کی ضرورت ہوتی ہے ۔مثلاً آپ جانتے ہیں کہ زندہ موجودات اور انسانی جسم کی مشینری اور اس کی جلد پر دھوپ بہت زیادہ اثر رکھتی ہے اسی وجہ سے جن ملکوں کے باشندے دھوپ سے محروم ہیں ،ان ملکوں میں جب سورج نکلتا ہے تو بہت سے لوگ دھوپ کا غسل کرتے ہیں۔ نیز اس جان بخش روشنی کے سامنے ہر ہفتہ گھومتے ہیں چونکہ ان کے وجود کا ہر ذرہ اس آسمانی تحفہ کا پیاسا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اس روشنی کے ذروں سے اپنی پیاس بجھاتا ہے ۔نیز آفتاب کی مستقیم تابش ،زیادہ گرمی اور روشنی پیدا کرنے کے علاوہ ،اشعہ ماورائے بنفش Infra Red Radiation کے ذریعہ،انواع واقسام کے جراثیم کو ختم کرنے اور فضا کو صاف وشفاف رکھنے کے لئے ایک خاص اثر رکھتی ہے کہ یہ اثر اس کے غیر

مستقیم نور میں نہیں پایا جاتا۔

اس پوری بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سورج کے چہرے پر بادل کا نقاب پڑ جانے کی وجہ سے اگرچہ اس کے بعض اثرات کم ہوجاتے ہیں لیکن اس کے اہم آثار اپنی جگہ پر باقی رہتے ہیں۔ یہ تو "مشبہ بہ" یعنی سورج کی کیفیت تھی آیئے اب "مشبہ" یعنی زمانہء غیبت میں الٰہی رہنماؤں کے وجود کی کیفیت کو دیکھیں۔ جب امامؑ غیبت کے بادلوں کے پیچھے پنہاں ہوتے ہیں، اس وقت اگرچہ تعلیم و تربیت اور براہ راست قیادت تعطل کا شکار ہوجاتی ہے' لیکن اُن کے وجود کی غیر مرئی' روحانی اور معنوی شعائیں غیبت کے بادلوں کی اوٹ میں رہتے ہوئے بھی بہت سے آثار کا سرچشمہ ہیں اور اس طرح وہ آپ کے وجود کے فلسفہ کو آشکار کرتی ہیں۔

(ا) امیدوں کا سہارا

جنگ کے میدانوں میں کچھ اعلیٰ تربیت یافتہ اور جانثار سپاہی انتھک کوشش کرتے ہیں کہ دشمن کے حملوں کے مقابلے میں پرچم اسی طرح بلند اور لہراتا رہے' حالانکہ دشمن کے سپاہی ہمیشہ اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ کسی طرح سے اس پرچم کو سرنگوں کردیں؟ کیونکہ جب تک پرچم بلند رہے گا' سپاہیوں کے حوصلے بھی بلند رہیں گے اور وہ اطمینان قلب کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرنے اور اس کو پسپا کرنے کے لئے اپنی جدوجہد کو جاری رکھیں گے۔

اسی طرح سے فوج کا کمانڈر اگر اپنے کمانڈنگ اسٹیشن پر موجود ہو تو چاہے وہ ظاہراً خاموش ہی کیوں نہ ہو' سپاہیوں کا جوش و خروش اپنے عروج پر ہوتا ہے۔ ان کی رگوں میں گرم خون دوڑتا رہتا ہے اور وہ اس امید کے سہارے کہ ابھی ہمارا کمانڈر زندہ ہے اور ہمارا پرچم لہرا رہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ لگن کے ساتھ جدوجہد

جاری رکھتے ہیں ۔لیکن اگر فوج میں کمانڈر کے قتل ہوجانے کی خبر پھیل جائے تو اپنے سارے ساز و سامان اور تمام تر شجاعت کے باوجود ایک عظیم فوج کے پاؤں بھی اکھڑ جاتے ہیں' جذبات ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں' ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پوری فوج کے سر پر گھڑوں پانی انڈیل دیا گیا ہے' نہیں! بلکہ اس کے جسم سے روح نکل چکی ہے۔ ایک ملک کا سربراہ جب تک زندہ ہے، چاہے وہ سفر میں ہو یا بستر بیماری پر پڑا ہوا ہو، اس ملک کے عوام نظم وضبط کے ساتھ اپنے کاموں میں مشغول رہتے ہیں۔ اس کی زندگی اس کی قوم کی حیات اور تحریک کا سبب ہے۔لیکن اس کی موت کی خبر سنتے ہی ملت کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔لوگوں کے چہروں پر اداسی چھا جاتی ہے اور یاس و ناامیدی کے بادل منڈلانے لگتے ہیں ۔چونکہ شیعہ ایک زندہ امام کے وجود پر اعتقاد رکھتے ہیں ۔لہٰذا اس امام کے دیدار سے محروم ہونے کے باوجود خود کو اکیلا اور لاوارث نہیں سمجھتے ۔ جس مسافر کے ہمراہ دلوں کے قافلے ہیں۔ شیعہ ہمیشہ اس کی واپسی کے انتظار میں زندگی کے رات دن کاٹتے ہیں۔ مؤثر اور تعمیری انتظار میں وہ ہر روز ان کے ظہور کے منتظر رہتے ہیں ۔ اس طرز فکر کے نفسیاتی اثرات' دلوں میں امید زندہ رکھنے اور انسانوں کو اصلاح نفس پر آمادہ رکھنے اور خودکو اس انقلاب کے لئے تیار رکھنے کے لئے بے پناہ افادیت کے حامل ہیں ۔لیکن اگر یہ رہبر سرے سے موجود ہی نہ ہواور اس کے دین (مکتب) کے ماننے والے مستقبل میں اس کی ولادت اور پرورش کے منتظر ہوں تو حالات بہت زیادہ بدل جائیں گے اور کافی حد تک فرق پڑ جائیگا۔ اگر اس موضوع میں ایک اور نکتہ کا اضافہ کردیا جائے تو مسئلہ کی اہمیت کچھ اور زیادہ بڑھ جائے گی اور وہ یہ ہے کہ شیعوں کے اعتقاد کے مطابق جس کا ذکر بہت سی روایات میں موجود ہے، امامؑ زمانہ غیبت میں ہمیشہ اپنے پیروؤں کی

دیکھ بھال کیا کرتے ہیں اور الٰہی الہام کے ذریعہ ان کی حالت اور اعمال و کردار سے باخبر رہتے ہیں۔ اور روایات کے مطابق ہر ہفتہ شیعوں کا نامہ اعمال آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے، جس کے نتیجہ میں وہ اپنے شیعوں کی رفتار و کردار سے مطلع ہوتے ہیں۔ یہ فکر اس بات کا سبب بنتی ہے کہ آپ کے ماننے والے ہر وقت چوکنا رہیں گے اور ہر کام شروع کرنے سے پہلے اس بات کو مد نظر رکھیں گے کہ ایک شخص ان کی نگرانی کررہا ہے۔ تربیت کے نقطہ نظر سے اس طرز فکر کے تعمیری اور مفید اثرات کا انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔

(۲) دین خدا کی محافظت

تاریخ بشریت کی عظیم شخصیت حضرت علی علیہ السلام اپنے ایک مختصر خطبہ میں ہر زمانہ اور ہر عصر میں الٰہی رہنماؤں کے وجود کی ضرورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اللھم بلی لا تخلفو الارض من قائم اللہ بحجة اما ظاھر مشورا او خائفامغمور الئلا تبھل حج اللہ وبینا تہ .

"جی ہاں! زمین کبھی بھی دلیل وحجت کے ساتھ قیام کرنے والے کے وجود سے خالی نہیں رہتی، چاہے وہ قائم ظاہر اور آشکار ہو، یا مخفی اور پنہاں ہو، تا کہ خداوند عالم کی دلیلیں اور روشن دستاویزات ضائع نہ ہو جائیں اور بھلانہ دی جائیں (یعنی مسخ اور تحریف شدہ نہ ہوجائیں)

اس کلام کی توضیح ملاحظہ فرمائیے۔

جیسے جیسے زمانہ گزرتا جاتا ہے لوگوں کے ذاتی نظریات اور مخصوص سلیقوں

کے مذہبی مسائل کے ساتھ مخلوط ہوجانے' انحرافی مکاتب فکر کے ظاہری طور پر دلکش اور زرق برق منصوبوں کی طرف لوگوں کا مختلف انداز میں کھنچاؤ اور آسمانی مفاہیم کو مفسدوں اور فتنوں کے الٹ پلٹ کردینے کی وجہ سے بعض قوانین اپنی اصالت اور حقیقت کو کھو بیٹھتے ہیں اوران میں بہت ہی مضر اورخطرناک تحریفات اور تبدیلیاں واقع ہوجاتی ہیں۔ اور وہ آب زلال جوآسمانی وحی سے برساتھا ان کے ذہنوں سے عبور کرنے کی وجہ سے گدلا اور مٹیالا ہو کر اپنی پہلے والی شفافیت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور یہ پر فروغ نور تاریک افکار کے ظلماتی شیشوں سے گزرنے کی وجہ سے مدہم پڑجاتا ہے۔ مختصر یہ کہ کوتاہ فکروں کے بناو سنگھار اور کچھ نئے شاخ وبرگ کے اضافہ کردینے کی وجہ سے اُس کا اصلی چہرہ اس حد تک بدل جاتا ہے کہ بعض اوقات اصلی مسائل کو پہچاننا دشوار ہوجاتا ہے

شرع تو را درپئ آرائش و دین تورا ازپئ پیرائشند
پس کہ فزودند آن برگ و گر تو ببینی نشناسی دگر

شاعر پیغمبر کو خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے:

مسلمان آپ کی شریعت ؐ کے بناو سنگھار کے چکر میں ہیں ،آپ ؐ کے دین کی تراش خراش میں مشغول ہیں ،انہوں نے اس پر اس قدر برگ وگل کا اضافہ کردیا ہے کہ اگر اب آپ بھی اس کو دیکھیں تو پہچان نہ سکیں گے۔

ایسی حالت میں مسلمانوں کے درمیان کیا ایسے شخص کا وجود لازمی نہیں ہے جو اسلام کے اَن مٹ اور اور فنا ناپذیر مفاہیم کو اس کی اصلی شکل میں آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ رکھے؟

کیا دوبارہ پھر کسی پر وحی نازل ہوگی؟ ہرگز نہیں کیونکہ خاتمیت کے ہمراہ وحی

کا دروازہ بھی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بند ہو چکا ہے۔تو پھراس اصلی دین کی حفاظت کس طرح کی جائے اور اس کو آئندہ نسلوں کے لئے خرافات وتحریفات سے بچا کر کیسے باقی رکھا جائے گا؟! کیا اس کے علاوہ کوئی اور چارہ ہے کہ یہ سلسلہ ایک معصومؑ پیشوا کے ذریعہ باقی رہے۔اب چاہے وہ پیشوا ظاہراور آشکار ہو،یا غائب ونا آشنا"لـئـلا تبطـل حـجج الله بینا ته" آپ کومعلوم ہے کہ ہراہم ادارہ میں ایک ایسا صندوق ہوتا ہے جو ہر قسم کے خطرے سے محفوظ ہوتاہے اس کے اندر ادارے کی اہم دستاویزات کی حفاظت کی جاتی ہے،تاکہ چوروں کے ہاتھوں سے محفوظ رہیں اور کبھی اس ادارہ میں آگ لگ جائے تو وہ دستاویزات جلنے سے محفوظ رہیں کیونکہ اس ادارہ کی حیثیت اور اس کا اعتبار انہی دستاویزات سے وابستہ ہے۔اگر وہ دستاویزات نابود ہوجائیں تو اس ادارہ کا وقار خطرے میں پڑ جائے گا۔

امام کا سینہ اور آپ کی عظیم روح دین خدا کی دستاویزات کی حفاظت کے لیے آسیب ناپذیر صندوق ہے، وہ دین الٰہی کی حقیقتوں اور آسمانی تعلیمات کی خصوصیات کو اپنے سینہ میں محفوظ رکھتے ہیں تاکہ پروردگار کی واضح نشانیاں اور خداوند عالم کی دلیلیں باطل نہ ہوسکیں۔

دوسرے فوائد کے علاوہ یہ آپ کے وجود کا ایک اور فائدہ ہے۔

(۳)ایک ہوشیار ضربتی گروہ کی تربیت:

امام زمانہؑ کی غیبت کے درمیان عوام سے ان کے رابطہ کا مسئلہ ایسے نہیں ہے جیسے کہ عام طور پر لوگوں کا خیال ہے۔بلکہ اس کے برعکس زمانہء غیبت میں عوام سے امام کا رابطہ بالکل منقطع نہیں ہوا ہے۔اسلامی روایات کے مطابق وہ لوگ جن کے دل عشق خدا سے سرسبز ہیں ،ہرطرح کی فدا کاری کے لئے آمادہ ہیں ،دنیا کی

اصلاح کے ارمان کو پورا کرنے کے لئے خلوص دل سے کوشش کرتے ہیں، ایک چھوٹے سے گروہ کی صورت میں امامؑ سے تعلق برقرار کئے ہوئے ہیں۔اور اس رابطہ کے ذریعہ ان کی تربیت ہوتی رہتی ہے وہ آپؑ کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ انقلابی جذبہ کسب کرتے ہیں اور وہ بھی ایسے تعمیری اور حتمی انقلاب کا جو دنیا میں ہر طرح کے ظلم وستم کا قلع قمع کردے گا۔

ممکن ہے یہ لوگ اس انقلاب سے پہلے ہی اس دنیا سے رخصت ہوجائیں لیکن ایسی صورت میں یہ لوگ اپنی تیاریوں اور انقلابی تعلیمات کو اپنی آئندہ نسل اور دوسرے مومنین کے حوالے کرکے جائیں گے اور یوں وہ سلسلہ کے آخری گروہ کی تربیت میں حصہ دار اور شریک رہیں گے۔

گزشتہ صفحات میں عرض کرچکا ہوں کہ غیبت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ نے نامرئی روح یا ناپیدا شعاعوں کی شکل اختیار کرلی ہے بلکہ آپؑ کی زندگی طبعی اور معمول کے مطابق ہے۔ آپ ناآشنا طریقے سے ان انسانوں کے درمیان آمد و رفت رکھتے ہیں۔باصلاحیت اور لائق افراد کا انتخاب کرکے انہیں اپنے ہمراہ کرلیتے ہیں۔ان کی زیادہ سے زیادہ تربیت کرکے ان کو بہتر سے بہتر بناتے ہیں۔

مستعد افراد اپنی استعداد اور قابلیت کے مطابق اس سعادت کو حاصل کرنے کی توفیق پیدا کرتے ہیں بعض چند لمحے، بعض چند گھنٹے اور بعض چند روز آپ سے رابطہ برقرار کئے رہتے ہیں، اور کچھ ایسے بھی ہیں جو برسوں آپ کے ہمراہ رہتے ہیں اور آپ سے قریبی رابطہ برقرار کئے ہوئے ہیں۔

اس بات کو مزید واضح انداز میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے خود کو علم وتقویٰ کے زیور سے اس طرح آراستہ کیا ہے، اور انہوں نے

دانش و پرہیز گاری کے دوش پر اس طرح سوار ہو کر ترقی اور فضیلت کے مراتب طے کئے ہیں اور اعلیٰ مدارج پر فائز ہو گئے ہیں جس طرح سے ہوائی جہاز کے دور دراز کے مسافر بادلوں کے دوش پر مستقر ہو جاتے ہیں۔ جہاں پر حیات آفرین آفتاب کی تابش کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے۔ حالانکہ زمین کی پستی پر بسنے والے لوگ بادلوں کے نیچے اجالے سے محروم تاریکی اور اندھیرے میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور واقعاً صحیح بھی یہی ہے۔ ہمیں اس بات کا انتظار نہیں کرنا چاہیے کہ سورج کو بادلوں کے نیچے لا کر اس کے چہرے کی زیارت کریں، ایک ایسا انتظار خیال خام اور بہت بڑی غلطی ہے۔ بلکہ یہ ہمارا فریضہ ہے کہ کوشش کر کے بادلوں کے اوپر پہنچ جائیں تا کہ آفتاب کی جاودانہ شعاؤں سے فیض یاب ہوں۔ بہر حال اس گروہ کی تربیت دوران غیبت میں آپ کے وجود کا ایک اور فلسفہ ہے۔

غیر محسوس اور روحانی نفوذ:

آپ کو معلوم ہے کہ سورج کی کچھ مرئی شعائیں ہیں جن کے آپس میں مل جانے سے سات مشہور رنگ ظاہر ہوتے ہیں اور کچھ نامرئی شعائیں ہیں جون کو اشعہ فوق بنفش Ultra Violet "اور اشعہ ء مادون قرمز" Infra red Radiation Radiation کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

اس طرح ایک عظیم الٰہی رہبر، چاہے وہ پیغمبر ہو یا امام، رفتار و گفتار اور عام تعلیم و تربیت کے ذریعہ انجام پانے والی تشریعی تربیت کے علاوہ ذہنوں اور فکروں میں روحانی نفوذ اور اثر کے ذریعے ایک قسم کی روحانی تربیت انجام دیتے ہیں۔ جسے تکوینی تربیت کے نام سے یاد کیا جاسکتا ہے۔ اس مقام پر الفاظ و کلمات، گفتار و کردار کا کوئی کام نہیں ہوتا بلکہ صرف داخلی کشش اور جاذبیت اثر دکھاتی ہے۔

بہت سے عظیم دینی پیشواؤں کے حالات زندگی میں یہ بات ملتی ہے کہ بعض گناہ گار اور بدکار لوگ ان بزرگوں سے ایک مختصر سی ملاقات کرنے کے بعد منقلب ہوجاتے تھے۔ان کی دنیا بدل جاتی تھی ۔ان کا راستہ بدل جاتا تھا۔ان کی سرنوشت میں اچانک انقلاب آجاتا تھا اور بقول معروف جو ۱۸۰درجہ منحرف ہوکر بالکل نئے راستہ کو اپنا چکے ہوئے تھے۔وہی گناہگاراور بدکار عناصر اچانک اتنے مومن ،متقی اور فدا کاربن جاتے تھے کہ اس مقصد کے لئے اپنی جان تک قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔

یہ اچانک اور فوری تبدیلی ،یہ ہمہ گیر انقلاب ،وہ بھی صرف ایک نظر یا مختصر سی ملاقات کے ذریعہ (البتہ ان لوگوں کیلئے جن میں گناہگار ہونے کے باوجود ایک طرح کی آمادگی بھی پائی جاتی ہے)۔معمول کے مطابق تعلیم وتربیت کا نتیجہ نہیں ہوسکتا، بلکہ یہ ایک نامرئی نفسیاتی اثر اور ناخودآگاہ کشش اور جذبہ کا نتیجہ ہے کہ بعض اوقات اس کو نفوذ شخصیت کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

بہت سے لوگوں نے اپنی زندگی میں اس بات کا تجربہ کیا ہے کہ جب متقی، پرہیز گار اور عظیم روح کے مالک افراد کا سامنا ہوتا ہے تو بے اختیار اور ناآگاہ طریقہ سے لوگ ان سے اس قدر متاثر ہو جاتے ہیں کہ ان کے سامنے بات کرنے کی ہمت نہیں پڑتی ۔زبان لڑکھڑانے لگتی ہے ،اور وہ خود اپنے کو ایک ایسے عظیم اور اسرار آمیز ہالہ کے درمیان گھرا ہوا پاتے ہیں جس کی توصیف کرنا ناممکن ہے۔

البتہ ممکن ہے کہ بعض اوقات اس طرح کی چیزوں کو ثلقین وغیرہ کا نام دے کر توجیہ کر لی جائے۔لیکن اس طرح کی تفسیر اور توجیہ ہر جگہ پر صادق نہیں آسکتی اور اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں رہ جاتا کہ اعتراف کرلیا جائے کہ یہ آثار ان

پر اسرار شعاؤں کا نتیجہ ہیں ،جو متقی، پرہیز گار اور عظیم انسانوں کے وجود کی گہرائیوں سے نکلتی ہیں۔

عظیم رہنماؤں کی تاریخ میں اس طرح کے بہت سے واقعات ملتے ہیں جن کی تفسیر وتوجیہ صرف اسی طریقہ سے کی جاسکتی ہے مثلاً ایک گناہگار شخص کا پیغمبر کی خدمت میں آنا اور اچانک اس کی روح میں انقلاب آجانا یا خانہ ء کعبہ کے پاس پیغمبر اسلام ؐ کو دیکھتے ہی اسعد بن زرراہ، بت پرست کے طرز فکر کا بدل جانا۔

یا وہ چیز جس کو پیغمبر اسلام ؐ کے دشمن جادو کہا کرتے تھے اور اس کی وجہ سے لوگوں کو پیغمبر اسلام ؐ کے پاس جانے سے منع کیا کرتے تھے۔ان تمام چیزوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مختلف افراد پر پیغمبر اکرم ؐ کا اثر ان ہی اسرار آمیز شعاؤں کے ذریعہ ہوتا تھا۔

اسی طرح کربلا کے راستہ میں امام حسینؑ کے پیغام نے زہیر کی فکر پر وہ اثر کیا ہے کہ امام حسین کے پیغام کو سننے کے بعد زہیر اپنے ہاتھ کے لقمہ کو منہ میں نہ ڈال سکے، بلکہ لقمہ پھینک کر اٹھ کھڑے ہوئے اور فوراً امام کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔

یہی وہ عجیب وغریب کشش ہے جو "حر ابن یزید ریاحی" شب عاشور اپنے وجود میں محسوس کرر ہا تھا کہ اپنی ساری شجاعت کے باوجود شاخ بید کی طرح لرز رہا تھا اور آخر کار یہی کشش اس کو کربلا کے مجاہدوں کی صف میں کھینچ لائی اور شہادت کے مرتبہ پر فائز کردیا۔

یا اس جوان کا واقعہ جو ابو بصیر کا پڑوسی تھا اور اس نے بنی امیہ کی غلامی کرکے جو دولت وثروت جمع کی تھی۔اس کو شراب وکباب اور عیاشی میں لٹا رہا تھا

لیکن امام جعفر صادقؑ کے ایک پیغام نے اس کی زندگی کے دھارے کو موڑ دیا اور اس نے تمام برے کاموں سے توبہ کر لی اور اس نے جتنی دولت وثروت ناجائز طریقہ سے اکٹھی کی تھی، وہ یا تو اس کے حقیقی مالکوں کو واپس کردی یا خدا کی راہ میں خرچ کردی۔ یا اس خوبصورت عشوہ گر اور گویا کنیز کا واقعہ جس کو ہارون نے اپنے زعم باطل میں امام موسیٰ کاظمؑ کو بہکانے کے لئے (نعوذ باللہ) جیل میں بھیجا تھا۔ لیکن مختصر سے عرصہ میں اس کی روح میں انقلاب آ گیا اور وہ اس حد تک بدل گئی کہ اس کی شکل وصورت اس کے انداز گفتگو اور منطق نے ہارون کو حیرت میں ڈال دیا۔

یہ تمام چیزیں اسی ناخودآگاہ تاثیر کی نشانیاں ہیں کہ اس کو پیغمبر یا امام کی ''ولایت تکوینی'' کا ایک شعبہ کہہ سکتے ہیں، کیونکہ اس مقام پر تربیت اور ارتقاء کا سبب الفاظ، جملے اور حسب معمول طریقے نہیں بلکہ اصلی سبب روحانی اثر اور معنوی کشش ہے۔ جیسا کہ عرض کر چکا ہوں یہ چیزیں اماموں اور پیغمبروں سے مخصوص نہیں ہیں بلکہ اللہ کے سچے بندے اور عظیم متقی وپرہیز گار شخصیتیں بھی اپنی شخصیت ومنزلت کے لحاظ سے اپنے اردگرد اس ناخودآگاہ اثر اور نفوذ کا ہالہ کھینچ لیتی ہیں۔ البتہ امامؑ وپیغمبرؐ کے معنوی اثرات کی وسعت سے خداوندعالم کے ان صالح بندوں کے معنوی اثرات کی وسعت کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ گویا ان دونوں کی وسعتوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

امامؑ کا وجود غیب کے پردوں کی آڑ میں رہتے ہوئے بھی یہ خاصیت رکھتا ہے کہ اپنی شخصیت کے اثر ونفوذ کی طاقتوں اور وسیع شعاؤں کے ذریعہ دور اور نزدیک کے علاقوں میں آمادہ دلوں کو ایک مخصوص کشش سے متاثر کرکے ان کی تربیت کرے۔ ان کو شاہراہ ترقی پر گامزن کرے اور انہیں انسان کامل بنا دے۔

زمین کے مقناطیسی قطب ہم کو نظر نہیں آتے ،لیکن قطب نما کی سوئیوں پر ان کا اثر اس قدر ہے کہ یہ قطب نما سمندروں میں کشتیوں کی رہنمائی اور آسمانوں میں ہوائی جہازوں کی رہنمائی کرتے ہیں ۔صحراؤں میں مسافروں کو راستہ بتاتے ہیں۔انہی مقناطیسی امواج کی بدولت پورے کرہ ارض پر کروڑوں مسافر اپنا راستہ تلاش کر کے منزل مقصود پر پہنچ جاتے ہیں اور اسی چھوٹی سی سوئی کے طفیل ہزاروں چھوٹی بڑی گاڑیاں اور حمل ونقل کے ذرائع سرگردانی وپریشانی سے نجات پا جاتے ہیں۔

ایسی صورت میں اگر زمانۂ غیبت میں امامؑ کا وجود اپنی معنوی اور روحانی کشش کے ذریعہ لوگوں کے افکار کی ہدایت اور ان کو سرگردانی وگمراہی سے نجات دلا دے تو اس میں کون سی تعجب کی بات ہے؟

لیکن اس بات کو فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ جس طرح مقناطیس کی موجیں لوہے کے ٹکرانے پر اثر نہیں کرتی ہیں بلکہ صرف ان ظریف اور حساس سوئیوں پر اثر انداز ہوتی ہیں جن پر مقناطیس کا پانی چڑھا ہوا ہو اس میں مقناطیسی امواج کو بھیجنے والے قطب سے سنخیت پائی جاتی ہو۔اسی طرح سے صرف وہی دل امامؑ کی ناقابل توصیف روحانی کشش اور معنوی موجوں سے متاثر ہوتے ہیں جو امامؑ کے راستہ کو اپنائے ہوئے ہیں اور ان سے شباہت رکھتے ہیں ۔

مذکورہ بالا بحث کو مدنظر رکھتے ہوئے زمانۂ غیبت میں امامؑ کے وجود کا ایک اور فلسفہ آشکار ہوجاتا ہے۔

(۵) مقصد تخلیق کی توجیہ

عقلمند شخص کا کوئی قدم بے مقصد نہیں ہوتا ،عقل وعلم کی روشنی میں جو کام بھی انجام دیا جائے اس کا کوئی مقصد ضرور ہوگا ۔

انسانوں کے کاموں میں بروئے کار مقصد ،معمولاً اپنی احتیاجات کو برطرف کرنا اور اپنی کمی کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ لیکن خدا کے کاموں میں مقصد یہ ہوتا ہے کہ دوسروں کی ضروریات کو پورا کیا جائے کیونکہ اس کی ذات غنی ہے وہ کسی چیز کا محتاج نہیں ہے۔اس کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے لہٰذا خداوند عالم کا اپنے فائدے کے لئے کام کرنا کوئی مفہوم نہیں رکھتا۔اس مثال پر غور کیجئے۔

زرخیز زمین پر پھول اور پھل دار درخت لگاتے ہیں تو درختوں اور پھل دار پودوں کے درمیان فالتو گھاس بھی اگ آتی ہے ،جب ان درختوں کی سینچائی کرتے ہیں تو ان درختوں کے طفیل میں یہ فالتو گھاس بھی سیراب ہوجاتی ہے۔اس مقام پر دو مقصد سامنے آتے ہیں۔

اصل مقصد

درختوں اور پھول کے پودوں کو سینچنا۔

طبعی مقصد

بے مصرف فالتو گھاس کی سینچائی۔

یقیناً یہ طبعی مقصد اس عمل کی علت اور سبب نہیں بن سکتا اور نہ ہی اس کام کے عاقلانہ اور حکیمانہ ہونے کی وجہ بن سکتا ہے بلکہ اہمیت اسی اصل مقصد کو حاصل ہوتی ہے جو منطقی پہلو رکھتا ہے۔

"ان الارض یرثھا عبادی الصالحون"

جہاں خلقت کا باغبان صرف اسی طبقہ کے لئے اپنی نعمتوں اور اپنے فیض کو جاری رکھے ہوئے ہے،اگر چہ فالتو گھاس (اور جڑی بوٹیاں) بھی طبعی مقصد کے

طور پر اس سے سیراب ہوجائیں اور فائدہ اٹھالیں لیکن یہ اصل مقصد نہیں ہے۔

اور اگر ایسا وقت آجائے کہ اس صالح اور مومن نسل کا آخری فرد بھی اس دنیا سے رخصت ہوجائے تو اس وقت ان نعمتوں کے باقی رہ جانے کی کوئی وجہ نہ ہوگی۔اس دن دنیا سے چین وسکون اٹھ جائے گا۔آسمان اپنی برکتوں کو منقطع کردے گا، زمین انسانوں کو فائدہ پہنچانے سے انکار کردے گی۔

اور یہ معلوم ہے کہ پیغمبر اور امام، صالح اور مومن بندوں کے لیے سمبل اور انسانی کاملیت کا سب سے اعلیٰ نمونہ ہیں۔

یعنی یہ وہی لوگ ہیں جو اس کائنات کی تخلیق کا مقصد ہیں، جن کے لئے یہ دنیا خلق کی گئی ہے۔ ان کا وجود خواہ تنہا اپنے لئے ہو یا صالحین کی سربراہی کے عنوان سے بہر حال ان کا وجود خیروبرکات کے نزول اور رحمت خدا کی بارش کا سبب اور تخلیق کے مقصد کی توجیہ کرتا ہے۔اب چاہے وہ لوگوں کے درمیان ظاہری طور پر زندگی بسر کرتا ہو یا چھپ کر نا آشنا طریقے سے۔

یہ صحیح ہے کہ دوسرے صالح بندے بھی کائنات کی تخلیق کا مقصد یا دوسرے لفظوں میں اس عظیم مقصد کا ایک جز ہیں۔لیکن اس مقصد کے کامل نمونے یہی کامل انسان اور آسمانی شخصیتیں ہیں۔کیونکہ اگر صرف ایک درخت بھی باقی رہ جائے لیکن وہ ایک درخت اتنا پر بار ہو کہ جتنا پھل ہم کو ہزار درخت سے ملنے کی امید تھی اتنا صرف اس ایک درخت سے مل جائے، تو بلا تردید ہم اسی ایک درخت کی سینچائی کے لئے باغبانی اور آبیاری کے منصوبہ کو جاری رکھیں گے۔ چاہے ہماری اس آبیاری سے بہت زیادہ فالتو گھاس بھی بہرہ مند ہوتی ہے لیکن اگر ایک دن وہ درخت بھی سوکھ جائے تو ہم ان فالتو گھاسوں کی پروا کئے بغیر سینچائی سے ہاتھ کھینچ لیں گے۔

یہ دنیائے تخلیق اسی تروتازہ باغ کی مانند ہے اور انسان اسی باغ کے درخت ہیں جو لوگ ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہیں۔ وہ پھلوں سے لدے ہوئے درخت ہیں اور جو لوگ گناہوں اوبدکاریوں کے جال میں پھنس گئے اور انسانیت کے راستہ سے ہٹ گئے ہیں وہ اس باغ کی فالتو گھاس ہیں۔

یہ چمکتا ہوا سورج، ہوا کے یہ حیات آفریں ذرات، زمین وآسمان کی اتنی ساری نعمتیں اس لئے پیدا نہیں کی گئی ہیں کہ مٹھی بھر اوباش وار اذل ایک ہو کر ان کو کھا جانے میں مشغول ہوجائیں اور سماج کو ان کی ذات سے ظلم وستم جہل وفساد کے علاوہ اور کوئی فائدہ نہ پہنچا ہو۔ ہرگز نہیں خلقت کا مقصد ہرگز، یہ نہیں ہوسکتا۔

یہ دنیا اوراس کی نعمتیں اس خدا پرست کے نقطہ نظر سے جو خداوندعالم کے علم وحکمت سے آشنا ہے، صرف خداوندعالم کے صالح اور مومن بندوں کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ اور آخرکاران غاصبوں کے ہاتھوں سے نکل کر دوبارہ انہی صالح اور مومن بندوں کے ہاتھوں میں محفوظ ہیں۔

یہی وہ مقام ہے جہاں احادیث میں ملنے والی بعض ان عبارتوں کے مفاہیم واضح ہوتے ہیں جن میں آیاہے کہ

بیمنہ رزق الوری وبوجودہِ ثبت الارض والسماء

"ان کی (یعنی خداوند عالم کے نمائندہ اور حجت کے)وجود کی برکت سے لوگوں کوروزی ملتی ہے اورانہی کی خاطر یہ آسمان وزمین اپنی جگہ پر باقی ہیں"۔

یہ بات "مبالغہ آمیز" منطق سے دور یا "شرک آلودہ" نہیں ہے

خداوندعالم کی جانب سے پیغمبر اسلام کومخاطب کرکے احادیث قدسی کی اس عبارت کا مفہوم بھی یہی ہے جو مشہور کتابوں میں منقول ہے۔

"لَولاکَ لَمَا خَلَقتُ الاَفلاکَ"

اگر آپؑ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو خلق نہ کرتا۔

یہ جملہ ایک حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے اور مبالغہ آمیز (ہرگز) نہیں ہے، بس فرق یہ ہے کہ آنحضرتؐ مقصد تخلیق کے شاہکار اور بقیہ صالحین اس عظیم مقصد کے اجزاء ہیں۔

اس فصل میں پانچ عناوین کے ماتحت جو کچھ بیان ہوا ہے اس کا ماحصل یہ ہے:

جو لوگ دور بیٹھے ہوئے زمانہ غیبت میں امامؑ کے وجود کو ایسا ذاتی اور شخصی وجود سمجھتے ہیں جس سے سماج کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا اور انہوں نے اس سلسلہ میں شیعوں کے عقائد پر حملے کئے اور اعتراض کی بھر مار کردی ہے کہ قیامت وامامت کے لحاظ سے ایسے امامؑ کے وجود سے لوگوں کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے؟

ان کے یہ خیالات اور اعتراضات غلط ہیں ،زمانہ غیبت میں بھی آپ کے وجود کے فائدے بے شمار ہیں۔

مقدمہ از مؤلف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّ اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّاهِرِيْن .

ساری تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو یکہ و یکتا اور فرد ہے۔ بے نیاز' حی' قادر' علیم و حکیم ہے۔ وہ مخلوقات کی صفت سے پاک برتر اور بالا تر ہے۔ صاحب جلالت واکرام اور فضل و مقام ہے۔ اٹل مشیت اور کامل ارادہ کا مالک ہے۔ اس جیسا کوئی نہیں اور وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ آنکھیں اس کے ادراک سے قاصر ہیں اور وہ آنکھوں کو درک کر لیتا ہے اور وہ مہربان اور نہایت باخبر ہے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا اور لاشریک ہے۔ ہر چیز کا خالق، ہر چیز کا مالک' ہر چیز کا مقرر کرنے والا' ہر چیز کو عدم سے وجود میں لانے والا اور ہر چیز کا پروردگار ہے۔ اور یہ کہ وہ حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے اور فیصلہ کرنے میں عدل کرتا ہے اور قسط پر حکم کرتا ہے۔ عدل و احسان اور ذی القربٰی کے حق کی ادئیگی کا حکم دیتا ہے اور فحشاء، منکر اور ظلم سے منع کرتا ہے۔ کسی نفس کو اس

کی وسعت سے زیادہ ذمہ داری نہیں دیتا اور اس کی طاقت سے بڑھ کر اس پر بوجھ نہیں ڈالتا اور اس کے پاس حجت بالغہ ہے۔ اگر وہ چاہے تو تمام لوگوں کو ہدایت دے دے۔وہ دارالسلام کی طرف لوگوں کو پکارتا ہے اور جسے چاہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت کر دیتا ہے۔

عقوبت اور سزا دینے میں جلد بازی نہیں کرتا اور حجت اور برہان کی وضاحت کرنے اور اپنی نشانیاں اور تنبیہ پیش کئے بغیر عذاب نہیں دیتا۔ اپنے بندوں سے ان موارد میں عبادت اور بندگی نہیں مانگتا، جنہیں ان کے لئے بیان نہیں کیا ہے اور انہیں اس کی اطاعت کرنے کا حکم نہیں دیتا جس کو اس نے ان کے لئے منصوب نہیں کیا ہے۔ اور اپنی اطاعت کے سلسلے میں انہیں ان کے حال و اختیار اور رائے پر نہیں چھوڑا ہے اور اپنی خلافت کے سلسلے میں انہیں اختراع و ایجاد کا اختیار نہیں دیا ہے۔ بہت ہی بلند ہے اس کی ذات ان باتوں سے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے، رسول اور امین ہیں۔

اور آپؐ نے اپنے رب کی طرف سے کماحقہ تبلیغ کی ہے۔

اور اس کی سبیل اور راہ کی طرف حکمت اور نیک موعظہ کے ذریعے دعوت دی ہے اور کتاب پر عمل کیا ہے۔ اور اس کی اتباع کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کے ساتھ اور اپنے بعد آئمہ اطہار صلوات اللہ علیہم کے ساتھ متمسک رہنے کی وصیت کی ہے اور یہ کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے جب تک آپؐ کے حضور حوض کوثر پر وارد نہ ہوجائیں اور مسلمانوں کا ان دونوں کو واضح دلیل کی بنیاد پر، راہ مستقیم کی اساس پر تھامے رکھنا روشن دین پر مبنی ہے۔ جس کی رات دن کی مانند اور باطن ظاہر جیسا ہے۔اور کوئی ایسی برہان اور کوئی ایسی حجت آپؐ نے نہیں چھوڑی

جس کی راہ نہ بتائی ہو اور مسلمانوں کے لئے اس پر دلیل قائم نہ کی ہو۔تا کہ رسولوں کے بھیجنے کے بعد لوگوں کے لئے اللہ کے حضور کوئی ایسی حجت و دلیل اور قابل قبول عذر باقی نہ رہے تا کہ جو ہلاکت پائے وہ بھی دلیل واضح کے بعد ہی ہلاک ہو اور جو زندگی پائے وہ بھی روشن دلیل سے زندگی پائے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً کوئی انسان مومن یا مومنہ نہیں بن سکتا کہ جب اللہ اور اس کا رسولؐ کسی امر میں فیصلہ کریں اور وہ اس امر میں اپنا اختیار اور مرضی اپنائے۔ اور بے شک اللہ جو چاہے خلق کرتا ہے اور جو چاہے اختیار کرتا ہے اور وہ لوگ ایمان لا ہی نہیں سکتے جب تک رسولؐ کو اپنے تنازعات میں حاکم اور فیصلہ کرنے والا نہ بنالیں اور اس کے بعد جو کچھ آپؐ نے فیصلہ کیا اس پر ان کے نفسوں میں تنگی نہ ہو اور اس کے سامنے اس طرح سر تسلیم خم کریں۔ جیسے تسلیم کرنے کا حق ہے اور یقیناً جو شخص کسی حرام کو حلال اور حلال کو حرام کردے یا کسی سنت کو بدل دے یا کسی واجب کو کم کردے یا کسی شرعی حکم کو بدل دے یا کوئی بدعت ایجاد کرے کہ اس کے ذریعے اس کی پیروی کی جائے اور لوگوں کے رخ اس طرف موڑ دے، تو اس نے اپنے آپ کو خدا کا شریک قرار دیا ہے۔اور جس نے ایسے شخص کی اطاعت کی یقیناً اس نے اللہ کے علاوہ ایک اور پروردگار کے ہونے کا دعویٰ کردیا۔ اور وہ خدا کے غضب کا مستحق ٹھہرا، اور اس کا ٹھکانا آگ ہے اور ظالموں کی منزل اور ٹھکانا بہت ہی برا ہے۔ اس کے اعمال ضائع کیئے گئے۔اور آخرت میں وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا اور درود ہو محمدؐ اور آپؐ کی پاکیزہ آلؑ پر۔

مجھے اس کتاب کو تالیف کرنے پر جس چیز نے آمادہ کیا وہ یہ ہے کہ جب میں (امام) علی بن موسیٰ الرضا صلوات اللہ علیہ کی زیارت کے شرف سے سرفراز ہوا

تو میں نیشا پور واپس آیا اور وہاں ٹھہرا۔ میں نے دیکھا (شیعوں میں سے) میرے پاس آنے جانے والوں کی اکثریت کو غیبت کے موضوع نے حیران کر رکھا ہے۔اور حضرت قائم علیہ السلام کے بارے میں ان کے دلوں میں شبہ پیدا ہوگیا اور وہ صحیح نظریات اورمعیاروں کو تسلیم کرنے کی راہ سے ہٹ گئے ہیں۔ پس انہیں حق کی طرف ہدایات کرنے اور صحیح راستہ کی طرف پلٹانے کے لئے میں نے پیغمبر خداؐ اور آئمہ صلوات اللہ علیہم سے منقول روایات کے ذریعہ اپنی کوششیں شروع کر دیں۔ یہاں تک کہ بخارا سے فضل وعلم اور ذکاوت کے مالک ایک بزرگ ہمارے پاس قم میں تشریف لائے۔ان کی دیانت' مضبوط رائے اور روش کی درستگی کی بنا پر مجھے ان سے ملاقات کی بہت تمنا تھی اور ان کے دیدار کا میں بہت مشتاق تھااور وہ شیخ نجم الدین ابو سعید محمد بن الحسن بن محمد بن احمد بن علی بن صلت قمی تھے۔ خدا ان کی توفیق کو جاری رکھے۔میں اور میرے والد ان کے جد محمد بن احمد بن علی بن صلت قمی (خدا ان کی روح کو پاکیزہ کردے) سے روایت نقل کرتے تھے اور ان کے علم وعمل' زہد و فضیلت اور عبادت کے بارے میں بتاتے تھے۔احمد بن محمد عیسیٰ اپنی تمام فضیلتوں اور بزرگیوں کے ساتھ ابو طالب عبداللہ ابن صلت قمیؒ سے روایت کرتے تھے اور عبداللہ بن صلت باقی رہے یہاں تک کہ محمد بن الحسن صفار سے ان کی ملاقات ہوئی اور ان سے روایت نقل کی۔ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسے رفیع و اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھنے والے ان شیخ سے ملاقات کرائی تو میں نے اس ملاقات کو آسان بنانے اور مجھے اپنی اخوت سے سرفرار کرنے اور خلوص ومحبت سے نوازنے پر ان کا شکرادا کیا۔ ایک دن انہوں نے مجھ سے بات چیت کے دوران ایک ایسے آدمی سے اپنی ملاقات کے بارے میں بتایا جو بخارا کے بڑے بڑے فلاسفروں اور منطقیوں میں سے تھا

اورحضرت قائم علیہ السلام کے بارے میں اس کے ایک قول کونقل کیا جس نے انہیں آپؑ کے بارے میں حیرت اور شک و شبہ میں ڈال دیا تھا۔ آپؑ کی غیبت کے طولانی ہونے اور آپؑ کے بارے میں اخبار منقطع ہونے کی بناء پر...... پس میں نے آپؑ کے وجود کے بارے میں کچھ حقائق بیان کئے اور آپؑ کی غیبت کے بارے میں پیغمبر خداؐ اور ائمہ علیہم السلام سے کچھ روایات نقل کیں جس سے ان کے نفس کو سکون ملا ۔ اور ان کے دل میں جو شک و شبہ اور تردد داخل ہوا تھا وہ زائل ہوگیا اور جو کچھ روایات صحیح میں انہوں نے مجھ سے سنا اس کو بغور سمجھا اور تہ دل سے تسلیم کرلیا ۔اور مجھ سے درخواست کی کہ میں اس بارے میں (ان کے لئے) ایک کتاب تصنیف کروں ۔ میں نے ان کی اس درخواست کو مان لیا اور ان سے وعدہ کیا کہ جب اللہ تعالیٰ میرے لئے اپنے وطن اور قرارگاہ ''رے'' کی طرف لوٹنے میں آسانی کردے گا تو میں روایات میں سے جو کچھ چاہتا ہوں اسی کو یکجا کروں گا۔

ایک رات جب کہ میں اپنے اہل و عیال و برادران اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں، جن کو میں اپنے پیچھے چھوڑ آیا تھا کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور خواب میں دیکھا کہ گویا میں مکہ میں بیت اللہ الحرام کا طواف کررہا ہوں اور ساتویں شوط کے ساتھ میں حجراسود کے قریب ہوں اور اس کے پاس پہنچ کر اسے بوسہ دے رہا ہوں اور یہ کہہ رہا ہوں:

''میں نے اپنی امانت ادا کردی اور عہد و میثاق پورا کردیا تا کہ تو عہد کو وفا کرنے پر گواہ بنے''

اتنے میں ہمارے آقا صاحب الزمان صلوٰت اللہ علیہ کے کعبہ کے دروازے پر ایستادہ حالت میں دیدار سے شرفیاب ہوتا ہوں ۔ میرے دل کی دھڑکن

تیز ہو جاتی ہے اور میری فکرو پریشانی کی حالت میں آپؑ میرے چہرے سے عیاں میری دلی کیفیت سے باخبر ہو جاتے ہیں۔ میں نے آپؑ کو سلام کیا آپؑ نے مجھ کو سلام کا جواب دیا اور پھر فرمایا:

تم غیبت کے بارے میں ایک کتاب کیوں تصنیف نہیں کرتے تاکہ تمہارے ہم وغم کو دور کردے؟ میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؑ خدا! میں نے غیبت کے بارے میں کئی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: اس روش پر نہیں۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اب غیبت کے بارے میں ایک ایسی کتاب تصنیف کرو جس میں انبیاء علیہم السلام کی غیبتوں کا ذکر کرو۔ اس کے بعد آپ صلوٰت اللہ علیہ تشریف لے گئے۔ اب جو میں نیند سے چونکا تو طلوع فجر تک کا وقت دعا و گریہ و زاری اور تضرع میں گزرا۔ جب صبح ہوگئی تو ولی خدا اور اس کی حجت کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس کتاب کی تالیف کا آغاز کر دیا۔ درحالیکہ خدا سے مدد چاہتا ہوں اس پر توکل اور بھروسہ کرتا ہوں اور اپنی کوتاہی پر استغفار کرتا ہوں اور میری توفیق صرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ اسی پر میرا توکل ہے اور اس کی طرف لوٹتا ہوں۔

خلقت سے قبل خلافت

اما بعد اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے:

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلائِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً

"اور جب تیرے پروردگار نے ملائکہ سے کہا یقیناً میں زمین پر خلیفہ قرار دینے والا ہوں" (سورۃ بقرہ آیت ۳۰)

پس اللہ تعالیٰ نے خلقت انسانی سے پہلے خلافت کا آغاز کردیا اور یہ امر اس کی دلالت کرتا ہے کہ جو حکمت خلافت میں ہے، وہ اس حکمت سے بالا تر ہے جو خلقت میں ہے۔ اسی لئے اس نے اسی سے آغاز کردیا کیونکہ وہ پاک و منزہ ذات حکیم ہے اور حکیم وہ ہوتا ہے جو اہم سے ابتداء کرتا ہے نہ کہ غیر اہم سے۔ اور یہ قول صادق آل محمدؑ حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام کے فرمان کا مصداق ہے جو ارشاد فرماتے ہیں: "حجت خلق سے پہلے خلق کے ساتھ اور خلق کے بعد ہوتی ہے" اور اگر خداوند عزوجل مخلوقات کو خلیفہ کے بغیر خلق فرمائے تو گویا اس نے انہیں تلف کردیا اور ضیاع کا ہدف بنایا اور بے وقوف کو اپنی بے وقوفی سے روکا نہیں۔ اس طرح کہ اسی کی حکمت تقاضا کرتی ہے کہ حدود قائم ہو جائیں اور مفسد سدھر جائے اور حکمت کو وہ ایک لحظہ یہ اجازت نہیں دیتا کہ حدود کو نافذ کرنے سے منہ پھیر لے۔

حکمت عمومیت رکھتی ہے، جس طرح اطاعت عمومیت رکھتی ہے اور جس نے یہ گمان کیا کہ دنیا لحہ بھر کے لئے بھی امام سے خالی رہ سکتی ہے اس پر یہ لازم آتا ہے کہ وہ براہمہ مذہب کی حقانیت کا اقرار کرے ۔ ایسے لوگ نبوت اور رسالت کے بطلان کے قائل ہیں اور اگر قرآن میں یہ بات نہ ہوتی کہ محمدؐ خاتم الانبیاء ہیں تو ہر وقت کے لئے ایک رسول کا ہونا ضروری ہوتا اور جب یہ بات مسلمہ ہوگئی تو آپؐ کے بعد کسی نبی او ر رسول کے آنے کی امید ختم ہوگئی ۔ اور خلیفہ کی ضرورت کا تصور عقل میں باقی رہ گیا ۔ اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کی طرف دعوت نہیں دیتا جب تک انسانی عقل میں اس کے حقائق کو منعکس نہیں کرتا ۔ اور اگر اس کے خدو خال کو متصور نہ کرے تو دعوت لاحاصل ہو جاتی ہے اور حجت ثابت نہیں ہوتی ۔ کیونکہ ہر چیز اپنی شبیہ سے مانوس ہوتی ہے اور اپنے متضاد سے دور بھاگتی ہے ۔ اس بنا پر عقل میں رسولوں کے انکار کا تصور ہوتا تو خداوند عالمین کسی نبی کو کبھی بھی مبعوث نہ فرماتا ۔

اس کی مثال یوں ہے کہ ایک طبیب مریض کا اس کی مزاجی کیفیت سے مطابقت رکھنے والی چیز سے علاج کرتا ہے اور اگر کسی ایسی دوا سے اس کا علاج کرے جو اس کی طبیعت کے برخلاف ہو تو یہ چیز اس کی ہلاکت کا باعث بنے گی ۔ پس معلوم ہوا کہ وہ احکم الحاکمین خدا بھی کسی سبب کی طرف دعوت نہیں دیتا مگر یہ کہ اس سبب کے لئے انسانی عقل میں ایک ثابت تصور موجود ہے ۔اورخلیفہ کے ذریعے خلیفہ کو منسوب کرنے والے کی نشاندہی ہوجاتی ہے جیسا کہ یہ عام و خاص میں معمول ہے اور عرف عام میں یہ ثابت ہے کہ جب بھی کوئی بادشاہ کسی ظالم کو اپنا جانشین بنادے تو ۔ لوگ اس جانشین کے مظالم سے اس کو مقرر کرنے والے کے ظالم ہونے پر استدلال کرتے ہیں ۔ اس کے برعکس اگر وہ جانشین عادل ہو تو اس کو منسوب کرنے

والے کے عادل ہونے کو ثابت کرتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ اللہ کی خلافت کے لئے عصمت کا ہونا ضروری ہے اور خلیفہ سوا معصوم کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

خلیفہ کی اطاعت کا وجوب

جب اللہ عزوجل نے آدمؑ کو زمین پر خلیفہ بنایا اور آسمان والوں پر ان کی اطاعت واجب قرار دی تو اہل زمین کے بارے میں اس سلسلے میں کیا خیال ہو سکتا ہے۔ اور جب اللہ عزوجل نے مخلوقات پر اپنے ملائکہ پر ایمان لانے کو واجب قرار دیا تو ملائکہ پر خلیفۃ اللہ کو سجدہ کرنے کو لازم قرار دیا۔ پھر اس دوران میں جب ایک جن نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر ذلت و حقارت اور تباہی نازل کردی۔ اسے قیامت تک کے لئے خوار کر دیا اور اس پر لعنت فرمائی۔ اس سے ہم امام کے رتبہ اور فضیلت سے واقف ہوئے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے اپنے ملائکہ کو آگاہ کر دیا کہ وہ زمین پر خلیفہ قرار دینے والا ہے تو انہیں اس بات پر گواہ بنا دیا کیونکہ ان کا جاننا بذات خود گواہی ہے پس اس کا لازمہ یہ ہے کہ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ مخلوقات کو خلیفہ چننے کا حق ہے تو اس کے خلاف اللہ کے ملائکہ (سب کے سب) گواہی دیں گے اور گواہی کی عظمت معاملہ کی اہمیت پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ عام طور پر گواہ کے بارے میں یہ بات پائی جاتی ہے۔ پس وہ شخص کیسے اور کس طرح اللہ کے عذاب سے نجات پائے گا جو اس سلسلے میں اپنے آپ کو صاحب اختیار سمجھتا ہے۔ درحالیکہ اللہ کے ملائکہ اول سے آخر تک اس کے خلاف گواہی دے چکے ہیں اور اس کے برعکس اس بارے میں نص کا اتباع کرنے والا کیونکر عذاب پائے گا جب کہ تمام ملائکۂ خدا نے اس کے حق میں گواہی دی ہے؟؟۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ خلافت کا معاملہ قیامت تک باقی رہے گا اور

جس نے یہ گمان کیا کہ خلیفہ سے اللہ تعالیٰ کی مراد نبوت ہے، اس نے ایک لحاظ سے غلطی کی ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے وعدہ کیا ہے کہ اس امت فاضلہ (برتر) سے رشد و ہدایت کرنے والے خلفاء کو اپنا جانشین بنائے گا جیسا کہ اس کا ارشاد ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِیْ لَا (يُشْرِكُوْنَ) بِیْ شَيْئًا

(سورۂ نور، آیت ۵۵)

"جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے۔ ان سے خدا کا وعدہ ہے کہ انہیں زمین پر اپنا جانشین بنائے گا جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا، اور ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے مستحکم و پائیدار کرے گا اور ان کے خوف کو امن میں تبدیل کرے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں گے۔"

اور اگر خلافت کا معاملہ نبوت ہی ہوتا تو اس آیت کی رو سے اللہ عزوجل پر واجب ہوتا کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی مبعوث فرماتا اور اس صورت میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد صحیح نہ ہوتا کہ "وَخَاتِمُ النَّبِيِّيْنَ" (سورہ احزاب آیت ۴۰) اور (محمد) تمام نبیوں کا خاتم ہے۔

پس ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل کا یہ وعدہ غیر نبوت کے بارے میں ہے اور ثابت ہوا کہ خلافت ایک صورت میں نبوت سے مختلف ہے اور کبھی کوئی غیر نبی خلیفہ

بن سکتا ہے لیکن نبی سوا خلیفہ کے نہیں ہوسکتا۔

ایک اور معنی یہ ہے کہ اللہ عزوجل اپنی مخلوقات کو آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم دے کر منافق کے نفاق اور مخلص کے خلوص کو ظاہر کرنا چاہتا تھا، جیسا کہ زمانہ اور خبر نے ان دونوں کے چہروں سے پردہ ہٹا دیا۔ ان دونوں سے مراد خدا کے ملائکہ اور شیطان ہیں اور اگر یہ معنی لئے جائیں کہ امام اور پیشوا کو چننے کا اختیار اس کے سپرد کردیا جاتا جس کے دل میں برائی اور کھوٹ ہوتو زمانہ اس کو بے نقاب نہیں کرسکتا تھا کیونکہ اس صورت میں منافق اس کو چن لے گا جو اس کے نفس' اس کے اطاعت کرنے اور اس کے سامنے سجدہ ریز ہونے کی اجازت دیتا ہے۔ پس اس صورت میں یہ کیسے ممکن ہے کہ دلوں میں مخفی اور پوشیدہ نفاق' خلوص یا حسد اور دوسری پوشیدہ بیماریوں تک پہنچ جائیں؟ ایک اور بات یہ ہے کہ الفاظ اور کلمات متکلم اور مخاطب کے رتبے کے اعتبار سے برتری اور فضیلت حاصل کرتے ہیں۔ ایک آدمی کا اپنے غلام سے بات کرنا اس بات سے بالکل مختلف ہوتا ہے جو وہ اپنے مولا سے کرتا ہے یہاں مخاطب اللہ عزوجل ہے اور سامعین اس کے ملائکہ (اول سے آخر تک) ہیں۔ اور عمومیت رکھنے والے ایک لفظ میں ایک عمومیت رکھنے والی مصلحت پوشیدہ ہوتی ہے ۔ جس طرح ایک خصوصیت رکھنے والے لفظ کی مصلحت بھی خاص ہوتی ہے۔ اور عمومیت رکھنے والی شے کا ثواب اس چیز کے ثواب سے زیادہ عظیم ہے جو خاص ہوتی ہے ۔مثال کے طور پر توحید پر ایمان لانا جو تمام مخلوقات خدا پر مشتمل ہے۔ یہ فریضہ حج' زکوٰۃ اور شریعت کے دوسرے ابواب سے مختلف ہے کیونکہ یہ چیزیں خاص ہیں۔ پس اللہ عزوجل کا یہ ارشاد: ''جب تمہارے پروردگار نے ملائکہ سے کہا بے شک میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں'' اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس میں توحید کے

معانی میں سے ایک معنی مضمر ہے کیونکہ یہاں پر بھی لفظ کو بالعموم ہی لایا گیا ہے۔ اور جب ایک لفظ معنی میں دوسرے لفظ کے قریب ہو جائے تو اگر دونوں کے معنی ایک ہوں تو جو ایک لفظ کا لازمہ ہوگا وہ دوسرے کا بھی لازمہ ہوگا۔ یہاں اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ اس کی مخلوقات میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اس کی واحدانیت کا اقرار کریں گے اور اس کی اطاعت کریں گے۔ اور اس گروہ کے ایسے دشمن بھی ہوں گے جو ان پر الزامات لگائیں گے اور ان کی حرمت کو پامال کریں گے۔ اور خدائے عزوجل انہیں بزور اور جبراً روک لیتا تو خلقت کی حکمت پوری نہ ہوتی اور جبرو اکراہ ثابت ہوجاتا اور یوں ثواب وعقاب اور عبادت کا تصور بھی باطل ہوجاتا۔ اور جب یہ صورت ناممکن ہوئی تو ضروری ہوا کہ وہ اپنے اولیاء اور دوستوں کا دفاع اس صورت میں کرے کہ جس سے عبادات اور ثواب کا تصور باطل نہ ہو جائے اور وہ صورت حدود کا قائم کرنا تھی۔ جیسے اعضاء کا قطع کرنا، پھانسی پر چڑھانا، قتل کرنا، قید کر دینا اور حقوق غصب کرلینا۔ جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ''سلطان اور حاکم جتنا قرآن منع کرتا ہے اس سے زیادہ منع نہیں کرتا۔'' اور اس بات کی طرف اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ (سورہ حشر آیت ۱۳)

''(مومنو!) تمہاری ہیبت ان کے دلوں میں خدا سے بڑھ کر ہے''

پس ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک خلیفہ منصوب کرے جو دشمنوں کے ہاتھوں کو اپنے دوستوں تک پہنچنے سے روک لے اور وہ اس طرح کہ اس کے ساتھ ساتھ ولایت اور سرپرستی پر کوئی اعتراض نہ آئے، کیونکہ ولایت اسے نہیں ملتی جس نے حقوق سے غفلت برتی ہو اور واجبات کو ادا نہ کیا ہو اور عقلی لحاظ سے اس کا معزول

کرنا ضروری ہو، اور اللہ تعالیٰ ایسی بات سے بہت بلند وبالا ہے اورخلیفہ ایک مشترک معنی رکھنے والا اسم ہے اس لئے کہ اگر کوئی شخص ایک مسجد بنالے اور اس میں اذان نہ دے بلکہ اس میں ایک شخص کو مؤذن معین کرلے تو یہ شخص موذن ہی کہلائے گا۔ لیکن اگر اس میں کچھ دن خود اذان دے پھر اس میں ایک شخص کو مؤذن مقرر کرلے تو دوسرا شخص اس کا خلیفہ اور جانشین کہلائے گا۔ یہی صورت معقولات اور معارف کے بارے میں بھی جاری ہو جاتی ہے۔ مثلاً جب صاحب دیوان خراج، یہ کہے کہ یہ شخص میرا جانشین ہوگا تو وہ شخص صرف خراج کی وصولیابی میں اس کا جانشین ہوگا۔ فساد (کے ذریعے) اور ظلم سے لی جانے والی چیزوں کی وصولیابی میں نہیں کہ یہی بات فساد اور ظلم سے لی جانے والی چیزوں کے لینے والے کے بارے میں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ خلیفہ مشترک اسماء میں سے ہے اور اللہ کی صفات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے دشمنوں کے مظالم کے سلسلے میں اپنے دوستوں کے لئے عدل و انصاف فراہم کرے۔ پس اس سلسلے میں اپنے خلیفہ کواختیار سپرد کردیا۔ اس بناء پر خلافت اور جانشین کا معنی اس منتخب پر اطلاق ہوااور معبودیت اور الوہیت میں شریک ہونے کا معنی درست نہیں اوراسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے کہا:

"يَا اِبْلِيسُ مَامَنَعَکَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ"

(سورہ ص آیت ۷۵)

"اے ابلیس کس چیز نے تجھے روکا۔ تواس کوسجدہ نہ کر جسے میں نے خلق کیا"

اس کے بعد ارشاد ہوا "بِيَدَیَّ اَسْتَكْبَرْتَ" جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے (پیدا کیا) تو نے تکبر کیا اوراس سے بہانہ اورعذر ختم ہو جاتا ہے اور یہ وہم و

گمان رفع ہو جاتا ہے کہ وہ ایسا خلیفہ ہے جو اللہ کی واحدانیت میں اس کا شریک بنا ہے۔ پس اللہ کا ارشاد یہ تھا کہ تمہیں یہ معلوم ہونے کے بعد کہ اس کو اللہ نے خلق کیا ہے، کس چیز نے سجدہ کرنے سے باز رکھا۔ اور پھر کہا "بِيَدَيَّ اَسْتَكْبَرْتَ" یہ لغت میں کبھی نعمت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور اس پر اللہ کی دو نعمتیں ایسی تھیں جنہوں نے بہت سی نعمتوں کو سمیٹ لیا تھا۔ جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے " وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَ بَاطِنَةً" (سورۃ لقمان آیت ۲۰) " اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کردیں۔ اور دو نعمتیں ایسی تھیں کہ جنہوں نے اتنی نعمتوں کو اپنے اندر سمیٹ لیا کہ وہ نا قابل شمار ہیں۔ پھر اس پر طرز تحکم کو سخت کرلیا "بِيَدَيَّ اَسْتَكْبَرْتَ" جیسے کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ تم میری ہی تلوار سے مجھ سے جنگ کرتے ہو اور میرے ہی تیر سے مجھ پر وار کرتے ہو۔ اور یہ طرز گفتار قبیح اور برا بھلا کہنے میں زیادہ بلیغ اور رسا ہے۔ پس اللہ عزوجل کا یہ ارشاد :"اور جب تیرے پروردگار نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں" ایک متشابہ کلام ہے اور اس کے تشابہ کی ایک صورت یہ ہے کہ جاہل کے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ اللہ عزوجل ان باتوں میں جو اس پر مشتبہ ہوجاتی ہیں اپنی مخلوق کے ساتھ مشورہ کرتا ہے (نعوذ باللہ) اور صاحب دلیل جب کہ وہ اللہ کے افعال کے محکم ہونے اور اس کی جلالت پر دلیل رکھتا ہے کہ نزدیک اللہ کی ذات اس سے بلند و بالا ہے کہ اس پر کوئی بات مشتبہ ہو جائے یا کوئی صورت اس کو عاجز بنادے کیونکہ وہ ذات ایسی ہے کہ آسمانوں اور زمین پر کوئی شے اسے عاجز اور ناتواں نہیں کرسکتی۔ پس اس آیت متشابہ کو سمجھنے کی راہ وہی راہ ہے جو اس جیسی دوسری متشابہ آیات کے لئے متعین ہے۔ یعنی ان کو محکم آیات کی طرف پلٹا یا جائے۔ جس سے یقین حاصل ہو جائے

اور نادانوں اور کفر و الحاد کی طرف جانے والوں کے لئے کوئی بہانہ نہ رہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد: ''جب تیرے پروردگار نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں'' اسی معنی پر دلالت کرتا ہے کہ وہ انہیں ایک عظیم اطاعت جو توحید سے منسلک ہے کی طرف ہدایت کر رہا ہے۔ جس کے ذریعہ اللہ عزوجل سے ہر قسم کی خواہشات نفس کی پیروی، ظلم، حقوق کا ضائع ہونا اور ہر وہ چیز جس سے ولایت غیر صحیح ہو، کی نفی ہو جائے۔ پس اس صورت میں حجت کامل ہو جاتی ہے اور کسی کے لئے حق سے غفلت برتنے کی صورت میں کوئی عذر اور بہانہ باقی نہیں رہتا۔

ایک اور بات یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ یہ جان لے کہ اس کا ایک بندہ اطاعتوں میں سے ایک میں اپنی مرضی کے ساتھ عبادت کرتا ہے تا کہ اس کے ذریعہ شرف بندگی حاصل ہو اور ثواب کا مستحق ٹھہرے اور اللہ اس سلسلے میں چشم پوشی اختیار کرے۔ ایسی صورت میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ پھر تو اول سے آخر تک کی مخلوقات کے تمام حقوق کے سلسلے میں بھی اللہ تعالیٰ کی چشم پوشی کا امکان موجود ہے۔ جب کہ اللہ اس چیز سے بلند اور بالا تر ہے۔ پس حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ذمہ دار کے لئے عظیم ثواب ہے اور جب کوئی غور و فکر کرنے والا اس پر فکر کرے گا تو اس کی بعض جزئیات تک پہنچ جائے گا کیونکہ اس کی عظمت اور شان کی بلندی کی وجہ سے رب تک پہنچنا ناممکن ہے اور ان میں سے ایک معنی جو اس کا ایک جزء ہے وہ یہ ہے کہ امام عادل کے سبب سے چیونٹی، مچھر اور تمام حیوانات بھی سعادت سے ہمکنار ہو جاتے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد دلالت کرتا ہے: ''وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةَ الِّلعٰالَمِیْن'' (سورۃ انبیاء، آیت ۱۰۷)

'' اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر عالمین کے لئے رحمت بنا کر'' اور اللہ

عزوجل کا یہ ارشاد اس قول کی تائید کرتا ہے جو حضرت نوحؑ کی داستان میں ہے۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّاراً يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا (سورہ نوحؑ آیت ۱۰۔۱۱)

"پس آپؑ نے کہا اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کرو بے شک وہ بہت مغفرت قبول کرتا ہے۔" وہ آسمان سے تم پر بارش برسائے گا اور بارش سے ہر انسان اور ہر حیوان بہرہ مند ہوتا ہے اور یہ اللہ کے دین کی طرف دعوت کرنے والے اور حق اللہ کی طرف ہدایت کرنے والوں کے سبب سے نازل ہوتی ہے۔

پس ثواب اور نوازش اپنی مقدار سے ہے اور اس کے ساتھ عناد اور سرکشی کرنے والوں کے لئے عقوبت اور سزا بھی اپنے حساب سے ہے۔ اسی لئے ہمارا عقیدہ ہے کہ امام کی احتیاج اس لئے ہے کہ کائنات باقی رہے۔ اس کتاب میں' میں نے اسی معنی کی طرف اشارہ کرنے والی روایات کو اس باب میں نقل کیا ہے جس کا عنوان ہے وجود امام کی احتیاج کا سبب اور علت"۔

خدائے عزوجل کے سوا کسی کو بھی خلیفہ چننے کا اختیار نہیں ہے

اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً.

(سورہ بقرہ آیت ۳۰)

"اور جب تیرے پروردگار نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں"۔

یہاں "جاعل" پر تنوین ہے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کو اللہ تعالیٰ

نے اپنی ذات کے لئے مخصوص کردیا ہے اوراس کے ساتھ ہی ارشاد ہے "اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَراً مِنْ طِیْنٍ" (سورہ ص، آیت ۷۱) "اور میں گارے سے بشر بنانے والا ہوں" یہاں بھی "خالق" کو تنوین کے ساتھ لایا گیا ہے اور اس کو اپنے لئے صفت قرار دیا ہے ۔ اس بنا پر جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ وہ اپنے لئے امام اور پیشوا انتخاب کرنے کا حق رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ پہلے گارے سے ایک بشر بھی پیدا کرے ۔ پس جب یہ چیز اس کے لئے ممکن نہیں ہے تو دوسرا بھی اس کے دائرہ اختیار سے باہر ہے کیونکہ یہ دونوں ایک ہی منبع سے ہیں ۔

ایک اور معنیٰ یہ ہیں کہ ملائکہ اپنی فضیلت، برتری اور عصمت کے باوجود امام کے انتخاب کے لئے اہلیت نہیں رکھتے ۔ یہاں تک کہ اس امر عظیم کو اللہ تعالیٰ ہی نے سر انجام دیا اوراس کے ذریعہ اپنی تمام مخلوقات پر یہ حجت قائم کردی کہ دیکھو انتخاب امام میں تمہارے لئے کوئی سبیل اور راہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ ملائکہ کے لئے بھی اپنے صفا، وفاداری اور عصمت کے باوجود اس سلسلے میں کوئی راہ اور سبیل نہیں ہے ۔ جب کہ کثیر آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان کی مدح کی ہے جیسا کہ اس کا ارشاد ہے:

بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۝

(سورہ انبیاء آیت ۲۶۔۲۷)

"بلکہ وہ مکرم بندگان ہیں، قول میں اس پر سبقت نہیں لیتے اوراس کے حکم پر عمل کرتے ہیں ۔"

اور دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ

(سورہ تحریم آیت ٦)

"جو کچھ اللہ حکم دیتا ہے اس میں نا فرمانی نہیں کرتے اور جو کچھ انہیں
حکم دیا جاتا ہے اس کی تعمیل کرتے ہیں۔"

اور پھر انسان اپنے اندر نقص عقل اور نادانی اور جہالت کے ہوتے ہوئے کس طرح اس عظیم کام کو صحیح طور پر انجام دے سکتا ہے۔ دیکھئے امامت کے علاوہ احکام جیسے نماز، زکوۃ، حج وغیرہ کے سلسلے میں بھی اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز ان کی مرضی اور منشاء پر نہیں چھوڑی ہے تو یہ کیوں کر ممکن ہے کہ وہ تمام احکام اور تمام حقائق کی جامع اور سب سے اہم چیز کو ان کے سپرد کر دے۔

ہر زمانہ میں ایک خلیفہ کی ضرورت

اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں "خلیفہ" اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایک ہی خلیفہ ہوگا اور اس سے ان لوگوں کا یہ قول باطل ثابت ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ ایک ہی وقت میں کئی اماموں کا ہونا ممکن ہے۔ جب کہ اللہ نے صرف ایک ہی پر اکتفا کیا ہے اور اگر ان لوگوں کی وہ دلیل صحیح ہوتی جو انہوں نے چند اماموں کے ہونے پر قائم کی ہے، تو اللہ تعالیٰ کبھی ایک پر اکتفا نہ کرتا۔ اور ہمارا دعویٰ ان کے دعویٰ کے مقابلہ میں ہے اور قرآن ہمارے دعویٰ کو ترجیح دے رہا ہے نہ کہ ان کے قول کو۔ اور اگر دو کلام ایک دوسرے کے مد مقابل ہوں اور قرآن ان میں سے ایک کو ترجیح دے تو ترجیح پانے والا قول ہی قابل تسلیم ہے۔

وجودِ خلیفہ کی ضرورت

اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں "وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلاَئِکَةِ" (سورہ بقرہ آیت ۳۰) "اور جب تیرے پروردگار نے ملائکہ سے کہا"

جس میں اللہ تعالیٰ نے نبیؐ کو خطاب کیا ہے جہاں ارشاد فرماتا ہے "رَبُّکَ" یعنی تیرے پروردگار نے" یہ بہترین دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اس معنی کو آپ کی امامت میں قیامت تک جاری رکھنا چاہتا ہے۔ اس لئے زمین امت محمدیؐ کے لئے خدا کی حجت سے خالی نہیں رہتی اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے اس قول میں رَبُّکَ یعنی تیرے پروردگار، کہنے کی کوئی حکمت اور مصلحت نہ ہوتی اور ضروری ہوتا کہ وہ لفظ رَبُّهُمْ یعنی ان (ملائکہ) کے پروردگار استعمال کرتا۔ اور جو حکمت اللہ تعالیٰ گزشتہ نسلوں کے لئے اختیار کرتا ہے وہی حکمت بعد میں آنے والی نسلوں کے لئے بھی انتخاب کرتا ہے اور اس کی حکمت اور مصلحت میں زمانے کے گزرنے اور گردش ایام کی وجہ سے تبدیلی نہیں ہوتی کیونکہ وہ ذات عزوجل عدل و حکمت والی ہے اس کی اپنی کسی مخلوق کے ساتھ کوئی نسبت اور کوئی رشتہ نہیں ہے اور وہ اس سے پاک اور منزہ ہے۔

عصمت امام کی ضرورت

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد:

" اور جب تیرے پروردگار نے ملائکہ سے کہا بے شک میں زمین پر خلیفہ قرار دینے والا ہوں"

کے لئے ایک معنی یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بناتا مگر اس کو جس کے باطن اور اندرون میں طہارت اور پاکیزگی ہوتا کہ وہ خیانت سے دور رہے کیونکہ اگر کسی ایسے کو انتخاب کرے جس کا اندرون پاک اور طاہر نہ ہو تو اس نے (نعوذ باللہ) اپنی مخلوقات کے ساتھ خیانت کی۔ جیسے کہ اگر کوئی دلالی کرنے والا کسی تاجر کو کوئی قلی دیدے اور وہ قلی اس کے ساتھ خیانت کرے تو اس صورت میں دلالی

کرنے والا خائن ہوگا۔ پس کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ خیانت کرے جب کہ اس کا ارشاد ہے اور اس کا قول حق ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لاَ يَهْدِىْ كَيْدَ الْخَائِنِيْنَ (سورہ یوسف، آیت ۵۲)

"بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کے مکر کو نہیں چلنے دیتا اور حضرت محمدؐ کو اس قول کے توسط سے یہ ادب تعلیم فرما رہا ہے کہ

وَلاَ تَكُنْ لِلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ہ (سورہ نساء آیت ۱۰۵)

"اور دغا بازوں کی حمایت میں کبھی بحث نہ کرنا۔"

پس کیوں کر اور کیسے ممکن ہے کہ وہ اس کام کو کر ڈالے جسے خود نہیں کرتا ہے جبکہ اس نے یہود کو ان کے نفاق کے سبب سے برا بھلا کہا ہے اور ارشاد فرمایا ہے:۔

اَتَاْ مُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلاَ تَعْقِلُوْنَ ہ (سورہ بقرہ آیت ۴۴)

"تم لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے نفسوں کو بھلا دیتے ہو جب کہ تم کتاب کی تلاوت بھی کرتے ہو، تم عقل سے کام نہیں لیتے؟"!

اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں "اور جب تمہارے پروردگار نے ملائکہ سے کہا میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔" غیبت امام علیہ السلام کے بارے میں ایک محکم دلیل ہے اور وہ یہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں زمین پر خلیفہ قرار دینے والا ہوں، اس کلام کے ساتھ ایک چیز کو واجب قرار دیا اور وہ یہ ہے کہ سب کے سب اس کے اطاعت کے معتقد ہو جائیں اور دشمن خدا "شیطان" نے اس لفظ سے نفاق کو اپنے دل میں جگہ دی اور اسے پوشیدہ رکھا۔ یہاں تک کہ اسی کی وجہ سے وہ منافق بن گیا۔ اس کے دل میں تھا کہ جب بھی اس کی اطاعت کرنے کا حکم دیا جائے میں

اس کی مخالفت کروں گا۔ پس اس کا نفاق بدترین نفاق تھا کیونکہ یہ پیٹھ پیچھے کا نفاق ہے۔ اس بناء پر وہ تمام منافقین میں سب سے زیادہ ذلیل و خوار ہوگیا اور جب اللہ تعالیٰ نے اپنے ملائکہ کو اس (خلافت قائم کرنے) کے بارے میں بتایا تو ان کے دلوں میں اس کی اطاعت پر اعتقاد تھا اور وہ اس کے مشتاق تھے اور اسی کو اپنے دل میں پنہاں کئے ہوئے تھے۔ بالکل اس چیز کے متضاد جو شیطان اپنے دل میں چھپائے ہوئے تھا۔ اس بناء پر ملائکہ کے رتبے اور درجات میں اتنا ہی اضافہ ہوگیا جتنا کہ دشمن خدا کو ذلت اور حقارت سے دو چار ہونا پڑا۔ پس پیٹھ پیچھے کی اطاعت اور اتباع زیادہ ثواب اور مدح و تعریف کا باعث ہے۔ کیونکہ ایسی اطاعت شبہ اور مغالطہ سے دور ہے اور اسی لئے رسول خداؐ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

"جو شخص اپنے بھائی کے لئے اس کی غیر موجودگی میں دعا کرے تو آسمان سے ایک فرشتہ اسے ندا دیتا ہے کہ تیرے لئے بھی اس کی مثل ہوگی۔"

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی ایمان بالغیب پر تاکید کی ہے اور کہا ہے:

هُدًى لِلْمُتَّقِيْنَ . الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ ہ (سورہ بقرہ آیت ۲۔۳)

"(قرآن) ہدایت ہے متقیوں کے لئے جو غیبت پر ایمان لاتے ہیں۔"

پس غیبت پر ایمان لانا صاحب ایمان کے لئے عظیم ترین ثواب کا باعث ہے کیونکہ ایسا ایمان ہر قسم کے عیب و شک و شبہ سے خالی ہے۔ اس لئے کہ خلیفہ کی بیعت اس وقت جب وہ سامنے ہو تو بیعت کرنے والے کے بارے میں یہ وہم و گمان ہوتا ہے کہ شاید یہ اس کی اطاعت کسی مفاد یا حصول مال کی خاطر کر رہا ہے، یا قتل وغیرہ کے خوف سے ایسا کر رہا ہے۔ جیسا کہ دنیا والے اپنے اپنے بادشاہوں کی اطاعت اسی بناء پر کرتے ہیں جبکہ غیب پر ایمان لے آنا ان تمام باتوں سے محفوظ

اور مبرا رہنا ہے اور ان جیسے عیبوں سے پاک ہے اور اس بات پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد دلالت کرتا ہے۔

فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَ كَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا .

(سورہ مومن آیت ۸۴، ۸۵)

"پس جب انہوں نے ہمارے عذاب کو محسوس کیا تو کہنے لگے۔ ہم خدائے یکتا پر ایمان لے آئے اور جس چیز کو اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے اس سے نامعتقد ہوئے لیکن جب ہمارا عذاب دیکھ چکے تو ان کے ایمان نے ان کو کوئی نفع نہیں دیا۔"

اور جب اطاعت گزار بندوں کو ایمان بالغیب حاصل ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ملائکہ کو بھی ثواب سے محروم نہیں رکھا۔ روایت میں آیا ہے کہ فرشتوں سے اللہ تعالیٰ کا یہ کلام حضرت آدمؑ کی خلقت سے سات سو سال پہلے ہوا تھا۔

اور اس مدت میں ملائکہ کو اطاعت کا ثواب اپنے اپنے حساب سے ملتا رہا ہے اور اگر کوئی شخص اس روایت کا اور اس میں مذکورہ مدت کا منکر ہو جائے تو اس صورت میں اس کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وہ ایک لحہ کے لیے غیب کا قائل ہو جائے اور ایک لحہ بھی مصلحت اور حکمت سے خالی نہیں رہتا۔ اب جہاں ایک لحہ اور ساعت میں ایک حکمت اور مصلحت ہو وہاں دو لحوں اور دو ساعتوں میں دو حکمتیں ہیں۔ اسی طرح لحات اور ساعات میں بہت سی حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ ہیں۔ اور جتنا وقت اور مدت میں اضافہ ہوتا جائے گا، اتنا ہی ثواب میں اضافہ ہوتا جائے گا، اور جتنا ثواب میں اضافہ ہوگا، اتنے ہی اللہ کی رحمت سے پردے اٹھ

جائیں گے اوراس کی عظمت اور جلالت پر دلالت کریں گے ۔ اس بناء پر روایت بالکل صحیح ہے کیونکہ اس میں حکمت اور ثواب کی تائید ہے اور حجت کی تبلیغ ہے۔

اوراللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں جب تیرے پروردگار نے ملائکہ سے کہا میں زمین پر خلیفہ قرار دینے والا ہوں ۔ کئی پہلوؤں اور صورتوں سے امام علیہ السلام کی غیبت پر دلائل موجود ہیں ۔

ان میں سے ایک یہ ہے کہ وجود سے قبل کی غیبت اپنی نوعیت میں سب سے کامل غیبت ہے، کیونکہ ملائکہ نے اس سے قبل کسی خلیفہ کو نہیں دیکھا تھا۔ لیکن ہم نے بہت سے خلفاء کو دیکھا ہے ۔ جن کے بارے میں قرآن نے ہمیں بتایا ہے اور روایات بھی متواتر ہیں جس سے یہ بات مشاہدہ کی صورت تک پہنچ چکی ہے ۔اور ملائکہ نے ایک کو بھی نہیں دیکھا تھا پس اس بناء پراس وقت کی غیبت اپنی نوعیت میں سب سے اکمل و اعلیٰ تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ غیبت اللہ ہی کی طرف سے تھی اور موجودہ غیبت کا سبب اللہ کے دشمن ہیں ۔ پس جب اس غیبت کی بناء پر جوکہ اللہ کی جانب سے تھی اس کے فرشتے اطاعت گزاراور عبادت گزار بن سکتے ہیں تو اس غیبت کے بارے میں جوکہ اللہ کے دشمنوں کی وجہ سے ہے، کیسا گمان اور خیال ہونا چاہیے؟! اور امام کی غیبت میں ایک خالص عبادت موجود ہے جو کہ اس غیبت میں موجود نہیں تھی اور یہ اس لئے کہ امام غائب علیہ السلام اپنے حق کے سلسلے میں مغلوب ' مجبوراور مزاحمت کا شکار ہیں۔ جنہیں بزور مغلوب کیا گیا ہے اور دشمنان خدا کی طرف سے ان کے پیروؤں پر خون ریزی' غارت اموال' احکام الٰہی کا معطل کرنا' یتیموں پر ظلم وستم کرنا' صدقات کو تبدیل کرنا اوران جیسے مظالم جو پوشیدہ نہیں ہیں ڈھائے جارہے ہیں اور جو شخص آپؑ کی حجت اورولایت پر ایمان لے آیا وہ

آپؑ کے ساتھ اجر اور جہاد میں شریک ہے اور جس نے آپؑ کے دشمنوں سے بیزاری اور برأت کی تو اس کے لیے آپؑ کے دشمنوں سے بیزاری اور برأت میں اجر و ثواب ہے اور آپ کے دوستوں کی آپ سے دوستی اور ولایت کا اجر ملائکہ کے اپنے اس امام غائب، جو عدم سے موجود میں نہیں آیا تھا، پر ایمان لانے کے اجر سے بہت زیادہ ہے اور اللہ نے حضرت آدمؑ کی خبر اس لئے دی تھی کہ ان کی توقیر اور تعظیم تسلیم ہو جائے اور ملائکہ ان کی فرمانبرداری کریں اور ان کی اطاعت کا ارادہ کرلیں۔

اس کی مثال ہمارے پاس عرف عام میں یوں ہے کہ ایک بادشاہ اپنے دوستوں کے پاس ایک خط یا ایلچی اس پیغام کے ساتھ بھیجتا ہے کہ میں تمہارے پاس آنے والا ہوں تا کہ وہ لوگ اس کے استقبال کے لئے تیار ہو جائیں اور اپنے اپنے تحائف اس کے سامنے پیش کریں۔ اس طرح کہ اس کی خدمت کرنے میں ہر قسم کی کوتاہی کا عذر ان کے لئے باقی نہ رہے۔

اسی طرح اللہ عزوجل کی جلالت اور مرتبت کو آشکار کرنے کے لئے اس کے تذکرہ سے خلقت کی ابتداء کی گئی۔ اب خلیفہ کا معاملہ بعد میں آنے والوں کے لئے بالکل ویسا ہی ہے جیسا پہلے والوں کے لئے تھا۔ پس جب بھی اس نے اپنے کسی خلیفہ کو اس دنیا سے اٹھایا تو اپنی مخلوقات کو اس کے بعد آنے والے خلیفہ کی پہچان ضرور کرائی۔ اور اس بات کی تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے:۔

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ ۝

(سورہ ھود آیت ۱۷)

''بھلا جو لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے بینہ (روشن دلیل) رکھتے

ہوں اور ایک گواہ اس کی جانب سے اس کے بعد آئے گا"۔

یہاں پروردگار کی طرف سے بینہ سے مراد حضرت محمدؐ ہیں اور وہ گواہ جو اس کے بعد آئے گا سے مراد امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور اس کی دلیل اللہ عزوجل کا یہ ارشاد ہے:۔

وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤى اِمَامًا وَّ رَحْمَةً ؕ (سورہ ھود آیت ۱۷)

"اور اس سے قبل موسٰیؑ کی کتاب امام اور رحمت ہے"

اور وہ کلام اور قول جو کتاب موسٰی میں اس معنی پر مکمل طور پر بعینہ دلالت کرتا ہے۔وہ یہ ہے۔

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖۤ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ (سورہ اعراف آیت ۱۴۲)

"اور ہم نے موسٰیؑ سے تیس رات کی میعاد مقرر کی اور دس راتیں ملا کر اسے پورا کر دیا اور اس کے پروردگار کی چالیس رات کی میعاد پوری ہوگئی اور موسٰیؑ نے اپنے بھائی ہارونؑ سے کہا: میرے بعد تم میری قوم میں میرے جانشین ہو۔ ان کی اصلاح کرتے رہنا اور شریروں کے راستے پر نہ چلنا۔

ملائکہ کے آدمؑ کو سجدہ کرنے کے خدائی حکم کا راز

اللہ عزوجل نے ملائکہ کو آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم ان کی تعظیم کرانے کی خاطر دیا۔انہیں ان لوگوں کی آنکھوں سے غائب رکھا۔ اور اللہ عزوجل نے انہیں آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم اس وقت دیا جب اپنی حجتوں کی مقدس ارواح کو ان کے

صلب میں ودیعت کر دیا۔ پس وہ سجدہ اللہ کے لیے عبادت کے طور پر آدمؑ کے لیے اطاعت کے طور پر اور ان ارواح کے لیے جو ان کے صلب میں تھیں تعظیم کے طور پر تھا۔ پس ابلیس نے حسد کی بناء پر آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ آدمؑ کے صلب کو اللہ نے اپنی حجتوں کی امانت گاہ قرار دیا اور اس کے صلب میں ایسا قرار نہیں دیا۔ پس اپنے حسد اور انکار کی وجہ سے راہ کفر اختیار کی اور اپنے پروردگار کے حکم کو ماننے کے راستے سے ہٹ گیا۔ اور اس بناء پر جوار رب سے بھگایا گیا۔ اس پر لعنت کی گئی اور اسے رجیم (ملعون) نام دیا گیا۔ کیونکہ اس نے غیبت کا انکار کر دیا۔ اور اس نے آدمؑ کو سجدہ نہ کرنے کے لیے یہ بہانہ پیش کر دیا کہ

اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ (اعراف:۱۲)

"میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو گارے سے پیدا کیا ہے۔"

پس جو کچھ اس کی قدرت بصارت سے پوشیدہ تھا اس کا انکار کر دیا اور اس کی تصدیق نہیں کی۔ اور آدمؑ کا ظاہری بدن جو اس کے لیے قابل مشاہدہ تھا، کو بہانہ اور دلیل بنایا۔ اور اس بات کا انکار کیا کہ اس کے صلب میں کوئی موجود ہے۔ اور اس پر ایمان نہیں لے آیا کہ آدمؑ کو ملائکہ کے لیے صرف قبلہ بنایا گیا تھا اور فرشتوں کو ان کو سجدہ کرنے کا حکم اس لیے دیا گیا تھا کہ ان ہستیوں کی تعظیم عمل میں آئے جو ان کے صلب میں تھیں۔ پس اس شخص کی مثال جو حضرت قائم علیہ السلام پر ان کی غیبت کے دنوں میں ایمان لے آتا ہے ان فرشتوں کی سی ہے جنہوں نے آدمؑ کو سجدہ کرنے کے ذریعے اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی۔

اور اس شخص کی مثال جو حضرت قائم علیہ السلام کی غیبت کے دنوں میں

آپ کے وجود کا انکار کرے شیطان اور ابلیس کی سی ہے۔ جس نے آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا۔ حضرت امام جعفر بن محمد (صادق) علیہا السلام سے اس طرح روایت کی گئی ہے۔ اور اس روایت کو ہمیں محمد بنؒ موسیٰ بن متوکل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا انہوں نے کہا کہ ہم سے محمد بن ابوعبداللہ الکوفی نے روایت کرتے ہیں محمد بن اسماعیل برکی سے انہوں نے جعفر بن عبداللہ الکوفی سے انہوں نے حسن بن سعید سے انہوں نے محمد بن زیاد سے انہوں نے ایمن بن محرز سے انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی تمام حجتوں کے نام بتائے اس کے بعد انہیں جب کہ وہ بصورت ارواح تھے ملائکہ کے سامنے پیش کر دیا اور کہا: مجھے بتاؤ ان لوگوں کے نام اگر تم سچے ہو اس بات میں کہ تم ہی زمین پر خلیفہ بننے کے لیے آدم علیہ السلام سے زیادہ سزاوار ہو۔ کیونکہ تم تسبیح و تقدیس کرتے ہو۔ انہوں نے کہا پاک و منزہ ہے تیری ذات ہمیں کوئی علم ہی نہیں مگر وہ کچھ جو تو نے ہمیں سکھایا ہے بے شک تو ہی علیم وحکیم ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! بتاؤ انہیں ان لوگوں کے اسماء پس جب آدمؑ نے انہیں بتایا تو وہ ان ہستیوں کے اللہ کے نزدیک عظیم رتبہ اور منزلت سے واقف ہوگئے اور یہ جان گئے کہ وہ لوگ ہی زمین پر اللہ کے خلیفے اور جانشین بننے اور اس کی مخلوقات کے لیے حجت قرار پانے کے زیادہ حق دار ہیں۔ اس کے بعد اللہ نے ان ہستیوں کو فرشتوں کی نظروں سے مخفی کر دیا اور انہیں ان کی ولایت اور حجت کا حکم دے دیا اور ان سے کہا: میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کے غیب جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔

بتایا ہمیں اس بارے میں احمد بن الحسن القطان نے انہوں نے کہا بتایا

ہمیں حسین بن علی السکری نے انہوں نے کہا بتایا ہمیں محمد بن زکریا جوہری نے انہوں نے کہا بتایا ہمیں جعفر بن محمد بن عمارہ نے اپنے والد سے نقل کرتے ہوئے اور انہوں نے امام جعفر صادق بن محمد علیہما السلام سے روایت کرتے ہوئے۔

اور یہ اللہ عزوجل کا غیبت پر ملائکہ کو فرمانبردار بتانا ہے۔ اور آیت کی ابتداء خلیفہ کی بات سے ہوئی اور جب اس کی انتہا بھی اس کی مانند ہو تو کلام میں ترتیب اور تنظیم پائی جاتی ہے۔ اور نظم میں حجت اور برہان پوشیدہ ہوتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آدمؑ کو تمام چیزوں کے نام بتائے جیسا کہ مخالفین کہتے ہیں تو لامحالہ آئمہ علیہم السلام کے نام بھی اس میں شامل ہیں۔ پس جو کچھ ہم نے پہلے کہا تھا اس پر تمام امت کا اجماع ہے۔ اور اس بات پر صحیح ترین دلیل یہ ہے کہ جب ملائکہ کو آدمؑ کو سجدہ کرنے کی راہنمائی کی گئی تو لامحالہ اس سے انہیں عبادت مل گئی اور جب یہ عبادت ملی تو حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں وہ کچھ بھی حاصل ہو جائے جو اس کے درجے میں ہے۔ چاہے وہ اسی وقت ہو یا دوسرے اوقات میں ہو کیونکہ اوقات کی تبدیلی سے حکمت میں تبدیلی نہیں آتی نہ ہی حجت بدلتی ہے۔ ان میں اول وآخر کی طرح اور آخر اول کی طرح ہے۔ حکمت الٰہی میں یہ ناممکن ہے کہ وہ ثواب کی کسی قسم سے انہیں محروم رکھے اور آئمہ کے فیض وفضل وکرم میں سے کسی چیز کے بارے میں ان کے ساتھ بخل برتے۔ کیونکہ وہ سب کے سب برابر ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ تمام انبیاءؑ کے بارے میں جب کوئی شخص ان میں سے ایک پر ایمان لے آئے یا ان میں سے ایک گروہ پر ایمان لے آئے اور صرف ایک کا انکار کرے تو اس کا ایمان قبول نہیں کیا جائے گا۔ یہی بعینہ آئمہ علیہم السلام کے بارے میں ہے۔ اول سے آخر تک سب ایک ہیں اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا

''ہمارے آخر کا منکر ایسا ہے جیسا کہ وہ ہمارے اول کا بھی منکر ہے، اور آپؑ نے فرمایا: ''اگر کوئی شخص زندوں میں سے ایک کا منکر ہو جائے تو وہ تمام اموات کا بھی منکر ہے۔''

اس بارے میں میں اپنے مقام پر اسی کتاب میں روایت کو سند کے ساتھ ذکر کروں گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ''اور آدمؑ کو تمام اسماء لکھائے'' سے مراد آئمہ علیہم السلام کے اسماء ہیں اور اسماء کے بہت سے معانی ہیں اور اس کے معانی میں کسی کو دوسرے پر ترجیح حاصل نہیں ہے۔ اور اسماء کا اور کوئی وصف دوسرے سے اولیٰ اور برتر نہیں ہے۔ پس یہاں اسماء کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اول سے آخر تک آئمہ علیہم السلام کے تمام اوصاف بتا دیئے۔ اور ان کے اوصاف میں علم وحلم، تقویٰ، شجاعت، عصمت، سخاوت اور وفا ہے۔ اور کتاب خدا نے انہیں اوصاف کی نظیر انبیاء علیہم السلام کے اسماء کے ساتھ ذکر کی ہے۔ جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا. (مریم:۴۱)

''اور کتاب میں ابراہیمؑ کو یاد کرو بیشک وہ نہایت سچے نبی تھے۔''

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا. وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا. وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا. (مریم آیت ۵۴ تا ۵۷)

''اور کتاب میں اسماعیلؑ کا بھی ذکر کرو اور وعدہ کے سچے اور ہمارے فرستادہ نبی تھے اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا

کرتے تھے اور اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے۔ اور کتاب میں ادریسؑ کا ذکر کرو وہ بھی نہایت سچے نبی تھے اور ہم نے ان کو اونچی جگہ اٹھا لیا تھا۔"

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلِصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ٥ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا. وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا. ٥ (مریم:۵۱تا۵۳)

"اور کتاب میں موسیٰؑ کا ذکر کرو وہ بے شک (بہت) مخلص اور نبی مرسل تھے اور ہم نے ان کو طور کی داہنی طرف سے پکارا اور باتیں کرنے کے لیے نزدیک بلایا اور اپنی مہربانی سے ان کو ان کا بھائی ہارونؑ نبی عطا کیا۔"

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کی تعریف وتمجید ان چیزوں کے ذریعے کی ہے کہ پسندیدہ خصلتیں اور پاکیزہ اخلاق ان میں موجود تھے۔ اور یہ ان کے اوصاف اور اسماء ہیں۔ اسی طرح اللہ عزوجل نے آدمؑ کو تمام اسماء سکھائے۔

اور اس میں حکمت یہ بھی ہے کہ اسماء سے واقف ہونے اور فرمانبرداری کے عوامل سے آگاہ ہونے کا راستہ صرف اور صرف سننا ہے۔ عقل اس بات کی طرف کبھی متوجہ نہیں ہوتی۔ چنانچہ اگر کوئی عاقل نزدیک یا دور سے ایک آدمی کو آتے ہوئے دیکھ لے تو اپنی عقل کے ذریعے اس کے نام سے واقف نہیں ہوسکتا بلکہ اس کے لیے سوائے سماعت کے راستے کے اور کوئی راہ نہیں ہے۔ پس اللہ عزوجل نے بھی خلیفہ کے سلسلے میں عمدہ وسیلہ کو سماعت اور سننا قرار دیا ہے۔ اور اسی لیے اس نے مخلوقات کے اس سلسلے میں اختیار اور انتخاب کو باطل قرار دیا ہے کیونکہ انتخاب کرنا

آراء کے ذریعے ہوتا ہے۔ اور خلیفہ کی بات اسماء کی بنیاد پر ہے اور اسماء سماعت کی راہ سے ہی قابل شناخت ہیں۔ پس اس بنا پر امام کے سلسلے میں ہمارا راستہ ہی صحیح ہے۔ کیونکہ ہم نص اور تعین کے ذریعے اطاعت کو ثابت کرتے ہیں۔ اور تعین اور اشارہ کی بات اللہ کے اس قول میں مضمر ہے۔:

ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ۝ (بقرہ:۳۱)

"پھر انہیں ملائکہ کے سامنے پیش کر دیا۔"

اور پیش کرنا وجود عینی اور اشارہ پر مبنی ہے اور اسم سماعت پر مبنی ہے تو یوں اشارہ اور نص دونوں کے معنی صحیح ثابت ہوئے۔

اور لفظ عرض (سامنا کرنا) جو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں موجود ہے۔ پھر انہیں ملائکہ کے سامنے پیش کر دیا کے دو معنی ہیں ایک تو یہ ہے کہ ان کو بذات خود اور صورت میں دکھانا جیسا کہ ہم نے ذر اور اخذ میثاق کے باب کی روایات میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے ان کو صفت اور نسبت کی راہ سے ملائکہ کے سامنے کر دیا جیسا کہ ہمارے مخالفین کے ایک گروہ کا قول ہے۔ ان دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ کے ملائکہ کو ایمان بالغیب لانے کے حکم کے معنی حاصل ہو جاتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کہ کہا:

اَنۡۢبِـُٔوۡنِىۡ بِاَسۡمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ۝ (بقرہ:۳۱)

"اگر سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ بہت سی حکمت آمیز باتیں ہیں۔"

ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو یہ

اہلیت اور صلاحیت عطا کی کہ وہ ملائکہ کو آئمہ کے اسماء کی تعلیم دیں اور ملائکہ کو اس کا اہل اور قابل قرار دیا کہ وہ آدمؑ سے ان کے اسماء سیکھ لیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو سکھایا اور آدمؑ نے ملائکہ کو سکھایا۔ پس آدمؑ کا درجہ استاد اور معلم کا ہے اور فرشتوں کا درجہ شاگرد اور متعلم کا ہے۔ اور یہ وہ معنی ہے جس کی صراحت قرآن نے کی ہے۔

اور ملائکہ کا یہ قول:

سُبْحَانَکَ لَاعِلْمَ لَنَا اِلَّا مَاعَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ

(بقرہ:۳۲)

"پاک و منزہ ہے تیری ذات ہمیں کوئی علم نہیں سوائے اس کے جو تو نے ہمیں سکھایا ہے اور تو ہی بڑا جاننے والا اور حکمت والا ہے۔"

اس بات پر بہترین دلیل اور واضح حجت ہے کہ کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ آئمہ کے اسماء اور اوصاف کے بارے میں کچھ کہے، مگر یہ کہ وہ اللہ عزوجل کی طرف سے تعلیم کردہ ہو۔ اور اگر یہ بات کسی کے لیے جائز ہوتی تو اس سلسلہ میں ملائکہ کے لیے زیادہ جائز ہوتی۔ اور جب انہوں نے خدا کی تسبیح کی تو ان کی تسبیح اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس میں اپنی طرف سے کچھ کہنا توحید کے منافی ہے۔ کیونکہ تسبیح کا مطلب اللہ عزوجل کی تنزیہ اور اس کو ہر عیب اور نقص سے پاک گردانا ہے اور قرآن میں تنزیہ کا کوئی ایسا مورد نہیں ہے مگر یہ کہ وہ کسی منکر، ملحد اور توحید کو باطل قرار دینے اور اس میں اعتراض کرنے والے شخص کی بات کے بعد ہی آیا ہے۔ پس فرشتوں نے اپنی لاعلمی کے اظہار کے سلسلے میں غرور نہیں کیا اور کہا: "ہمیں کوئی علم نہیں"۔ پس جس شخص نے اس چیز کے بارے میں جسے وہ نہیں جانتا اپنے آپ کو عالم ظاہر کر دیا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے اس موقف کے ذریعہ اس پر حجت قائم کر

دے گا اور وہی دنیا اور آخرت میں اس کے خلاف اللہ کے گواہ اور شاہد ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو ان کی ناتوانی اور لاعلمیت کے اعتراف کے بعد اس قابل بنا دیا کہ وہ زبان آدمؑ کے ذریعہ سے صاحب علم بن جائیں۔ اور ارشاد فرمایا:

یٰۤاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآىٕهِمْ (بقرہ:۳۳)

اے آدمؑ انہیں ان کے اسماء سے آگاہ کرو۔

ایک آدمی نے شہر سلام (بغداد) میں مجھ سے کہا۔ غیبت (قائمؑ) طول پکڑ چکی ہے اور حیرانگی شدت پا چکی ہے اور مدت کے طویل ہونے کی وجہ سے بہت سے لوگ اطاعت کے عقیدہ سے پھر گئے ہیں تو بتایئے یہ کیا ہے۔؟

میں نے اس سے کہا: "سابقہ امتوں کی سنتیں اس امت میں ہو بہو اور ایک ایک کر کے جاری ہو جائیں گی جیسا کہ رسول خداؐ سے ایک سے زیادہ روایات میں منقول ہے۔ اور حضرت موسیٰؑ اپنے پروردگار کے میقات پر چلے گئے تاکہ تیس راتوں کے بعد اپنی قوم کی طرف واپس پلٹیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس میں دس کا اضافہ کر دیا اور میقات پروردگار چالیس راتوں میں پوری ہوگئی۔ مقررہ مدت میں دس دن کی تاخیر اور زیادہ ہونے سے وہ موسیٰؑ کے حکم سے پھر گئے اور ان کے جانشین حضرت ہارونؑ کی نافرمانی کی، انہیں کمزور بنایا اور قریب تھا کہ انہیں قتل کر دیں۔ اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بیل کی آواز دینے والے ایک بچھڑے کے پتلے کی عبادت کی۔ اور سامری نے ان سے کہا: یہی تمہارا معبود اور موسیٰؑ کا معبود ہے اور حضرت ہارونؑ انہیں نصیحت کرتے رہے اور انہیں اس بچھڑے کی عبادت سے منع کرتے رہے۔ اور فرمایا:

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ وَاِنَّ رَبَّكُمُ

الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِیْ وَاَطِیْعُوْا اَمْرِیْ ٥ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَیْهِ عٰکِفِیْنَ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلَیْنَا مُوْسٰی. ٥ (طٰہٰ: ۹۰۔۹۱)

"لوگو! اس سے صرف تمہاری آزمائش کی گئی ہے اور تمہارا پروردگار تو خدا ہے تو میری پیروی کرو اور میرا کہا مانو۔ وہ کہنے لگے کہ جب تک موسیٰ ہمارے پاس نہ آئیں ہم تو اس پر قائم رہیں گے۔"

وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰی اِلٰی قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِیْ مِنْ بَعْدِیْ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّکُمْ وَاَلْقَی الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِیْهِ یَجُرُّهٗۤ اِلَیْهِ.٥ (اعراف: ۱۵۰)

"اور جب موسیٰ اپنی قوم میں نہایت غصے اور افسوس کی حالت میں واپس آئے تو کہنے لگے: تم نے میرے بعد بہت ہی بداطواری کی۔ تم نے اپنے پروردگار کے حکم میں جلدی کی اور تختیاں ڈالدیں اور اپنے بھائی کے سر کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے۔

اور یہ بہت ہی مشہور داستان ہے پس یہ تعجب انگیز نہیں ہے کہ اس امت کے جاہل لوگ بھی ہمارے امام زمانہؑ کی مدت غیبت کو طولانی گردانیں اور بغیر کسی بصیرت اور دلیل کے اس چیز سے منہ پھیرلیں جس کے وہ معتقد ہو چکے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے درس عبرت حاصل نہ کریں کہ وہ ارشاد فرماتا ہے۔

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِکْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا یَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَکَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ

(حدید: ١٦)

"کیا ابھی تک مومنوں کے لیے اس کا وقت نہیں آیا کہ خدا کی یاد کرنے کے وقت اور جو حق سے نازل ہوا ہے اس کے سننے کے وقت ان کے دل نرم ہو جائیں۔ اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو پہلے کتابیں دی گئی تھی پھر ان پر طویل زمانہ گزر گیا تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے اکثر نافرمان ہیں۔"

پس اس آدمی نے کہا: "اس (حضرت قائمؑ) کے بارے میں اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں کیا نازل فرمایا ہے۔ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الٓمٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۝ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ ۝ (بقرہ: ۱ تا ۳)

"وہ کتاب ایسی ہے کہ اس میں کوئی شک ہی نہیں اور ہدایت ہے متقین کے لیے جو غیب پر ایمان لے آتے ہیں۔ یعنی حضرت قائم اور ان کی غیبت پر ایمان لے آتے ہیں۔"

محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں بتایا اور کہا کہ مجھ سے بیان کیا محمد بن یحییٰ العطار نے، انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا احمد بن محمد عیسیٰ نے۔ انہوں نے عمر بن عبدالعزیز سے، انہوں نے ایک سے زیادہ افراد سے، انہوں نے داؤد ابن کثیر الرقی سے انہوں نے حضرت ابوعبداللہ (امام جعفر صادق) سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں کہ ہدایت ہے متقین کے لیے جو لوگ غیب پر ایمان لے آتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضرت قائمؑ کے قیام کا اقرار کرتے ہیں اور اسے حق سمجھتے ہیں۔

ہم سے بیان کیا علی بن احمد بن موسیٰ نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا

محمد بن ابوعبداللہ الکوفی نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا موسیٰ بن عمران النخعی نے انہوں نے اپنے چچا حسین بن یزید سے، انہوں نے علی بن ابی حمزہ سے، انہوں نے یحییٰ بن ابوالقاسم سے، انہوں نے کہا میں نے جعفر صادق بن محمدؑ سے اللہ عزوجل کے اس قول کے بارے میں سوال کیا کہ:

الٓمّٓ ۝ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَارَیْبَ فِیْهِ ۝ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ۝ (بقرہ ۱ تا ۳)

"وہ کتاب ایسی ہے کہ اس میں کوئی شک ہی نہیں اور ہدایت ہے متقین کے لیے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔"

اللہ عزوجل کے اس قول کے بارے میں کہ الم وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ہدایت ہے متقین کے لیے جو غیب پر ایمان لے آتے ہیں، آپؑ نے فرمایا متقین علی علیہ السلام کے شیعہ ہیں اور غیب سے مراد حجت غائبؑ ہیں۔ اور اس کی دلیل اللہ عزوجل کا یہ ارشاد ہے :

وَیَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَکُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ۝ (یونس: ۲۰)

اور وہ کہتے ہیں کیوں اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی نازل نہیں ہوتی۔ کہہ دو کہ غیب تو خدا ہی کا ہے۔ سو تم انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں گا۔

پس اللہ تعالیٰ نے یہ بتا دیا کہ غیب ہی اس کی نشانی ہے اور غیب ہی حجت ہے اور اس کی تصدیق اس آیت سے ہوتی ہے کہ جس میں ارشاد الٰہی ہے :

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْیَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰیَةً ۝ (مومنون: ۵۰)

"اور ہم نے مریم کے بیٹے اور اس کی ماں کو نشانی قرار دیا یعنی انہیں حجت قرار دیا"

ہم سے بیان کیا ہمارے والد نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا سعد بن عبداللہ نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن الحسین ابن ابی الخطاب نے، انہوں نے ابن محبوب سے، انہوں نے علی بن رباب سے، انہوں نے ابوعبداللہ امام جعفر صادقؑ سے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں کہ:

يَوْمَ يَأْتِيْ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لاَ يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ (انعام:۱۵۹)

"ایک دن تمہارے پروردگار کی بعض نشانیاں آئیں گی تو کسی کا ایمان اسے اس وقت فائدہ نہیں پہنچائے گا جو اس سے قبل ایمان نہ لے آیا ہو"

آپؑ نے فرمایا: آیات اور نشانیوں سے مراد آئمہ ہیں اور وہ آیت اور نشانی جس کا انتظار کیا جا رہا ہے وہ حضرت قائمؑ ہیں۔ پس اس دن کسی انسان کا ایمان اسے فائدہ نہیں پہنچائے گا آپؑ کے تلوار کے ساتھ قیام کرنے سے پہلے آپ پر ایمان نہ لے آیا ہو۔ اگرچہ ان سے قبل ان کے آبائے طاہرینؑ پر بھی ایمان کیوں نہ لایا ہو۔

اور اللہ عزوجل نے حضرت یوسفؑ کو غیب کا نام دیا جب ان کی داستان اپنے نبی حضرت محمدؐ کو سنائی اور ارشاد فرمایا:

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ وَمَاكُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ (یوسف:۱۰۲)

"اور یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم آپؐ پر وحی کرتے ہیں
اور آپؐ ان کے پاس نہ تھے جب انہوں نے (برادران یوسفؑ
نے) اپنی بات پر اتفاق کیا تھا۔"

مخالفین میں سے ایک نے اس آیت کے بارے میں مجھ سے بات کی اور کہا: اللہ عزوجل کے اس ارشاد "وہ لوگ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں" سے مراد دوبارہ زندہ کرنا اور قیامت کے حالات ہیں۔ میں نے اس سے کہا تم نے اپنی اس تاویل میں جہالت سے کام لیا اور اپنے کلام میں گمراہی اختیار کی۔ کیا یہود و نصاریٰ اور بہت سے مشرک اور مخالفین دین اسلام فرقے قیامت پر اور حشر ونشر، حساب و کتاب، ثواب وعتاب پر ایمان نہیں رکھتے؟! یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مومنین کی تعریف ایک ایسی صفت سے کرے جس میں ان کے ساتھ کفر والحاد کے فرقے بھی شریک ہوں۔ بلکہ اللہ عزوجل نے ان کی تعریف و تمجید ایک ایسی بات سے کی ہے جو انہی کے ساتھ مختص ہے اوران کے علاوہ کوئی بھی ان کا شریک نہیں ہے۔

معرفت مہدیؑ کا واجب ہونا

کسی ایمان والے کا ایمان صحیح نہ ہوگا مگر یہ کہ وہ اس کے حال سے آگاہ اور واقف ہو جائے جس پر وہ ایمان لاچکا ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلاَ مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (زخرف:۸۶)
"مگر جو لوگ سمجھ بوجھ کر حق بات کی گواہی دیں۔"

بنابرایں اللہ نے لوگوں کی گواہی کی صحت کو قبول نہیں کیا مگر ان کے علم و معرفت کے بعد۔ پس اسی طرح حضرت مہدی قائم علیہ السلام پر ایمان لانے والے

کا ایمان اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا جب تک وہ آپؑ کے متعلق اور آپ کی غیبت کے بارے میں جاننے والا نہ ہو۔ اور وہ یہ کہ آئمہ علیہم السلام نے آپؑ کی غیبت کی خبر دی ہے اور ان سے منقول روایات میں اس غیبت کے واقع ہونے کو اپنے شیعوں سے بیان فرمایا ہے اور یہ چیزیں کتابوں میں محفوظ ہوگئیں اور کم و بیش غیبت کے واقع ہونے سے دو سو سال قبل کی تالیف شدہ کتابوں میں ثبت وتحریر ہوگئیں۔ آئمہ کے پیروؤں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس نے اپنی کتابوں اور روایات میں اس کا تذکرہ نہ کیا ہو اور اپنی تصنیفات میں اس کو ثبت نہ کیا ہو۔ اور یہ وہ کتابیں ہیں جو شیعان آل محمدؐ کے نزدیک اصول کے نام سے پہچانی جاتی ہیں اور جو غیبت سے مذکورہ عرصہ سے قبل مدون اور محفوظ کرلی گئی ہیں۔ اور میں نے غیبت کے بارے میں مستند روایات میں سے، جو میرے علم میں آتی تھیں، کو اس کتاب میں اپنے اپنے مقام پر ذکر کیا ہے۔ اب ان کتابوں کے مؤلفین کی حالت دو صورتوں سے خالی نہیں ہے یا تو اس وقت جو غیبت واقع ہوئی اس کے بارے میں وہ قبل از وقت از خود جان گئے اور اس کو اپنی تصنیفات میں اور کتابوں میں لکھ ڈالا جو کہ اصل عقل وعلم کے نزدیک ناممکن چیز ہے۔ یا انہوں نے اپنی کتابوں میں ایک جھوٹی پیش گوئی کی بنیاد ڈالی اور پھر اچانک ان کی اس جھوٹی پیش گوئی نے بعینہ حقیقت کا جامہ پہن لیا اور جو کچھ ان سب نے ایک دوسرے سے دور ہونے، نظریات سے مختلف ہونے اور ملکوں کے الگ الگ ہونے کے باوجود گھڑ لیا تھا وہ وقوع پذیر ہوا۔ یہ صورت بھی پہلی صورت کی طرح بالکل محال ہے۔ بنابرایں اس بارے میں اس کے سوا کوئی صورت باقی نہیں رہتی کہ ان مؤلفین نے اپنے آئمہ جو رسول خدا کی وصیت کے محافظ ہیں سے غیب کے تذکرے اور اس کے ایک مقام

کے بعد دوسرے مقام اور دیگر مقامات پر وقوع پذیر ہونے کو جس طرح اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہے اور اپنے اصول میں ترتیب وتالیف دی ہے، اخذ کیا اور اس کو محفوظ کرلیا۔ پس اس طرح اور ان جیسی دلیلوں سے حق غالب آیا اور باطل مٹ گیا باطل کوتو مٹنا ہی ہے۔

اور ہمارے دشمنوں اور مخالفین نے جو گمراہ کن ارادے رکھتے ہیں حضرت قائم امامؑ کی غیبت کے بارے میں حق کو ٹھکرانے اور اس کے ساتھ دشمنی کرنے اور اس کی حقانیت پر مشاہدے کی حد تک دیکھنے والوں کی آنکھوں کے سامنے پردے ڈالنے کا ارادہ کرلیا تا کہ اس طریقہ سے حقیقت ان لوگوں پر مشتبہ ہو جائے جن کی اس بارے میں معرفت مضبوط نہیں اور بصیرت مستحکم نہیں۔

غیبت کا اثبات اوراس کی حکمت

پس کہوں گا اور توفیق اللہ کی جانب سے ہے۔ جو غیبت ہمارے امام زمانہؑ کے لئے واقع ہوئی اس کی حکمت اور مصلحت ثابت' اس کی حقانیت آشکار اور اس کی دلیل غالب ہے۔ کیونکہ ہم اللہ عزوجل کی حکمت کے آثار اور اس کی تدبیر کی صحت کو گزشتہ زمانے میں اس کی سابقہ حجتوں کے رہبران گمراہی کے بارے میں دیکھا ہے اور جان لیا ہے کہ خالی زمانوں میں سرکش لوگ ابھرتے ہیں اور فرعون صفتوں کو غلبہ ملتا ہے۔ بالکل ویسا ہی جیسا کہ ہمارے زمانے میں ہے کہ رہبران کفر' جھوٹ' ظلم اور بہتان کے ذریعہ غالب ہیں اور وہ اس طرح کہ ہمارے مخالفین نے ہم سے امام زمانہؑ کے وجود کے بارے میں دوسرے گزشتہ آئمہؑ کی مانند دلیل کا مطالبہ کیاہے۔ وہ کہتے ہیں: ''تمہارے بقول ہمارے نبیؐ کی وفات کے بعد گیارہ امامؑ گزرے ہیں جن میں سے ہرایک موجود تھے اوراپنے نام اورذات سے خاص وعام

میں پہچانے جاتے تھے ۔ اور اگر وہ اس طرح نہ ہوں تو اس صورت میں تمہارے گزشتہ زمانے کے آئمہ میں تمہاری دلیل اور تمہارا عقیدہ باطل ہے۔ جس طرح تمہارے اس زمانے کے امام کے بارے میں ہے کہ وہ موجود نہیں ہیں اور ان کا وجود ثابت کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ اس کے جواب میں میں یہ کہوں گا اور سب توفیق صرف اللہ کی جانب سے ہے۔ ہمارے مخالفین ہر زمانے میں گمراہ رہنماؤں کی باطل ادوار حکومت میں خدا کی حجتوں کے بارے میں اللہ کی حکمت کے آثار کو نہیں جانتے اور حق کے موارد اور سیدھے راستے سے غافل ہیں کیونکہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ باطل کی حکمرانی کے دوران اللہ کی حجتوں کا اپنے اپنے مقام میں ظہور کرنا ممکنہ صورت میں اور اہل زمان کی مصلحت کے مطابق انجام پاتا ہے۔ پس بنابرایں حجت خدا کا خاص وعام کے درمیان موجود ہونا اولیاء کی تدبیر ہے ۔ پس اگر حالات دوستداروں کی کارسازی کے لئے حجت خدا کے عوام وخواص کے درمیان موجود رہنے کے لئے ساز گار ہوں تو اس صورت میں حجت کا ظہور لازمی ہوگا ۔ اور اگر دوستداروں کے امور کو چلانے کے لئے حجت خدا کا خواص وعوام میں موجود ہونا ممکن نہ ہو اور اس کا مخفی رہنا حکمت کے لوازمات میں سے ہو اور تدبیر کا تقاضا ہو تو اللہ تعالیٰ معینہ مدت کے آنے تک اس کو مخفی رکھے گا۔ جیسا کہ ہم نے اللہ کی حجتوں حضرت آدم علیہ السلام کی وفات سے لے کر موجودہ دور تک میں دیکھا ہے۔ ان میں سے بعض مخفی اور بعض ظاہر تھے ۔ اس سلسلے میں روایات نقل ہو چکی ہیں اور کتاب خدا نے بھی ہمیں بتایا ہے۔

بیان کیا مجھ سے اس بارے میں میرے والدؒ نے ، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا سعد بن عبداللہ نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا احمد بن محمد بن

محمد بن خالد البرقی نے، روایت کرتے ہوئے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے، انہوں نے اسحاق بن جریر سے، انہوں نے عبدالحمید ابن ابی دیلم سے انہوں نے کہا کہ امام جعفر بن محمد الصادق ؑ نے فرمایا: "اے عبدالحمید! اللہ کے کچھ رسول اعلانیہ اور ظاہر ہیں اور کچھ رسول مخفی اور پنہاں ہیں۔ پس جب بھی تم اس سے ظاہر رسول کے حق کا واسطہ دے کر سوال کرو تو اس سے مخفی اور پنہاں رسولوں کے حق کا بھی واسطہ دے کر سوال کیا کرو۔

اور کتاب خدا سے اس کی تصدیق ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَرُسُلاً قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلاً لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ہ (سورہ نساء آیت ۱۶۴)

"اور کچھ رسول وہ ہیں جن کی سرگزشت ہم نے پہلے تمہیں بتادی
اور کچھ رسول ایسے بھی ہیں جن کی داستان ہم نے تمہیں نہیں بتائی
اور اللہ نے موسیٰ ؑ سے تکلم کیا جس طرح تکلم کرنے کا حق ہے"

حضرت آدم ؑ سے حضرت ابراہیم ؑ کے ظہور کے وقت تک اللہ کی حجتیں اسی طرح سے وصیوں کی صورت میں ظاہر اور پوشیدہ رہیں اور جب حضرت ابراہیم ؑ کے وجود کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو پوشیدہ رکھا اور ان کی ولادت کو پنہاں کردیا۔ کیونکہ ان کے زمانے میں حجت کے ظہور کے امکانات نہیں تھے۔ اور حضرت ابراہیم ؑ نے نمرود کی بادشاہت میں اپنے کام کو چھپائے رکھا اور اپنی ذات کو ظاہر نہیں کیا۔ اور نمرود حضرت ابراہیم ؑ کی تلاش میں رعیت اور اہل مملکت کے نوزائیدہ بچوں کو قتل کیا کرتا تھا، یہاں تک کہ حضرت ابراہیم ؑ نے اپنے آپ کو ظاہر کردیا اور اپنے کام کو اعلانیہ شروع کیا اور یہ اس وقت ہوا جب غیبت انتہا کو پہنچی اور [illegible]

اظہار کرنا جس کا انہوں نے اظہار کرنا تھا واجب اور ضروری ہوگیا۔ تا کہ اللہ تعالٰی کی مشیت اور اس کا ارادہ حجت کے اثبات اور تکمیل دین کے سلسلے میں پورا ہوجائے اور جب حضرت ابراہیمؑ کی وفات کا وقت آیا تو ان کے بھی بہت سے وصی تھے جو اللہ عزوجل کی طرف سے اس کی زمین پر حجت تھے، جو وصیت کے وارث تھے یہ بھی کچھ ظاہر اور کچھ پنہاں اور مخفی تھے۔ اور یہ سلسلہ حضرت موسٰیؑ کے وجود کے وقت تک جاری رہا۔ اس وقت فرعون حضرت موسٰی کی تلاش میں بنی اسرائیل کے نوزائیدہ بچوں کو قتل کیا کرتا تھا جن کی کہانی مشہور ہوگئی تھی اوران کے آنے کی خبر پھیل گئی تھی۔ پس اللہ تعالٰی نے ان کی پیدائش کو مستور رکھا۔ اس کے بعد ان کی والدہ نے انہیں دریا کے حوالے کردیا جیسا کہ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں اس کی خبر دی ہے:

فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ (سورہ قصص آیت ۸)

''پھر فرعون کے لوگوں نے انہیں اٹھالیا''

اور موسٰی فرعون کے دامن میں ہی پرورش پارہے تھے اور فرعون ان کو پہچانتا نہیں تھا۔ اور دوسری طرف فرعون انہی کی تلاش میں بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کراتا تھا۔ اور اس کے بعد انہوں نے اپنی دعوت کا اظہار کردیا۔ اور اپنے آپ کو متعارف کرایا۔ اور اس کی سرگزشت وہی ہے جو اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں بیان کی ہے اور جب حضرت موسٰی کی وفات کا وقت آگیا تو ان کے بھی بہت سے وصی تھے جو اللہ عزوجل کی حجت تھے۔ کچھ ظاہر اور کچھ پنہاں و مخفی، اور یہ سلسلہ حضرت عیسٰیؑ کے وقت ظہور تک جاری رہا۔

جبکہ حضرت عیسٰی اپنی پیدائش کے وقت ہی ظاہر اور آشکار ہوگئے۔ انہوں

نے اپنی ذات کو مخفی نہیں رکھا کیونکہ ان کا زمانہ ہی ایسا تھا کہ اس زمانہ میں حجت کے اسی انداز میں ظاہر ہونے کے امکانات موجود تھے۔

ان کے بعد ان کے بھی اوصیاء تھے جو اللہ کی حجت تھے۔ اسی طرح اعلانیہ اورمخفیانہ طور پر ہمارے نبیؐ کے وقت ظہور تک موجود رہے۔ اللہ عزوجل قرآن کریم میں اپنے نبیؐ سے ارشاد فرماتا ہے:

مَایُقَالُ لَکَ اِلَّامَاقَدْ قِیْلَ للرسول من قبلک

(سورہ فصلت آیت ۴۳)

''آپؐ کو وہی کہتے ہیں جو آپؐ سے پہلے سب رسولوں سے کہہ چکے ہیں۔ اور آپؐ سے کچھ نہیں کہا جائے گا مگر وہ جو ہم نے آپؐ سے قبل کے رسولوں کو کہا تھا۔ پھر اللہ عزوجل نے فرمایا:

سُنَّۃَ مَنْ قَدْاَرَ سَلْنَا قَبْلِکَ مِنْ رُّسُلِنَا (سورہ اسراء آیت ۷۷)

''ان کی سنت جنہیں ہم نے آپ سے پہلے بھیجا تھا ہمارے رسولوں میں سے۔''

پس ان باتوں میں سے جو آپ سے کہی گئی تھیں اور آپؐ سے پہلے آنے والے رسولوں کی سنتیں جو آپ کے لئے بھی لازم قرار پائی تھیں کے مطابق میں نے آپؐ کے لئے اوصیاء مقرر کرنے ہیں۔ جس طرح آپؐ سے پہلے آنے والوں کے لئے اوصیاء مقرر کئے گئے تھے۔ بنابرایں رسول خداؐ نے اپنے لئے اوصیاء مقرر کئے اور یہ بھی بتا دیا کہ حضرت مہدی علیہ السلام تمام آئمہ علیہم السلام کے خاتم ہوں گے اور وہ زمین کو قسط و عدل سے بھردیں گے جس طرح یہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ اس کو پوری امت نے آپؐ سے روایت کیا ہے اور یہ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام آپؐ کے ظہور کے وقت نازل ہوں گے اور آپؐ کے پیچھے نماز پڑھیں

گے۔ پس تمام اوصیاء کی پیدائشیں اور مقامات یکے بعد دیگرے حضرت صاحب الزمان علیہ السلام جن کا انتظار قسط و عدل کی خاطر ہو رہا ہے کی ولادت تک محفوظ کر لیے گئے ۔ جس طرح حکمت اور مصلحت کا تقاضا یہ تھا کہ جن حجتوں کا ہم نے ذکر کیا ہے ان کے وجود غائب رہیں۔

اس ملت کے افراد کے خاص و عام میں یہ بات مشہور اور مسلمہ ہے کہ ہمارے امام زمانہ علیہ السلام کے والد حضرت امام حسن ابن علی علیہما السلام کے زمانے کا طاغوت آپ کی وفات تک آپؑ کی سخت نگرانی کر رہا تھا۔ اور جب آپ علیہ السلام وفات پاگئے تو آپؑ کے متعلقین اور اہل خانہ کی نگرانی کی جانے لگی ۔ اور ان کے مقربین کو قید کر دیا گیا اور آپؑ کے نومولود (امام زمانہؑ) کی سخت تلاش کی جانے لگی ۔ اور آپ کے موکلوں اور نگرانی کرنے والوں میں سے ایک آپؑ کا چچا جعفر (کذاب) تھا جو آپؑ کے والد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا بھائی تھا۔ جس نے اپنے لئے امامت کا دعویٰ کر دیا تھا ۔ اور یہ امید کرتا تھا کہ امامت کے لئے اس کی آرزو اس کے بھتیجے حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی موجودگی میں پوری ہو جائے ۔ اس بناء پر آپؑ کی غیبت میں بھی وہی سنت جاری ہوگئی جو سنتیں ان حجتہائے خدا کے بارے میں جاری ہوئی تھیں۔ جن کا ہم نے ذکر کیا اور آپؑ کی غیبت میں وہی حکمت پوشیدہ ہے جو ان کی غیبت میں پوشیدہ تھی ۔

حرف اختصار

کمال الدین و تمام النعمہ کا مقدمہ دیگر قدیم کتب کی طرح اس قدر طویل ہے کہ دور حاضر میں صرف مقدمہ ہی کتابی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ ہم نے تقریباً ایک تہائی مقدمہ شامل انتخاب کیا جبکہ بقیہ دو تہائی سے زائد کو یکسر نظر انداز کر دینے کے بجائے اس کا مختصر سا تعارف ضروری جانا ہے۔ اگر حضرت ناشر کے حکم کے مطابق اس کی تلخیص کی جاتی تو وہ بھی شامل کردہ حصہ (۱/۳) کے برابر ہوتی کیونکہ تلخیص میں وہ تمام موضوعات اور نکات پیش کرنا ہوتے ہیں جو اصل متن میں موجود ہوں اور کسی مفہوم یا مطلب سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ ہم نے اختصار کا راستہ اپنایا ہے۔ بعد ازاں شامل کتاب روایات کے طویل سلسلۂ اسناد کے معاملے میں بھی حسب ضرورت یہی طریقۂ کار استعمال کیا جائے گا۔ جب کہ معمرین کی روایات اور قدیم قصوں کہانیوں وغیرہ سے یکسر اجتناب کیا ہے۔ فاضل مؤلف نے خود بھی انہیں غیبت امام مہدیؑ کے اثبات میں غیر اہم جانا ہے اور ان کا اندراج محض بر سبیل تذکرہ کیا ہے۔

آمد برسر مطلب بقیہ مقدمہ میں مخالفین و منکرین غیبت خصوصاً زیدیہ، کیسانیہ، واقفیہ وغیرہ کے بے شمار اعتراضات اور مؤلف کی طرف سے ان کے

جوابات (برائے اثبات غ... مہدیؑ مع ولادت ، امامت، ظہور اور دیگر آئمہ کے اثبات امامت ... بارے میں) موجود ہیں۔

علاوہ ... کتاب میں ابن بشار کے اعتراضات اور اس کو ابو جعفررازی کے جوابات اور رکن الدولہ کے دربار میں مؤلف کا ایک ملحد سے (طویل) مناظرہ درج ہے۔ مناظرہ سے قبل ایک عنوان "عترت میں سے امام غائبؑ کے وجود پر استدلال جو ظاہر ہوگا اور زمین کو عدل سے بھر دے گا" درج ہے، اسے من وعن شامل انتخاب کیا ہے۔ جبکہ مناظرہ کو کاملتاً چھوڑ دیا ہے۔ اعتراضات اور ان کے جوابات کا مختصر تذکرہ آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

مظہر عباس عُفی عنہ

بقیہ مقدمہ کا ماحصل

اعتراض

ہمارے مخالفین اعتراض کرتے ہیں کہ ان چیزوں کو تم آئمہ کے لیے کیوں ضروری سمجھتے ہو جو انبیاء کے لیے ضروری ہیں جبکہ انبیاءؑ سے آئمہؑ کو تشبیہ دینا ہرگز ثابت نہیں۔

جواب اعتراض:

جس طرح انبیاءؑ بندگان خدا پر حجت ہیں بالکل اسی طرح آئمہؑ حجت ہیں۔ ارشاد رب العزت ہے:

"اطاعت کرو خدا کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں صاحبان امر ہیں"

اگرچہ رسول خدا آئمہؑ سے افضل ہیں مگر حجت ہونے میں نام، کام، اور فرض میں ایک جیسے ہیں۔ (سورہ نساء: ۵۹) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بعض رسولوں کو آئمہ کا نام دیا ہے۔ مزید برآں انبیاءؑ اور آئمہؑ میں شباہت کی دلیل یہ بھی ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "اور تمہارے لیے رسول اللہ (کی زندگی) میں بہترین نمونہ

ہے“(سورہ احزاب آیت ۲۱)

جبکہ ارشاد نبوی ہے:

”علیؑ کی منزلت مجھ سے وہی ہے جو ہارون کو موسیٰ سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے“

علیؑ نبی نہیں تھے مگر رسول خدا نے انہیں ہارون نبیؑ سے تشبیہ دی ہے اور بروایت عبداللہ بن عباسؓ رسول خدا نے فرمایا: جو شخص آدمؑ کو ان کے علم میں، نوحؑ کو ان کی صلح جوئی میں، ابراہیمؑ کو ان کے حلم میں، موسیٰؑ کو ان کی ذہانت میں اور داؤدؑ کو ان کے زہد میں دیکھنا چاہتا ہے تو وہ اس (علیؑ) کی طرف دیکھ لے۔ ہمارے امام زمانہؑ کی غیبت، حضرت موسیٰ اور دوسرے انبیاءؑ جن کی غیبت ہوئی، سے مشابہ ہے اور ہمارے امامؑ کی غیبت طاغوت کے خوف کے سبب ہے۔ رسول خدا سے پہلے آنے والے تمام انبیاء کے اوصیاء تھے اور رسول خدا نے اپنے بعد میں آنے والے اوصیاء کو انہی انبیاء کے اوصیاء سے مشابہ قرار دیا ہے اور اس مشابہت کی خبر بھی دی ہے۔ حضرت موسیٰؑ کے وصی یوشع بن نون کا حضرت موسیٰ کی زوجہ صفرا بنت شعیب سے جو واقع ہوا وہی امیر المومنینؑ کا عائشہ بنت ابی بکر سے ہوا۔ انبیاءؑ کی تغسیل (غسل دینا) ان کے اوصیاء پر واجب ہے چنانچہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا مجھے علیؑ ابن ابی طالبؑ غسل دیں گے۔ پس انبیاء اور آئمہ میں اسم وصفت اور مدح وعمل میں مشابہت ثابت ہو چکی ہے۔

اعتراض

حضرت موسیٰ نے جب تک اپنی دعوت کا اظہار نہیں کیا ان کی پیروی کسی پر لازم نہ تھی۔ لہٰذا تمہارے امامؑ کی غیبت کا حضرت موسیٰ کی غیبت سے اثبات نہیں

کیا جاسکتا جب تک کہ وہ اپنی دعوت کا اظہار نہ کریں اور اپنے نفس اور ذات کومتعارف نہ کروائیں۔

جواب اعتراض:

ہمارے مخالفین اس بات سے غافل ہیں کہ اللہ کی حجتوں کا بحالت ظہور یا غیبت حجت قرار پانا کس طرح لازم آتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: کیا یہ لوگ قرآن میں تدبر اور سوچ بچار نہیں کرتے (سورہ محمد آیت ۲۴) اور ایک دن موسیٰ شہر میں ایسے وقت میں آئے کہ وہاں کے لوگ نیند کی غفلت میں پڑے ہوئے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ دو آدمی آپس میں لڑ رہے ہیں۔ ''ایک تو ان کے پیروؤں میں سے تھا اور دوسرا ان کے دشمنوں میں سے'' (سورہ قصص: ۱۲۹) پس اللہ نے ہمیں بتا دیا کہ موسیٰ کے کچھ پیرو اس سے پہلے بھی تھے کہ جب آپ نے نبوت کا اظہار کیا۔ دو آدمیوں کے لڑنے کا واقعہ تب کا ہے جب حضرت موسیٰ حضرت شعیبؑ کے پاس نہیں گئے تھے۔ آپؑ نے جبکہ اعلان نبوت کا دعویٰ اس وقت کیا۔ جب حضرت شعیبؑ کے پاس سے ہو کر مع اپنے اہل و عیال کے برسوں بعد واپس وطن آئے تھے۔ اسی طرح حضرت عبدالمطلبؑ، ابوطالبؑ، سلمان فارسیؓ، قیس بن ساعدہ ایادی، تبع الملک، بحیرہ راہب وغیرہ نے ہمارے نبی کو اعلان نبوت بلکہ ولادت سے قبل ہی اسم، نسب اور اوصاف سے پہچان لیا تھا۔ اسی کے مثل امام زمانہؑ کا معاملہ ہے کہ آپ کے مومن دوستوں اور اہل علم و معرفت نے آپ کے وقت اور زمانہ کو یاد رکھا اور آپ کی علامتوں کو پہچانا۔ یہ لوگ آپ پر کامل یقین رکھتے ہیں خواہ آپؑ غیبت میں ہوں یا ظاہر۔ امام جعفر صادقؑ نے قرآن مجید کی اس آیت ''ایک دن ایسا آئے گا جس میں تمہارے رب کی نشانیاں آئیں گی تو کسی نفس کو اس کا ایمان

فائدہ نہیں پہنچائے گا جو اس سے قبل ایمان نہ لے آیا ہو" کے بارے میں فرمایا کہ وہ نشانیاں (ہم) آئمہ ہیں اور جس آیت اور نشانی کا انتظار کیا جارہا ہے وہ آئمہ مہدی علیہ السلام ہیں۔ پس جب وہ قیام فرمائیں گے تو کسی نفس کا اس وقت ایمان لانا قبول نہیں ہوگا۔ جو آپ کی تلوار کے ساتھ قیام کرنے سے پہلے ایمان نہ لایا ہو۔ چاہے آپ سے پہلے آپ کے آبائے طاہرین علیہم السلام پر ایمان کیوں نہ رکھتا ہو۔ اکثر لوگ غیبت کے بارے میں غلطی کا شکار ہوئے۔ حضرت عمر نے حضورؐ کی وفات پر قسم کھا کر آپؐ کی غیبت کا اظہار کیا مگر حضرت ابوبکر نے انہیں سمجھایا اور سورہ زمر کی آیت :۳۰ سے استدلال کیا: "اے محمدؐ! تم بھی مرجاؤ گے اور وہ بھی مر جائیں گے"

کیسانیہ فرقہ:

اس فرقے کے لوگ غیبت کے بارے میں گمراہ ہوگئے تھے اور انہوں نے محمد بن حنفیہ کی غیبت کا دعویٰ کر ڈالا۔ اس فرقہ کے شاعر سید محمد بن حمیری نے محمد بن حنفیہ کی غیبت کے بارے میں متعدد اشعار کہے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ صاحبان امر چار ہیں ۔ حضرت علیؑ اور ان کے تینوں فرزند حسنؑ ، حسینؑ ، محمدؒ ، وہی ہمارے لیے اوصیاء ہیں۔ ان میں سے ایک (حسنؑ) مجسمہ ایمان اور نیکی تھے۔ دوسرے حسینؑ جو کربلا میں شہید ہوئے۔ اور ایک سبط وہ (محمد بن حنفیہ) ہے جو موت کا ذائقہ نہیں چکھے گا۔ وہ غائب ہوگا اور ایک زمانے تک ہمیں دکھائی نہیں دے گا۔ وہ رضویٰ پر مقیم ہیں اور اگر وہ عمر نوحؑ کے برابر عرصہ بھی ہم میں سے غائب رہیں تو پھر بھی ہم ان کی واپسی سے مایوس نہیں ہوں گے۔ کیونکہ خولہ کے بیٹے نے موت کا مزا نہیں چکھا اور نہ ہی زمین نے ان کی ہڈیوں کو چھپایا ہے۔ سید موصوف غیبت کے بارے

اپنے ان عقائد سے اس وقت تائب ہوئے جب امام جعفر صادقؑ سے ان کی ملاقات ہوئی اور ان میں امامت و وصایت کی نشانیوں کو پایا۔ امام نے انہیں محمد بن حنفیہ کی موت کی خبر دی اور اپنے والد بزرگوار (امام محمد باقرؑ) کو ان کی تدفین کا گواہ بتایا۔ شاعر سید محمد بن حمیری (جنہیں امام جعفر صادق ہی نے سید کا خطاب دیا تھا) نے امامؑ کے سامنے اپنے عقیدہ سے توبہ کی اور اس توبہ پر مبنی ایک قصیدہ کہہ ڈالا جس کا آغاز کچھ یوں ہے: جب میں نے دیکھا کہ لوگ دین کے سلسلے میں گمراہ ہو رہے ہیں تو میں اللہ کے نام کے ساتھ جعفری بننے والوں کے ساتھ جعفری بن گیا۔

نوودسی فرقہ:

ناودسی فرقہ بھی غیبت کے معاطے میں غلطی کا مرتکب ہوا۔ اگرچہ ایک حجت خدا پر غیبت کا واقع ہونا ان پر ثابت ہو چکا تھا لیکن مورد کے بارے میں جہالت اور نادانی کی بنا پر وہ امام جعفر صادقؑ کے متعلق یہ اعتقاد رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کو امام صادقؑ کی وفات اور امام کاظمؑ کے امر امامت سنبھالنے کے ساتھ ہی باطل ثابت کر دیا۔

واقفی فرقہ:

واقفی فرقے نے امام موسیٰ کاظم کے بارے میں غیبت کا دعویٰ کر دیا مگر اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی وفات اور آپؑ کے روضہء مبارک کے مقام کو ظاہر کر کے اور آپؑ کے بعد حضرت علی بن موسیٰ الرضا نے امر امامت سنبھالنے، امامت کی نشانیوں کو ظاہر کرنے نیز اپنے آبائے طاہرینؑ سے نص اور صحیح روایات کے ذریعے واقفیہ کے اس قول کو باطل ثابت کر دیا۔

واقفیہ فرقہ نے بعد ازاں امام حسن عسکریؑ کی غیبت کے بارے میں بھی دعویٰ کیا اور یہ اس لیے تھا کہ غیبت کا معاملہ ان کے نزدیک صحیح تھا۔ لیکن مورد کے بارے میں وہ نادانی کر گئے اور آپؑ ہی کو مہدی قائمؑ سمجھتے رہے۔ پس جب آپؑ کی وفات ثابت ہوگئی تو آپ کے بارے میں بھی ان کا نظریہ باطل ہوگیا اور اس کتاب میں مذکور صحیح روایات سے ثابت ہوگیا کہ غیبت آپ کے فرزند کے ذریعے واقع ہوئی ہے نہ کہ آپؑ کے ذریعے۔

مروی ہے کہ اس امر (غیبت) کا مالک وہی ہے جس کی ولادت لوگوں پر مخفی اور پوشیدہ ہوگی اور وہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہوں گے تاکہ جب وہ ظہور کریں تو ان کی گردن پر کسی کی بیعت نہ ہو اور یہ وہی ہیں جن کی وراثت تقسیم ہوگی جبکہ وہ خود زندہ ہوں گے........... پس جب غیبت کے واقع ہونے میں محمد بن حنفیہ امام جعفر صادقؑ، امام موسیٰ کاظمؑ اور امام حسن عسکریؑ کے بارے میں کیا گیا دعویٰ غلط اور باطل ثابت ہوا۔ اور وہ اس طرح کہ ان کی وفات کا وقوع پایہ ثبوت کو پہنچا تو ثابت ہوا کہ یہ غیبت ان پر واقع ہوئی ہے جن کے بارے میں پیغمبرؐ اور گیارہ آئمہؑ نے نص اور صراحت کے ساتھ بتایا ہے۔ اور وہ حجت ابن الحسن بن علی بن محمد علیہم السلام ہیں۔ جن کے بارے میں اس کتاب (کمال الدین......) میں روایات سند کے ساتھ مخصوص ابواب میں مذکور ہیں۔ چنانچہ اگر کوئی سابقہ گیارہ اماموں کا قائل ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ ان نصوص کے سبب بارہویں امام کی امامت کا بھی قائل ہو جائے اور ان کی غیبت کا بھی۔ اور اگر کوئی ان گیارہ اماموں کا ماننے والا نہیں ہے تو ہمارے لیے ضروری نہیں ہے کہ ہم بارہویں امام کے بارے میں اس کو کوئی جواب دیں بلکہ اس کے اور ہمارے درمیان آپؑ کے گیارہ آباء (آئمہؑ) کی

امامت کو ثابت کرنے کے بارے میں بحث ہوگی۔ یہ ایسے ہی جیسے کوئی یہودی ہم سے پوچھے کہ ظہر، عصر اور عشاء کی نماز چار چار رکعت جبکہ فجر کی دو رکعت اور مغرب کی تین رکعت (فرض) کیوں ہے؟ تو اس کو جواب دینے کے بجائے ہم کہیں گے کہ تم اس نبی کی نبوت ہی کے منکر ہو جس نے یہ تعداد رکعات ہم کو بتائی ہے۔ پس پہلے تم اس کی نبوت کے بارے میں بات کرو۔ کیونکہ نبوت ثابت نہیں ہوگی تو یہ نمازیں بھی ثابت نہیں ہوں گی۔ اور نبوت ثابت ہوگئی تو تمہیں ان نمازوں کے اسی تعداد رکعات کے ساتھ فرض ہونے کا اقرار کرنا پڑے گا۔ خواہ تم پر اس بارے میں کسی علت کو جانو یا نہ جانو۔

(پہلا) اعتراض:

غیبت تمہارے زمانے کے امام کے لیے کیوں واقع ہوئی ہے اور ان کے آباء کے لیے کیوں واقع نہ ہوئی حالانکہ ان کا زمانہ آج کے زمانے سے زیادہ ظلم و دہشت کا زمانہ تھا اور آج کے شیعوں کے حالات عہد بنی امیہ سے بہتر ہیں۔؟

جواب اعتراض:

حجتوں کا ظہور اور پوشیدہ ہونا حکمت الٰہی کے مطابق ہے اور صاحبان تمیز ورائے یہ بھی جانتے ہیں کہ آج کے حالات بھی شیعہ قوم کے لیے پہلے زمانوں ہی جیسے ہیں بلکہ زیادہ شدید اور سخت ہیں۔ دوسرے یہ کہ ہر زمانے کے آئمہ اپنے ماننے والوں کو یہ بتاتے رہتے تھے کہ صاحب السیف بارہواں امام ہے اور دشمنوں تک بھی یہ خبر پہنچی ہوئی تھی کیونکہ لوگ اس بات کو نشر کرتے اور پھیلاتے رہے تھے۔ نیز مخالفین آئمہ اطہارؑ کے علم و فضل اور منزلت سے متاثر بھی تھے اور ان کو نقصان

پہنچانے میں عجلت سے باز رہتے تھے۔ اور ارشاد رب العزت ہے: اور یقیناً ان میں سے اکثر کی سرکشی اور عجلت میں اضافہ کرے گی وہ چیز جو تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل ہو چکی ہے۔ پس کافروں کی جماعت پر افسوس نہ کرنا (سورۂ مائدہ:۶۸)

یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ فرعون کا بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کرنا اس بنیاد پر تھا کہ ان کے پیروؤں سے یہ بات ظاہر ہوگئی تھی اور پھیل گئی تھی کہ موسیٰ ان میں سے ہوں گے اسی طرح قبل ازیں حضرت ابراہیمؑ کی تلاش میں نمرود کا بچوں کو قتل کرانا بھی اسی بنیاد پر تھا کہ ان کے پیروؤں میں ان کی پیدائش کی خبر پھیل گئی تھی کہ نمرود اور اس کے اہل مملکت اور دین (نمرودیت) انہی کے ہاتھوں نابود ہوں گے۔ چنانچہ حضرت امام حسن عسکری کی وفات اور اپنے فرزند اور اہل عیال کو چھوڑ جانے کے بعد تدبیر کا تقاضا یہی تھا کہ غیبت کی مدت طویل تر ہو جائے۔ اس طرح ایک بہت بڑے فتنے کا سدباب ہوگیا۔

دوسرا اعتراض

اگر وقت کا امام اپنی امامت کا دعویٰ کرتا ہے تو ہم اس کی طرف جائیں گے اور ان سے دین کے راستوں کے بارے میں سوال کریں گے۔ اگر وہ ہمیں جواب دیں اور امامت کا دعویٰ بھی کریں تو ہم جان لیں گے کہ وہ امام ہیں اور اگر وہ امامت کا دعویٰ نہیں کرتے اور ہمارے سوالوں کا جواب بھی نہیں دیتے تو وہ اور دوسرے لوگ جو امام نہیں ہیں ایک برابر ہوں گے۔

جواب اعتراض:

ہمارے زمانے کے سچے اور صادق امامؑ کے بارے میں ان سے پہلے

گزرنے والوں (آئمہ اور خود نبی اکرمؐ نے) اشارہ کیا ہے اور انہیں اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ اس بات کا خود دعویٰ کریں کہ وہ امام ہیں، مگر یہ کہ وہ اس بات کو یاددھانی اور تاکید کے لیے کہیں۔ لیکن اس طرح دعویٰ کریں کہ اس کے بعد انہیں دلیل لانے کی ضرورت پڑے تو ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ ان سے قبل کے صدق گو آئمہ نے ان پر نص کی ہے اور ان کے امر کو روشن اور واضح کر دیا ہے اور انہیں دعویٰ کرنے کی ضرورت سے بے نیاز کر دیا ہے۔ اس کی ایک اور دلیل یہ بھی ہے کہ جب رسول اکرمؐ غار میں چھپے ہوئے تھے تو لوگ اگر انہیں دین کے بارے میں پوچھنا چاہتے تو کیا وہ ان سے ملاقات کر سکتے تھے اور کیا وہ ان تک پہنچ جاتے یا نہیں؟؟۔ اگر لوگوں کا پہنچنا ممکن تھا تو حضورؐ کا غار میں روپوش ہونا غلط اور باطل ثابت ہوگا اور اگر لوگ وہاں تک نہیں پہنچ سکتے تو تمہاری بیان کردہ وجہ اور دلیل کی بنا پر ان کا ہونا اور نہ ہونا اس دنیا کے لیے برابر ہے۔ نبی اکرمؐ غار میں پوشیدہ رہے لیکن ان کی نبوت میں کوئی کمی نہیں آئی۔ اس طرح امام کے بارے میں بھی ہے کہ وہ امام ہیں اگرچہ اپنی امامت کو ان لوگوں سے چھپا رہے ہیں جن سے انہیں اپنی زندگی اور نفس کے متعلق خوف لاحق ہے۔ چنانچہ اگر وہ یہ کہیں کہ میں امام نہیں ہوں اور اپنے دشمنوں کو ان کے سوالوں کا جواب نہ دیں تو ان کی امامت (تب بھی) زائل نہیں ہوتی کیونکہ وہ اپنے نفس کے بارے میں خوفزدہ ہیں۔ اسی خوف کے سبب بعض صحابہ نے اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھا۔ ان سے جب پوچھا جاتا تھا کہ کیا تم مسلمان ہو تو وہ کہتے کہ نہیں۔ تو یہ بات ان کو دائرہ اسلام سے خارج ہرگز نہیں کرتی تھی۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ عام مسلمان اور امام میں فرق ہے کیونکہ عام مسلمان کو تعلیم دینے اور حدود نافذ کرنے کے لیے قرار نہیں دیا گیا۔ تو اس کا جواب

یہ ہے کہ امام زمانہؑ اپنے آباء کے ذریعے منصوب کئے گئے ہیں بطور صادق امام ان کی منزلت اور مقام بتائے جاچکے ہیں۔ وہ صرف اپنے قتل کے خوف سے اپنے دشمنوں کے سامنے اس بات کا اقرار نہیں کریں گے، نہ کہ تمام مخلوق کے سامنے۔ یہاں اعتراض کیاجاسکتا ہے کہ کیا نبی بھی امام کی طرح اپنی نبوت کا انکار(دشمنوں کے خوف کے سبب) کرسکتے ہیں؟ تو اہل حق میں سے ایک گروہ نبیؐ اور امامؑ کے درمیان کچھ فرق کا قائل ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبیؐ اپنی رسالت کی طرف دعوت دینے والے اور اسے بذات خود لوگوں کے سامنے واضح کرنے والے ہیں۔ پس اگر وہ اپنی نبوت کا انکار کریں اور تقیہ کریں تو حجت باطل ہو جائے گی اور ان کی طرف سے بیان کرنے والا کوئی اور نہیں ہوگا جبکہ امام کے لیے نبی نے (اعلان امامت اور وضاحت امامت کی) حجت پوری کردی ہے۔ لیکن ہمارا جواب یہ نہیں ہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ جب نبی حکم الہٰی ظاہر کرچکے ہیں اور معجزات دکھا چکے ہیں۔ اور رسالت پہنچا چکے ہیں تو ان کا حکم باطناً ایسا ہی ہے جیسا کہ امام کا حکم۔ لیکن ان باتوں سے پہلے ایسا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ صلح حدیبیہ میں نبی اکرمؐ نے صحیفہء صلح سے اپنا نام مٹا دیا تھا کہ جب سہل بن عمرو اور حفص بن الاحنف نے آپ کی نبوت کا انکار کر دیا۔ اور علی کو حکم دیا کہ اسے مٹاؤ۔ گویا حضور کی مصالحت پر یہ بات اثر انداز نہیں ہوئی کیونکہ اس سے قبل محکم دلائل ثابت ہو چکے تھے۔ اسی طرح اللہ رب العزت نے جناب عمار کے عذر کو قبول کیا جب مشرکین سے قتل ہو جانے کے خوف سے انہیں رسول اکرمؐ پر سب دشتم کرنا پڑی۔ جب آپ واپس لوٹے تو حضور نے فرمایا: اے عمار! تم کامیاب اور رستگار ہو چکے ہو؟ عرض کیا میں رستگار نہیں ہوا کیونکہ میں نے آپ پر سب کی ہے۔ حضور نے فرمایا: کیا اس وقت تمہارا دل ایمان پر مطمئن نہیں

تھا۔ عرض کیا: کیوں نہیں اللہ کے رسول۔ پس آیہء قرآنی نازل ہوئی:

لَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ ٥ (نحل: ١٠٦)

"مگر وہ جس کو مجبور کیا گیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہے۔"

اور یہ میری شریعت کے منافی ہے کہ ایک مقام پر اس کی اجازت دے اور دوسرے مقام پر اس سے منع کرے۔ اور جب امام کے لیے اپنی امامت کا انکار کرنا جائز ہوا تو یہ بھی ان کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی ذات کو پوشیدہ رکھیں۔ حسب ضرورت اگر ایک دن ان کی غیبت جائز ہے تو یہ ایک سال بھی ہوسکتی ہے اور اگر ایک سال جائز ہے تو سو سال بھی اور اس سے زائد عرصہ کے لیے بھی غائب رہنا جائز ہے یہاں تک کہ حکمت ان کے ظہور کی متقاضی ہو۔ امام کی روپوشی اور ظہور رسول خدا کے اللہ سے عہد کے تابع ہے۔ اور اس ضمن میں متعدد روایات موجود ہیں۔ ایک روایت ملاحظہ ہو:

امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آباؤ اجداد کے سلسلہء سند سے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بشارت دینے والا بنا کر بھیجا ہے۔ یقیناً میرے فرزندوں میں سے امام قائمؑ میری جانب سے ایک عہد کی بناء پر غائب ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ اکثر لوگ یہ کہیں گے کہ اللہ کو آل محمدؐ سے کیا کام ہے؟ اور کچھ دوسرے ان کی ولادت کے متعلق شک کریں گے۔ پس جو شخص ان کے زمانہ میں پہنچے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے دین کا دامن تھامے رکھے اور اپنے شک کی بنا پر شیطان کے لیے کوئی راستہ نہ قرار دے۔ نہیں تو وہ اس کو میری ملت اور راہ سے ہٹا دے گا اور میرے دین سے خارج کر دے گا۔.............

ابن بشار کے اعتراضات:

ابوالحسن علی بن احمد بن بشار نے غیبت کے خلاف باتیں کی ہیں اور محمد بن عبدالرحمٰن بن قتیبہ رازی نے اس کو جواب دیا ہے۔ ان اعتراضات کا ماحصل یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو مدعی سے اپنے دعویٰ کی صحت اور درستگی کو ثابت کرنے کا سوال کرتا ہے وہ منصف ہی ہوتا ہے۔ ہم تسلیم کئے لیتے ہیں لیکن اس شرط پر کہ وہ جس کے لیے امامت کا دعویٰ کررہے ہیں اس کا وجود اور ذات ہمیں دکھائیں۔ اس صورت میں ہم ان سے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے بھی نہیں کہیں گے۔ اگر وہ ہمارا مطالبہ پورا کرتے ہیں تو انہوں نے ہماری بات کو باطل قرار دیا لیکن اگر ایسا نہ کرسکے تو ہر اہل باطل سے وہ شخص خودعاجز تر ہے جو اپنا دعویٰ ثابت نہ کرسکے۔ بت پرستوں کا ایک گروہ جن کو ''بد'' کہا جاتا وہ بھی کسی وجود رکھنے والی چیز کے سامنے جھکتے ہیں اگرچہ وہ اہل باطل ہیں لیکن جو لوگ کسی ایسی چیز کے سامنے جھک گئے جس کا وجود ہی نہیں ہے تو وہ یقیناً لابدیہ ہیں اور اہل باطل کی پست ترین قسم ہیں۔

رازی نے ابن بشار کا جواب دیا کہ تمہارا دعویٰ دلیل وبرھان سے خالی ہے اور ہمارے لیے سند ہرگز نہیں ہے۔ الحمد للہ ہمارے پاس وہ ذات ہے جس کی طرف ہم رجوع کرتے ہیں اس کے حکم پر چلتے ہیں اور اس کا حجت ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ قائمؑ کو ہمیں دکھا دو تو کیا ہم انہیں حکم دیں کہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر تمہارے سامنے آجائیں یا پھر انہیں کسی گھر میں بٹھا کر مشرق ومغرب کو ان سے باخبر کریں؟ تم اس گروہ میں سے ہو (ابن بشار) جس کا ہم سے امام حسن عسکریؑ کے بارے میں کچھ اختلاف نہیں ہے۔ کیونکہ اس پر دلیل یہ ہے کہ ہم اور تم اس بات پر اتفاق رائے رکھتے ہیں کہ ابوالحسن (امام علی نقیؑ) کے بیٹوں میں سے کسی

کا ہونا ضروری ہے جس کے ذریعے حجت خدا ثابت ہو جائے۔ اوران دونوں فرزندوں کے علاوہ امام علی نقیؑ کا کوئی وارث نہیں ہے جو حجت ہونے کی اہلیت رکھتا ہو۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ کس بنا پر حجت لازم قرار پاتی ہےتو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ان روایات سے ثابت ہے جو حجت کو لازم قرار دیتی ہیں۔ اوران کی تعداد اور کیفیت ایسی ہے کہ ان کے راویوں پر جھوٹ پر جمع ہو جانے کا الزام اور تہمت رفع ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ امام علی نقیؑ کے بیٹے جعفر کے بارے میں روایات بہت کم ہیں اور ہیں بھی مصنوعہ اور مشکوک انہوں نے یہ روایات خود گھڑی ہیں اور ایک دوسرے سے مل کر یا خط و کتابت سے ایسا کیا جبکہ امام حسن عسکریؑ کے بارے میں روایات کثیر ہیں اور ان کے راوی مختلف علاقوں کے رہنے والے اور مختلف آراء اور نظریات کے حامل ہیں۔ چنانچہ ان کا جھوٹ پر متفق ہونا بعید از قیاس ہے۔ امام حسن عسکریؑ کے حجت ہونے کے بارے میں یہاں ایک روایت درج کی جاتی ہے۔

امام جعفر صادق سے منقول ہے:

آپ نے فرمایا: جب تین نام محمدؐ، علیؑ اور حسنؑ ایک دوسرے کے بعد آجائیں تو چوتھا قائم ہوگا۔" حالانکہ جعفر کے بارے میں روایات میں بیزاری کا اظہار کیا گیا ہے جبکہ ایک امام دوسرے امام سے قطعاً بیزاری کا اظہار نہیں کرتا۔ جعفر فارس بن حاتم لعنۃ اللہ علیہ سے موالات رکھتا تھا۔ جس سے اس کے باپ نے بیزاری اور برات کی تھی۔ اور جعفر نے امام حسن عسکریؑ کی والدہ ماجدہ سے برأت حاصل کرنے میں اس ملعون کی مدد حاصل کی تھی حالانکہ ہم شیعوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ ماں کی موجودگی میں بھائی کو حق ارث نہیں ہے۔ پھر جعفر کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ میں اپنے بھائی محمد کے بعد امام ہوں درحالیکہ وہ اپنے پدر بزرگوار سے پہلے وفات پا گئے تھے۔

تو کس طرح ایسے شخص کی امامت ثابت ہوسکتی ہے۔ کیا محمد اپنے والد ماجد کی موجودگی میں کسی کو اپنا جانشین بنا سکتے تھے؟ اگر وہ خود حجت ہوتے تو خدانخواستہ ان کے والد ماجد کیا تھے۔؟

یہاں یہ بھی اعتراض کیا جاسکتا ہے کہ تم نے کثیر گروہ کو قلیل گروہ پر ترجیح دی تو کیا سلمانؓ، ابوذرؓ، عمارؓ اور مقدادؓ کے قلیل گروہ کی گواہی جو انہوں نے امیر المومنینؑ کے بارے میں دی، دوسرے کے بارے میں گواہی دینے والے کثیر گروہ کی گواہی کے مقابلے میں باطل تھی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ امیر المومنین اور آپؑ کے اصحاب اپنے مخالف کے مقابلہ میں کچھ امور کے ساتھ مختص تھے اور خصوصیات کے حامل تھے۔ اگر تم ایسی ہی خصوصیات کو اپنے لیے ثابت کرو تو ہم تمہیں حق پر مانتے ہیں۔ سب سے پہلی خصوصیت تو یہ ہے کہ خود آپ کے دشمن آپؑ کی پاکیزگی، برتری اور علم کے معترف تھے۔ دوسری خصوصیت یہ کہ حضورؐ نے امیر المومنین علیؑ کی دوستی کو اللہ تعالیٰ کی دوستی اور ان کی دشمنی کو اللہ تعالیٰ سے دشمنی قرار دیا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اصحاب امیر المومنینؑ کے بارے میں دشمن بھی کہتے ہیں کہ وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ اور حضرت ابوذر کے بارے میں حدیث ہے کہ آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر کوئی ایسا صاحب زبان نہیں ہے جو ابوذرؓ سے زیادہ سچا ہو۔" اسی طرح کئی اور خصوصیات ہیں۔

اس کے بعد بعض امامیہ کے ابوجعفر بن قبہ کے نام خط اور چند مسائل کے متعلق ان سے سوال خصوصاً معتزلہ کے امام حسنؑ کی وفات کے بعد کسی کی امامت پر نص قائم نہ ہونے کا تذکرہ ہے۔ لیکن معتزلہ کے پاس اپنے دعویٰ کی کوئی دلیل نہیں

ہے۔(یہ بحث اثبات غیبت کے بارے میں زیادہ اہمیت کی حامل نہیں ہے۔ لہٰذا ہم آگے بڑھتے ہیں)

ابن بشار کے اعتراض کے جوابات کے سلسلے میں بحث در بحث آگے بڑھتے ہوئے معتزلہ کے اعتراضات کے ابوجعفر بن قبہ کی طرف سے دیئے گئے جوابات کے کچھ اہم نکات یہ ہیں۔

☆ جب قائمؑ ظہور فرمائیں گے تو یہ کیسے معلوم ہوگا کہ یہ وہی محمد بن الحسن بن علی علیہم السلام ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عمل ان کے دوستوں کے بیان کرنے سے ممکن ہوگا۔ جن کے بیان کرنے سے حجت واجب ہوجاتی ہے۔ جس طرح آپ کی امامت انہی لوگوں کے بیان کرنے کی بنا پر ہم پر ثابت ہوچکی ہے۔

☆ اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ امام مہدیؑ کوئی ایسا معجزہ ظاہر کردیں جو اس بات پر دلالت کرے کہ آپ ہی مہدیؑ ہیں۔ یہ جواب مخالفین کو پیش کیا جاتا ہے اور اس پر ہم اعتماد کرتے ہیں اگرچہ پہلا جواب بھی درست ہے۔

☆ معتزلہ کا قول ہے کہ شوریٰ کے دن حضرت علیؑ نے اپنے مخالفین کے سامنے معجزہ دکھا کر دلیل کیوں قائم نہیں کی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انبیاء اور خدا کی حجتیں دلائل اور براہین میں سے صرف اسی کو ظاہر کرتے ہیں جو اللہ کے حکم کے مطابق ہو اور جسے اللہ اپنے بندوں کے لیے مفید اور مصلحت آمیز قرار دے۔ پس اگر نبی کریمؐ کے ارشاد اور نص سے ان کے بارے میں دلیل اور حجت قائم ہوجائے تو اس صورت میں وہ معجزات دکھانے سے بے

نیاز اور مستغنی ہیں۔ اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ انبیاءؑ نے کبھی معجزات دکھائے ہیں اور کبھی نہیں۔ مثلاً مشرکین نے حضورؐ سے کہا کہ قصیٰ بن کلاب کو ان کے لیے زندہ کردیں، ان کے شہر سے تہامہ کی پہاڑیوں کو دور کردیں، یا خود آسمان کی طرف پرواز کرکے آسمان کو ان پر ٹکڑے ٹکڑے کرکے گرادیں وغیرہ لیکن آپ نے ان کی ان باتوں کو قبول نہ فرمایا۔ اگرچہ آپ نے اس کے علاوہ کئی معجزات لوگوں کے لیے ظاہر کیے۔

زیدیہ فرقہ کا رد:

امام زمانہ کی غیبت کا قائل ہونا اس بات پر مبنی ہے کہ ہم ان کے آبائے طاہرینؑ کی امامت کے قائل ہو جائیں اور آپ کے آبائے طاہرینؑ کی امامت کا قائل ہونا اس بات پر مبنی ہے کہ ہم حضرت محمدؐ کی تصدیق کریں اور ان کی نبوت و امامت کو مان لیں۔ چونکہ یہ ایک شرعی موضوع ہے اور خالص عقلی موضوع نہیں ہے لہٰذا اسے ہم حکم خداوندی: ''اگر تم کسی چیز میں اختلافات اور جھگڑا کرو تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف پلٹا دو۔ کے مطابق کتاب وسنت پر مبنی گفتگو سے حل کرتے ہیں۔ کتاب وسنت اور عقل ودلیل ایک بات کی درستی کی گواہی دیں تو گفتگو پسندیدہ ہوگی۔

زیدیہ اور امامیہ کے تمام گروہ اس بات پر متفق ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا:

> ''بے شک میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑے جارہا ہوں خدا کی کتاب اور میری عترت اور اہل بیتؑ اور یہ دونوں میرے بعد میرے جانشین ہوں گے۔ اور یہ دونوں ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر میرے پاس وارد ہوں گے۔''

اور فریقین نے اس حدیث کو صحیح اور درست قبول کیا ہے۔ اس بنا پر یہ ماننا

ضروری ہے کہ کتاب کے ساتھ عترت میں سے ایک ایسا فرد ہو جو تنزیل اور تاویل کے بارے میں علم یقین رکھتا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی مراد سے لوگوں کو باخبر کرتا ہو۔ جیسا کہ رسول خدا کرتے ہیں۔ چنانچہ عترت و اہل بیتؑ میں سے اس فرد کا اسی طرح صاحب معرفت ہونا ضروری ہے جس طرح رسول خدا تھے نہ کہ وہ استنباط اور استخراج سے تاویل کتاب کرے اور نہ ہی استدلال اور مروجہ اصول گفتگو سے۔ اس سلسلے میں رسول خدا کے وصف میں ارشاد ربانی ہے۔

"اور کہہ دیجئے یہ میرا راستہ ہے اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں پوری بصیرت کے ساتھ میں اور جو میری پیروی کرنے والے ہیں"

(سورہ یوسف: ۱۰۸)

مزید برآں ارشاد ربانی ہے:

"بے شک اللہ نے آدمؑ و نوحؑ اور آل ابراہیم اور آل عمران کو عالمین پر منتخب کیا ہے بعض کی اولاد کو جو بعض سے ہو"

(سورہ آل عمران آیت ۳۳)

پس اس آیت میں عمومیت کے ساتھ لازم قرار پاتا ہے کہ آل ابراہیم میں سے آپ تک اور ہمیشہ کے لیے ایک منتخب اور برگزیدہ کا ہونا ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ آل ابراہیمؑ سے بعض اولاد بعض پر برگزیدہ ہو۔ حضرات محمدؐ علیؑ و حسنؑ و حسینؑ آل ابراہیمؑ میں سے برگزیدہ تھے۔ اس آیت کی بنا پر حسین علیہ السلام کے بعد ان کی ذریت میں سے برگزیدہ ہستی کا ہونا ضروری ہے اور اگر ان کی ذریت میں سے نہ ہو تو ذریہ بعضھا من بعض صادق نہیں آئے گا۔ اور امامت امام حسنؑ سے ان کے بھائی حسینؑ کی طرف منتقل ہو گئی ہے۔ پس اسی بنا پر انہی کی ذریت اور صلب میں سے ان کے جانشین کا ہونا ضروری ہے۔

عترت میں سے امام غائب کے وجود پر استدلال جو ظاہر ہوگا اور زمین کو عدل سے بھر دے گا۔

بعض علمائے امامیہ نے کہا ہے ہم پر اور ہر اس عاقل پر جو اللہ اور اس کے رسول' قرآن اور تمام انبیاء جو ہمارے نبی محمدؐ سے پہلے آئے ہیں' پر ایمان رکھنا لازم اورواجب ہے کہ وہ گزشتہ امتوں اور گزری ہوئی صدیوں کے بارے میں غور وفکر کرے۔ جب ہم اس بارے میں غور کرتے ہیں تو رسولوں اور گزشتہ امتوں کے حالات کو اپنے زمانے کی امت کے مشابہ پاتے ہیں۔ اوروجہ شباہت یہ ہے کہ ہر دین کی شان وشوکت اورقوت اپنے انبیاءعلیہم السلام کے زمانے میں اس بات پرموقوف تھی کہ ان کی امتیں ان رسولوں پرایمان لائیں اور ان کے زمانے اورعصر میں پیروؤں کی کثرت ہوئی۔ پس کوئی اور امت اپنے رسول کی اطاعت گزاری میں اس امت سے آگے نہیں ہوتی تھی۔ البتہ یہ اس کے بعد ہوا کہ جب اس امت کے رسول کا معاملہ مضبوط اور مستحکم ہوا۔کیونکہ ہمارے نبی حضرت محمدؐ سے پہلے جو انبیاء مرکز کی حیثیت رکھتے تھے۔ جیسے نوح و ابراہیم و موسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام تو یہ وہی رسول ہیں جن کے آثاراور ان کی خبریں اور باتیں امتوں کے پاس موجود ہیں اور ہم نے ان امتوں کی حالت کو دیکھا کہ ان ادیان سے متمسک رہنے والوں کے اندر اپنے دین کے معاملے میں سستی آ گئی۔ انہوں نے بہت سی ایسی چیزوں کو چھوڑ دیا

تھا جن کی حفاظت کرنا اوران پر پابند رہنا ان کے رسولوں کے دور میں اوران کی وفات کے بعد بھی ان پر واجب قرار پایا تھا۔

چنانچہ اللہ عزوجل کا بھی ارشاد ہے:

قَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمْ کَثِیْراً مِمَّا کُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْکِتَابِ وَیَعْفُوا عَنْ کَثِیْراً (سورۃ مائدہ آیت ۱۵)

''اور تحقیق آیا ہے تمہارے پاس ہمارا رسول جو بیان کرتا ہے تم پر بہت سی ایسی چیزوں کو جنہیں کتاب میں سے تم چھپاتے تھے اور بہت سی چیزوں سے عفو اور درگزر کرتا ہے۔''

اللہ عزوجل نے ان امتوں کی حالت کو یوں ہی بیان فرمایا ہے جیسا کہ اس کا ارشاد ہے:

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِ هِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا (سورہ مریم آیت ۵۹)

''پھران کے بعد کچھ ناخلف ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے نمازیں کھوئیں اوراپنی شہوتوں کی پیروی کرنے لگے۔پس جلد ہی یہ لوگ اپنی گمراہی کے خمیازے پائیں گے''

اور اللہ عزوجل نے اس امت کے بارے میں فرمایا:

وَلاَ یَکُوْنُوا کَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ (سورہ حدید آیت ۱۶)

''اور وہ ان لوگوں جیسے نہ ہو جائیں جن کو ان سے پہلے کتاب دی گئی تھی تو جب ایک زمانہ طول پکڑا تو ان کے دل سخت ہو گئے''

اور روایت میں ہے کہ یقیناً لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں ان کے درمیان اسلام میں سے سوائے اس کے نام کے کچھ باقی نہیں رہے گا اور قرآن میں سے سوائے اس کے اسم اور نقش و نگار کے کچھ باقی نہیں رہے گا اور نبی خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اسلام اجنبی اور غریب شروع ہوا ہے اور غریب ہی واپس پلٹے گا۔ پس خوش حال ہو ان غریبوں کا۔ اللہ تعالیٰ ہر زمانے میں ان امتوں کے واسطے ایک رسول بھیجتا تھا تا کہ دین کے آداب و رسوم میں سے جو کچھ مٹ گیا ہو اس کو دوبارہ زندہ کردے اور پوری امت اس بات پر اتفاق رائے رکھتی ہے، سوا ایک گروہ کے جن کی مخالفت قابل التفات و توجہ نہیں ہے۔ اور عقلی دلیلوں نے بھی دلالت کی ہے کہ اللہ عزوجل نے انبیاء اور رسولوں کی حالت کو کہ وہ باطل کے لئے حق پر بلندی چاہتے ہیں اور گمراہی کا حق پر غلبہ چاہتے ہیں یہاں تک کہ بہت سے لوگ اس گمان اور تجسس میں پڑ گئے۔ کہ آج کا دور کفر کا دور ہے نہ کہ اسلام کا پھر اس کے بعد شریعت اسلام کے اصولوں میں سے جو نا گفتہ بہ حالت امامت پر گزری دوسری چیزوں پر نہیں گزری ہے کیونکہ یہ امت کہنے لگی ہے کہ شہادت اور قتل حسینؑ کے بعد ان کی قیادت کرنے کے لئے کوئی بھی امام عادل نہیں آیا۔ نہ بنی امیہ میں سے اور نہ بنی عباس میں سے جن کے احکام اکثر خلق خدا پر نافذ کئے جاتے تھے۔ اور ہم (امامیہ) زیدیہ اور عام معتزلہ اور اکثر مسلمان یہ کہتے ہیں کہ یقیناً امام سوائے اس کے اور کوئی نہیں ہوسکتا جس کا ظاہر عدل اور انصاف کا مظہر ہو۔ اور امت کی حالت یہ تھی کہ وہ ظالم اور جابر لوگوں کے ہاتھوں میں کھلونا بنی ہوئی تھی جو ان کے اموال اور ان کی جان کے بارے میں حکم خدا سے ہٹ کر اپنے احکامات جاری کرتے تھے اور یوں فتنہ و فساد پر وہ لوگ اہل حق پر غالب آئے اور

لوگوں میں یگانگت اور ایک ہی قول پر اتفاق کرنا معدوم ہوا۔ پھر ہم نے دیکھا کہ امت کے مختلف طبقات اور گروہ سب کے سب ایک دوسرے کو کافر قرار دینے لگے۔ اور ایک دوسرے سے بیزاری اور برأت کا اظہار کرنے لگے۔

پھر ہم نے رسول ؐ کی احادیث میں غور کیا تو دیکھا کہ ان میں یہ بات بھی وارد ہوئی ہے کہ بہ تحقیق زمین قسط و عدل سے پر ہو جائے گی جس طرح ظلم و جور سے پر ہوگی ہو اور یہ آپ ؐ کی عترت میں سے ایک مرد کے ذریعہ ہوگا۔ پس یہ حدیث ہماری اس بات کی طرف راہنمائی کرتی ہے کہ اس امت پر قیامت برپا نہیں ہوگی جب تک کہ زمین عدل و انصاف سے نہ بھر جائے۔ چونکہ یہ دین جس میں نسخ اور تبدیلی ممکن نہیں ہے اس کا ایک ایسا ناصر اور مددگار ہوگا جس کی اللہ عزّوجل تائید فرمائے گا۔ جس طرح اس نے انبیاء اور رسولوں کو جب شریعتوں کی تجدید اور ظالموں کے کرتوتوں کو زائل کرنے کے لئے بھیجا تھا تو ان کی تائید کی تھی۔ اس بناء پر ان دلائل کا ہونا ضروری ہے جو اس عظیم کام کو انجام دینے کے بارے میں ہیں۔ ہم نے امت کے تمام مختلف اقوال کا علم حاصل کیا۔ اور تمام فرقوں کے حالات کا کھوج لگایا تو ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ حق آئمہ اثنا عشر علیہم السلام کو ماننے والوں کے ساتھ ہے نہ کہ امت کے دوسرے فرقوں کے ساتھ۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس زمانہ کا امام وہ ہے جو ان میں سے بارہواں ہے اور یہ وہی ہیں جن کے بارے میں رسول خداؐ نے خبر دی اور ان پر نص قائم فرمائی اور عنقریب ان شاء اللہ تعالٰی اس کتاب میں ہم ان روایات کو بیان کریں گے جو رسول خداؐ سے آئمہ علیہم السلام کی تعداد کے بارے میں مروی ہیں۔ یہ کہ وہ بارہ ہیں اور بارہویں امام قائم ؑ پر آپ ؐ کی طرف سے نص ہے اور ایسی روایات بھی ہیں جو آپ ؑ کے ظہور اور قیام بالسیف سے پہلے آپ ؑ کی غیبت سے متعلق ہیں۔

غیبت حضرت ادریس علیہ السلام

غیبتوں میں سے سب سے پہلی غیبت حضرت ادریس علیہ السلام کی مشہور ہے۔ آپ کی غیبت اتنی طولانی ہوگئی تھی کہ آپ کے پیروؤں پر تنگدستی کی نوبت آ گئی اور اس وقت کے جابر حکمران نے ان میں سے بعض کو قتل کیا، بعض کو غربت اور تنگدستی کا شکار بنایا اور باقی لوگوں کو خوف زدہ کردیا۔ پھر آپؑ ظاہر ہوئے اور فرزندوں میں سے ایک فرزند کے قیام اور جہاد کے ذریعے اپنے شیعوں کی پریشانیوں کے ازالہ کا وعدہ کیا اور یہ کہ وہ نوح علیہ السلام ہوں گے۔ پھر اللہ عزوجل نے ادریس علیہ السلام کو اپنی طرف بلند کرلیا۔ پس آپؑ کے پیرو صدیوں تک نوح علیہ السلام کے قیام کا انتظار کرتے رہے۔ وہ ایک نسل سے دوسری نسل تک کے دوران میں طاغوتوں کے رسوا کنندہ مظالم اور عذاب پر صبر کرتے رہے، یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام کی نبوت ظاہر ہوگئی۔

مجھ سے بیان کیا میرے والد اور محمد بن احمد بن ولید اور محمد بن موسٰی بن متوکلؒ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری اور محمد بن یحیٰی عطار نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن عیسٰی اور ابراہیم بن ہاشم نے ان سے حسن بن محبوب نے انہوں نے ابراہیم بن ابی

البلاد نے ،انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابو جعفر محمد بن علی الباقر علیہا السلام سے نقل کرتے ہوئے بیان کیا کہ آپؑ نے فرمایا: یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت ادریس علیہ السلام کی نبوت کا آغاز تھا اس وقت ایک جابر بادشاہ حکمران تھا اوروہ ایک دن اپنے عمدہ آب و ہوا والے مقام کی تفریح کے لئے نکلا۔ اس کا گزر وہ ایک ایسی زمین سے ہوا جو نہایت سرسبز اور حسین تھی اور وہ ایک مومن کی ملکیت تھی جو رافضی تھا (یعنی بادشاہ کے دین کا تابع نہیں تھا)۔ اسے وہ سرزمین پسند آئی۔ پس اس نے اپنے وزیروں سے پوچھا کہ یہ زمین کس کی ہے؟ انہوں نے کہا: ایک مومن بندے کی ہے جو بادشاہ کے غلاموں میں سے ہے اوروہ فلاں رافضی ہے۔ پس بادشاہ نے اسے بلایا اوراس سے کہا: مجھے اپنی اس سرزمین سے لطف اندروز ہونے دو تو اس نے کہا: میرے اہل خانہ تم سے زیادہ اس کے محتاج (ضرورت مند) ہیں۔ بادشاہ نے کہا: اسے میرے ہاتھ فروخت کردو۔ میں اس کی قیمت تمہیں دے دوں گا۔ اس نے کہا: میں نہ اسے تمہیں بخشوں گا اور نہ اسے فروخت کروں گا، اس کا تذکرہ چھوڑ دو۔ پس بادشاہ غضب ناک ہوا اور غمزدہ حالت میں واپس پلٹا اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا۔ دراں حالیکہ وہ مغموم اوراس معاملہ کے بارے میں فکرمند تھا۔ بادشاہ کی ایک بیوی نیلی آنکھوں والی قوم میں سے تھی اور بادشاہ اس کی عقلمندی اور ذکاوت سے نہایت متاثر تھا اور اس سے اپنے معاملات میں مشورہ لیا کرتا تھا۔ جب وہ اپنے دربار میں پہنچا تو اس کو بلوایا تاکہ اس سے اس زمین کے بارے میں مشورہ کرے۔ پس جب وہ دربار میں پہنچی تو دیکھا کہ بادشاہ کے چہرے پر غیض وغضب کے آثار ہیں۔ اس عورت نے کہا: کس چیز نے تمہیں اتنا پریشان کردیا ہے کہ تمہارے چہرے سے غیض وغضب نمودار ہے۔ اس سے قبل کہ تم کچھ کر

بیٹھوں مجھے بتاؤ پس بادشاہ نے اسے زمین کے بارے میں بتایا اور جو کچھ اس نے اس کے مالک سے کہا تھا یعنی اس کے جواب کے بارے میں بتایا۔ پس اس عورت نے کہا: اے بادشاہ! غصہ و پریشانی اس کا حصہ ہے جو کسی حالت کو اپنی پسند کے مطابق بدل نہیں سکتا اور نہ ہی انتقام لے سکتا ہے۔ پس اگر تم اس بات کو نا پسند کرتے ہو کہ بغیر کسی بہانے کے اس کو قتل کرو تو اس کا کام میں کروں گی، اور اس کی زمین کو تمہاری ملکیت میں تبدیل کر دوں گی۔ اور یہ کام اس طرح سے ہوگا کہ تمہاری رعیت بھی تمہیں حق بجانب سمجھے گی۔ اس نے پوچھا وہ بہانہ کیا ہوگا؟ اس نے کہا: میں ازارقہ (نیلی آنکھوں والی قوم) میں سے چند گروہوں کو اس کی طرف بھیجوں گی تا کہ وہ اس کو تمہارے پاس لے آئیں اور وہ لوگ تمہارے سامنے اس کے خلاف یہ شہادت اور گواہی دیں گے کہ یہ شخص تمہارے دین اور مسلک سے بیزار ہے تو اس بات سے تمہارے لئے اس کے قتل اور اس کی زمین چھیننے کا جواز پیدا ہو جائے گا۔ بادشاہ نے کہا: تم یہ کام کرلو (امام محمد باقرؑ) فرماتے ہیں: اس عورت کی قوم ازارقہ میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو اس عورت کے ہم عقیدہ و ہم مسلک تھے۔ اور وہ ان مومنین کو جو بادشاہ کے دین کے منکر تھے قتل کرنا جائز تصور کرتے تھے۔ پس اس عورت نے ازارقہ کے ایک گروہ کو بلا بھیجا وہ لوگ حاضر ہو گئے تو اس نے انہیں حکم دیا کہ تمہیں فلاں رافضی کے بارے میں بادشاہ کے سامنے یہ گواہی دینی ہے کہ یہ شخص بادشاہ کے دین کا منکر ہے۔ پس ان لوگوں نے یہ گواہی دی کہ یہ شخص بادشاہ کے دین سے بیزار ہو چکا ہے تو بادشاہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کی زمین پر قبضہ کر لیا اس پر اللہ تعالیٰ اس مومن کے لئے غضب ناک ہوا اور حضرت ادریسؑ کو وحی فرمائی کہ اس جابر شخص کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ تم اتنی بڑی سلطنت پر راضی نہیں جو

تم نے میرے اس مومن بندے کو ظلم سے قتل کردیا اور اس کی زمین کو اس سے چھین کر اپنی ملکیت بنالیا۔ اور یوں اس کے بعد اس کے اہل و عیال کو محتاج اور نادار کردیا اور انہیں بھوک اور افلاس میں مبتلا کردیا۔ مجھے قسم ہے میری عزت کی کہ میں اس کا انتقام تجھ سے لوں گا اور تیری سلطنت اور بادشاہت کو تجھ سے جلد ہی چھین لوں گا اور تیرے شہر کو تباہ و برباد کردوں گا اور تیری عزت کو ذلت میں تبدیل کردوں گا اور تیری عورت کے گوشت کو کتوں کا لقمہ بنادوں گا۔ تجھے میرے حلم و بردباری نے مغرور کردیا ہے۔

حضرت ادریسؑ اپنے پروردگار کے پیغام کے ساتھ اس کے دربار میں داخل ہوئے، اس حالت میں کہ اس کے ساتھی اس کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے پس انہوں نے کہا: اے جابر بادشاہ! میں اللہ کی طرف سے تیرے پاس بھیجا گیا ہوں اور اس کا ارشاد تیرے لئے ہے کہ کیا تو اتنی بڑی سلطنت پر راضی نہیں ہوا کہ تو نے ظلم سے میرے بندۂ مومن کو قتل کردیا اور اس کی زمین چھین کر اپنی ملکیت میں شامل کرلی اور اس کے اہل و عیال کو محتاج بنادیا اور انہیں بھوک کا شکار کردیا۔ مجھے قسم ہے اپنی عزت کی کہ میں اس کا انتقام تجھ سے جلد لوں گا اور تیری سلطنت اور بادشاہت چھین لوں گا۔ اور تیرے شہر کو ویران و برباد کردوں گا اور تیری عزت کو ذلت میں بدل دوں گا۔ اور تیری عورت کا گوشت کتوں کا لقمہ بنادوں گا۔ اس جابر حکمران نے کہا: اے ادریسؑ میرے دربار سے نکل جاؤ اور ایسا کام نہ کرو کہ تمہاری جان میرے ہاتھوں ضائع ہوجائے۔

اس کے بعد اس نے اپنی بیوی کو بلوایا اور حضرت ادریسؑ کا پیغام اسے سنادیا۔ اس عورت نے کہا: ادریسؑ کے خدا کا پیغام تجھے خوف زدہ نہ کردے۔

ادریسؑ کے معاملے سے نمٹنے کے لئے میں ہی کافی ہوں۔ میں اسے قتل کرنے کے لئے آدمی بھیجوں گی تو وہ اسے قتل کردیں گے اور یوں اس کے خدا کا پیغام اور جو وہ لے کر آیا تھا وہ سب غلط ثابت ہو جائے گا۔ بادشاہ نے کہا: پس تم اس کام کو کر ڈالو۔ ادھر حضرت ادریس کے کچھ مومن اصحاب تھے ۔ جو بادشاہ کے دین کے منکر تھے اور حضرت ادریسؑ کے پاس آ کر بیٹھتے تھے اور ان سے مانوس تھے اور حضرت ادریسؑ بھی ان لوگوں سے مانوس تھے ۔آپ نے اپنے اصحاب کو اس جابر حکمران کے لیے اللہ عزوجل کی وحی اور یہ پیغام اسے پہنچانے کا ذکر کیا ۔ یہ سن کران لوگوں نے ادریسؑ کے بارے میں خطرے سے دوچار ہونے کا اندیشہ کیا اوران کے قتل سے خوف زدہ ہوئے ۔

ادھر اس جابر حکمران کی عورت نے ازارقہ قوم کے چالیس مردوں کو حضرت ادریسؑ کی طرف بھیجا تا کہ وہ ان کو قتل کردیں۔ وہ لوگ اس جگہ آئے جہاں حضرت ادریسؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھتے تھے ۔ لیکن انہیں موجود نہ پا کر وہ واپس چلے گئے ۔مگر ادریسؑ کے اصحاب نے انہیں دیکھ لیا تھا ۔ انہوں نے یہ جان لیا کہ یہ لوگ ادریسؑ کو قتل کرنے کے لئے آئے تھے ۔ پس وہ ادریسؑ کی تلاش میں منتشر ہوگئے۔ یہاں تک کہ ان سے ملاقات ہوگئی ۔ انہوں نے حضرت ادریسؑ سے کہا: اے ادریس ! آپ ہوشیار رہیں کیونکہ جابر حکمران آپ کو قتل کرنا چاہتا ہے اور اس نے ازارقہ میں سے چالیس آدمیوں کو آپؑ کے قتل کے لئے بھیجا تھا ۔ چنانچہ آپ اس بستی سے نکل جائیں ۔پس ادریسؑ اس بستی سے اسی دن نکل گئے ۔آپؑ کے ساتھ آپؑ کے اصحاب کی بھی کچھ تعداد تھی۔ جب سحر کا وقت قریب آیا تو ادریسؑ نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں مناجات کیں اور عرض کیا: اے میرے پروردگار

!مجھے تو نے اس جابر حکمران کے پاس اپنا پیغام پہنچانے کے لئے بھیجا اور میں نے تیرا پیغام پہنچایا، (نیتجتاً) اس جابر نے مجھے قتل کی دھمکی دی ہے۔ بلکہ اگر وہ مجھ پر قابو پالے تو مجھے قتل کرڈالے گا۔ اس وقت اللہ عزوجل کی وحی آئی کہ اس سے دور رہو اور اس کی بستی سے نکل جاؤ اور اس کے معاملے کو میرے سپرد کردو۔ مجھے میری عزت کی قسم ہے میں اپنا فیصلہ اس پر ضرور جاری کروں گا اور تمہاری بات کو اور جو کچھ تم پیغام لے کر گئے تھے اس کو سچ کر دکھاؤں گا۔ ادریسؑ نے عرض کیا: اے پروردگار! میری ایک حاجت ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: مجھ سے مانگو میں عطا کروں گا۔ عرض کیا: میرا سوال یہ ہے کہ اس بستی اور اس کے اردگرد جو کچھ ہے اس پر اس وقت تک بارش نہ برسے جب تک میں اس کا سوال نہ کروں۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: اے ادریسؑ ایسی صورت میں یہ بستی تباہ برباد ہو جائے گی اور اس کے ساکنین پر مشقت اور سختی آئے گی اور بھوک طاری ہو جائے گی۔ ادریسؑ نے عرض کیا: اگرچہ یہ برباد ہو جائے اور لوگوں کو مشقت اور بھوک کی سختی اٹھانی پڑے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: تحقیق میں نے عطا کردیا جو کچھ تم نے مانگا ہے اور یہ آسمان ان پر اس وقت تک بارش نہیں برسائے گا جب تک تم مجھ سے اس کا سوال نہ کرو گے۔ اور میں اپنا وعدہ پورا کرنے کے بارے میں زیادہ پکا ہوں۔

پس حضرت ادریسؑ نے اپنے اصحاب کو، ان پر بارش کی بندش کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تھا اس سے باخبر کردیا اور وہ جو اللہ نے ان پر وحی کی تھی اور وعدہ کیا تھا کہ جب تک وہ سوال نہیں کریں گے بارش نہیں برسائے گا انہیں بتا دیا۔ (پھر کہا) اے مومنین اس بستی سے نکل کر دوسری بستیوں میں چلے جاؤ پس وہ لوگ وہاں سے نکل گئے اور ان دنوں ان لوگوں کی تعداد بیس تھی۔ وہ دوسری بستیوں

میں چلے گئے ۔ اکثر بستیوں میں ادریسؑ کے اللہ سے کئے گئے سوال کی خبر پھیل گئی اور خود حضرت ادریسؑ ایک بہت بلند پہاڑ کے غار میں پناہ لینے چلے گئے ۔اور اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو ان پر موکل کیا کہ وہ ہر شام کو ان کے لئے کھانا فراہم کرے دن کو وہ روزہ رکھتے تھے اور ہر شام کو فرشتہ ان کے لئے کھانا لے کر آتا تھا ۔ادھر اللہ تعالیٰ نے اس جابر بادشاہ سے سلطنت چھین لی اور اسے قتل کرادیا اور اس کے شہر کو تباہ و برباد کردیا اور اس کی عورت کا گوشت کتوں کو کھلا دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندۂ مومن کے بارے میں اس سے غضب ناک ہوا تھا ۔ پھر آہستہ آہستہ اس شہر میں ایک اور جابر اور فاسق حکمران ظاہر ہوا ۔ ادریسؑ کے وہاں سے نکلنے کے بعد اس شہر کے لوگوں نے بیس سال اس حالت میں گزارے کہ آسمان سے ان پر بارش کا ایک قطرہ بھی نہ برسا۔ وہ لوگ مشقت اور سختی میں مبتلا ہوئے اور ان کی حالت اور شدید ہوگئی اور وہ روزانہ بستیوں سے اشیائے خور دونوش لانے کی نوبت آگئی ۔ جب سختی انتہا کو پہنچی تو وہ مل کر بیٹھے اور آپس میں کہنے لگے : جو کچھ اس وقت ہم پر نازل ہوا ہے اور جسے ہم سب محسوس کر رہے ہیں یہ ادریسؑ کے اس سوال کے سبب سے ہے جو انہوں نے اپنے پروردگار سے کیا تھا کہ جب تک وہ بارش کے لئے دعا نہ کریں ہم پر باران رحمت بند رہے اور اس وقت حضرت ادریسؑ ہم سے پوشیدہ اور مخفی ہیں اور ہمیں ان کی سکونت کی جگہ کے متعلق کوئی علم نہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ ان سے زیادہ ہم پر رحم کرنے والا ہے اس کے بعد وہ سب اس بات پر متفق ہوگئے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کریں اور اس سے دعا کریں ۔اور اس کی بارگاہ میں فریاد کریں اور اس سے اپنے شہر اور اردگرد کی بستیوں پر آسمان سے بارش برسانے کا سوال کریں۔ پس وہ خاکستروں پر کھڑے ہوئے جسم کو تکلیف پہنچانے والے سخت

لباس پہنے اور اپنے سروں پر مٹی ڈالنے لگے اور بارگاہ الٰہی میں توبہ و استغفار کے لئے نالہ و زاری کی اور گڑگڑانے لگے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ادریسؑ پر وحی نازل کی کہ اے ادریسؑ تمہاری بستی کے لوگ میری بارگاہ میں توبہ و استغفار کی فریاد کرنے لگے ہیں اور گریہ و زاری و نالہ کرنے لگے ہیں اور میں اللہ رحمٰن و رحیم ہوں توبہ قبول کرتا ہوں اور گناہ معاف کردیتا ہوں اور میں نے ان پر رحم کیا ہے اور ان کے بارش کے متعلق سوال اور دعا کو قبول کرنے میں میرے نزدیک کوئی چیز حائل نہیں۔ سوا اس کے کہ تم نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ ان پر آسمان سے بارش نہ برساؤں جب تک تم خود مجھ سے اس کا سوال نہ کرو۔ اے ادریسؑ مجھ سے سوال کرو تا کہ میں ان کی فریادرسی کروں اور آسمان سے بارش برساؤں۔ ادریسؑ نے عرض کیا: بارالہا! میں تجھ سے اس کا سوال نہیں کروں گا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: کیا تم نے مجھ سے سوال نہیں کیا تھا اور میں نے تمہاری دعا قبول نہیں کی اور اب میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ مجھ سے بارش کا سوال کرو اور تم میرے سوال پر لبیک نہیں کہہ رہے ہو۔ ادریسؑ نے عرض کیا بارالہا! میں تجھ سے یہ سوال نہیں کروں گا۔ پس اللہ عزوجل نے اس فرشتہ کو جو شام کو حضرت ادریسؑ کے لئے کھانا فراہم کرتا تھا۔ حکم دیا کہ ادریسؑ کے لئے کھانا لے کر مت جاؤ۔ اس دن جب شام ہوگئی اور ادریسؑ کے لیے کھانا نہ پہنچا تو وہ محزون ہوئے اور بھوکے رہے لیکن صبر کیا۔ جب دوسرے دن بھی کھانا نہ آیا تو ان کا غم اور بھوک شدید ہوگئے۔ تیسرے دن شام کو پھر کھانا نہیں آیا تو تکلیف اور بھوک اور غم زیادہ ہوگئے اور صبر کا پیانہ لبریز ہوگیا تو اپنے پروردگار کو پکارا: اے پروردگار کیا تو نے میری روح اور جان کو قبض کرنے سے قبل ہی میرے رزق کو مجھ پر بند کردیا ہے۔ اللہ عزوجل کی طرف سے وحی آئی کہ اے ادریسؑ! تین شب و روز میں نے تم

پر کھانا بند کر دیا تو تم نے اپنی بیتابی کا اظہار کر دیا۔ لیکن تم نے یاد ہی نہیں کیا کہ تمہاری بستی کے لوگ بیس سال سے تکلیف اور بھوک سے دوچار ہیں ۔اور اس بات نے تمہیں ذرا بیتاب نہیں کیا۔ پھر میں نے تم سے ان کی مشقت اور تکلیف اور ان لوگوں پر اپنی رحمت کرنے کے لیے کہا کہ تم مجھ سے سوال کرو کہ ان پر آسمان سے بارش برساؤں ۔تم نے مجھ سے سوال نہیں کیا اور اس سلسلے میں مجھ سے سوال کرنے میں کنجوسی اختیار کی ۔ پس میں نے بھوک کے ذریعے تمہاری تادیب کی اور سزا دی اب صبر تمہارے پاس کم ہو گیا اور تمہاری بے تابی ظاہر ہو گئی ۔ اپنی جگہ (غار) سے نیچے اترو اور اپنی معاش خود تلاش کرو ۔ کیونکہ میں نے اب تمہاری معاش کی تلاش اور اس کا حصول تمہارے ہی حال پر چھوڑ دیا ہے ۔

حضرت ادریسؑ اپنی جگہ سے نیچے اترے اور ایک بستی میں کھانے کی تلاش میں نکلے جب وہ اس بستی میں داخل ہوئے تو اس کے ایک گھر سے دھواں اٹھتا ہوا نظر آیا ۔پس وہ اس طرف چل پڑے اور ایک بڑھیا کے گھر میں داخل ہو گئے جو توے پر دو روٹیاں پکا رہی تھی ۔ اس سے کہنے لگے : اے عورت ! مجھے کھانا کھلاؤ کیونکہ میں بھوک سے بے حال ہو چکا ہوں ۔ اس نے کہا : اے بندۂ خدا! ادریسؑ کی بد دعا نے ہمارے لئے رزق کی اتنی گنجائش بھی نہیں رکھی ہے کہ ہم کسی اور کو کچھ کھلا سکیں ۔

وہ قسم کھا کر کہنے لگی کہ ان دو روٹیوں کے سوا میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے پس تم جاؤ اور اس بستی کے دوسرے لوگوں سے کھانا طلب کرو۔ انہوں نے کہا : مجھے اتنا کھلا دو کہ میں اپنی جان بچا سکوں اور مجھ میں اٹھنے کی سکت آ جائے تا کہ میں طلب معاش کروں ۔ اس نے کہا یہ تو صرف دو ہی روٹیاں ہیں ایک میرے لئے اور دوسری میرے بیٹے کے لئے ۔ پس میں نے اگر اپنا حصہ تمہیں کھلا یا تو خود مر جاؤں گی اور

اگر اپنے بیٹے کا حصہ کھلا یا تو وہ مرجائے گا۔اور اس سے زیادہ ہے نہیں کہ تمہیں کھلا دوں۔پس جناب ادریسؑ نے کہا تمہارا بیٹا چھوٹا ہے۔اس کے لئے آدھی روٹی کافی ہے۔وہ اسی سے زندہ رہ سکے گا۔جبکہ دوسری آدھی میرے لئے کافی ہے اوراس سے میں زندہ رہ سکوں گا۔یوں ہم دونوں اپنا مقصد پا سکیں گے۔چنانچہ اس عورت نے ایک روٹی خود کھالی اوردوسری ادریسؑ اوراپنے بیٹے کے درمیان آدھی آدھی تقسیم کردی۔جب اس کے بیٹے نے دیکھا کہ ادریسؑ اس کے حصہ کی آدھی روٹی کھارہے ہیں تو اتنا بے چین ہوا کہ دم توڑگیا۔ماں بولی اے بندۂ خدا تو نے میرے بچے کو مجھ سے چھین لیا کیونکہ وہ اپنے حصہ کے لئے بے تاب ہو کر مرا ہے۔ادریسؑ نے فرمایا: میں اسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ کئے دیتا ہوں،تم بے تابی کا اظہار نہ کرو۔پھرادریسؑ نے اس بچے کے دونوں شانوں کو پکڑ لیا اور کہنے لگے: اے وہ روح جو اس بچے کے جسم سے نکل چکی ہو،اللہ کے حکم سے اسی بدن میں پلٹ آؤ اور میں ادریسؑ پیغمبر ہوں۔اللہ کے اذن سے بچے کی جان واپس آ گئی۔جب عورت نے ادریسؑ سے یہ بات سن لی کہ''میں ادریسؑ (پیغمبر)ہوں''اور یہ بھی دیکھ لیا کہ مرنے کے بعد اس کا بیٹا دوبارہ زندہ ہوگیا ہے تو کہنے لگی: میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ ادریسؑ پیغمبر ہیں پھر گھر سے نکل کر بستی کے اندر چیخ چیخ کے کہنے لگی: خوشی کی بشارت سن لو بہ تحقیق ادریسؑ تمہاری بستی میں داخل ہوگئے ہیں۔ادریسؑ وہاں سے چل دیئے اور وہاں جا ٹھہرے جو سابقہ جابر بادشاہ کے شہر کی جگہ تھی۔آپ نے اسے ایک ٹیلے کی شکل میں پایا،کیونکہ وہ تباہ و برباد ہو چکا تھا۔پھر بستی کے لوگ ان کے اردگرد جمع ہو کر کہنے لگے: اے ادریسؑ آپ نے اس بیس سال کے عرصہ میں ہم پر رحم نہیں کھایا۔اس عرصہ میں ہم نے کتنی تکالیف برداشت

کیں اور بھوک کا شکار رہے۔ پس اب دعا کریں کہ اللہ ہم پر آسمان سے بارش برسائے۔ انہوں نے کہا: نہیں! میں اس وقت تک دعا نہیں کروں گا جب تک تمہارا جابر حکمران اور سارے بستی والے پا برہنہ چلتے ہوئے میرے پاس آ کر اس بات کا سوال نہ کریں جابر حکمران تک آپ کی یہ بات پہنچی تو اس نے چالیس آدمیوں کو بھیجا کہ وہ ادریس کو اس کے سامنے حاضر کریں۔ جب وہ ادریسؑ کے پاس پہنچے تو ان سے کہنے لگے: ہمارے حکمران نے ہمیں آپ کے پاس بھیجا ہے تا کہ ہم آپ کو اس کے سامنے حاضر کردیں۔ادریسؑ نے ان پر نفرین اور بد دعا کی تو وہ سب مر گئے۔ یہ بات حکمران کے کانوں تک پہنچی تو اب اس نے پانچ سو آدمی اس غرض سے بھیجے کہ وہ ادریسؑ سے آ کر کہنے لگے: اے ادریسؑ! ہمیں بادشاہ نے آپ کے پاس اس لیے بھیجا ہے کہ ہم آپ کو لے جا کر اس کے سامنے حاضر کریں۔ ادریسؑ نے ان سے کہا: پہلے اپنے ساتھیوں کا انجام دیکھ لو کہ یہ کس طرح موت کے گرداب میں چلے گئے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا: اے ادریسؑ بیس سال کی مدت تک آپ نے ہمیں بھوک کے ذریعے مارا۔ اب آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے لیے بد دعا کریں اور ہمیں مار ڈالیں۔ کیا آپ کو رحم نہیں آتا؟ انہوں نے کہا: میں تمہارے اس جابر حکمران کے پاس نہیں جاؤں گا اور نہ ہی خدا سے بارش کا سوال کروں گا۔ جب تک تمہارا جابر حکمران اور بستی کے سارے لوگ پا برہنہ میرے پاس نہیں آ جاتے۔ وہ لوگ جابر حکمران کے پاس گئے اور اسے ادریسؑ کی باتیں بتائیں۔ اور اس سے مطالبہ کرنے لگے کہ وہ ان کے ساتھ ادریسؑ کی طرف پا برہنہ چلے۔ آخر کار وہ راضی ہوا اور ادریسؑ کی طرف آ گیا اور وہ سب ان کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اس حالت میں کہ سب کی گردنیں جھکی ہوئی تھیں اور ان سے یہ سوال

کرر ہے تھے کہ خدا سے دعا کریں کہ وہ آسمان سے ان پر بارش برسائے ۔پس ادریسؑ نے کہا: اب میں اللہ عزوجل سے دعا کرتا ہوں ۔اس وقت ادریسؑ نے اللہ عزوجل سے ان پر اوران کی بستی اوراس کے اطراف پر بارش کی دعا کی ۔اتنے میں بادلوں سے آسمان بھر گیا اور بجلی چمکنے لگی اوراسی لمحے متواتر بارش برسنے لگی یہاں تک کہ وہ سوچنے لگے کہ کہیں غرق نہ ہوجائیں ۔ وہ اپنے گھروں میں واپس جاتے ہوئے پانی کے سیلاب سے اپنی جان کے لئے خطرہ محسوس کر رہے تھے ۔

ظہور حضرت نوح علیہ السلام

ہم سے بیان کیا محمد بن ابراہیم بن اسحاق رضی اللہ عنہ نے' انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن ہمام نے ، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حمید بن زیاد کوفی نے ، انہوں نے کہا، ہم سے بیان کیا حسن بن محمد بن سماعہ نے، ان سے احمد بن حسن میثمی نے، اور وہ عبداللہ بن فضل ہاشمی سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جعفر بن محمد علیہما السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت نوح ؑ کی نبوت کو ظاہر کردیا اور شیعوں کو غم کی دوری کا یقین ہوا تو آزمائش اور مصیبت شدید تر ہوگئی اور بڑی تہمتیں لگائی جانے لگیں ۔ اور صورت حال اتنی بگڑ گئی کہ شیعہ بدترین سختیوں سے دو چار ہوگئے اور حضرت نوح ؑ کو ناقابل برداشت تشدد کا سامنا کرنا پڑتا کبھی کبھی نوبت یہاں تک پہنچ جاتی کہ آپ تین تین دن بے ہوش پڑے رہتے۔ آپ کے کانوں سے خون بہنے لگتا۔ تب ہوش میں آتے اور یہ ان کے مبعوث ہونے کے تین سو سال بعد کی بات ہے ۔ اور وہ اس دوران میں دن رات لوگوں کو حق کی طرف دعوت دیتے تو لوگ ان سے دور بھاگے تھے ۔ اگر پوشیدہ طریقہ سے دعوت دیتے تو کوئی مثبت جواب نہیں ملتا تھا اور اگر اعلانیہ پکارتے تو لوگ دوڑ جاتے تھے ۔ پس آپؑ نے تین سو سال کے بعد ان لوگوں کے حق میں بد دعا کرنے کا ارادہ کیا اور دعا کے

لئے فجر کی نماز کے بعد بیٹھ گئے۔ اس دوران میں ساتویں آسمان ہفتم سے ایک وفد ان پر نازل ہوا اور وہ تین فرشتے تھے۔ انہوں نے ان کو سلام کیا اور ان سے کہا اے خدا کے نبی ہمیں آپ سے حاجت ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ کیسی ہے؟ انہوں نے کہا: آپ اپنی قوم پر نفرین اور بد دعا کرنے میں تاخیر کریں۔ کیونکہ آپ کا یہ اقدام زمین پر اللہ عزوجل کی طرف سے پہلی بار غضب نازل ہونے کا باعث بنے گا۔ نوحؑ نے کہا: میں نے مزید تین سو سال تک اپنی بد دعا میں تاخیر کردی۔ پھر اپنی قوم کی طرف واپس پلٹے اور وہی کام کرنے لگے جو پہلے کرتے تھے۔ اور وہ لوگ بھی آپ کی دعوت کے بدلے اپنا وہی کام دہرانے لگے جو وہ پہلے کرتے تھے۔ یہاں تک کہ یہ تین سو سال بھی گزر گئے اور آپ ان کے ایمان لانے کے متعلق مایوس اور نا امید ہو گئے۔ اس بار آپؑ ایک دن ظہر کے وقت ان کے لیے بد دعا کرنے کے لئے بیٹھ گئے۔ اتنے میں چھٹے آسمان سے ایک وفد اتر آیا (وہ تین فرشتے تھے)۔ پس انہوں نے حضرت نوحؑ کو سلام کیا اور کہنے لگے کہ ہم آسمان ششم سے ایک وفد ہیں۔ ہم صبح سویرے وہاں سے نکلے ہیں اور آپ تک ظہر کے وقت پہنچے ہیں۔ اس وفد نے بھی آپؑ سے وہی سوال کیا جو آسمان ہفتم سے آئے ہوئے وفد نے کیا تھا۔ آپ نے ان کی درخواست کو بھی قبول کیا اور وہی بات کہہ دی جو پہلے والوں نے کہی تھی۔ اس کے بعد نوح علیہ السلام اپنی قوم کی طرف واپس پلٹے اور انہیں حق کی دعوت دینے لگے۔ لیکن ان کی اس دعوت کا نتیجہ ان لوگوں کی مزید دوری کے سوا کچھ نہ ہوا۔ یہاں تک کہ یہ تین سو سال بھی گزر گئے اور اس طرح نو سو سال بھی پورے ہونے کو آئے۔ اب تو آپؑ کے شیعہ آپؑ کے پاس آنے لگے اور ظالم عوام و کفار کی طرف سے جو مصائب ان پر ڈھائے جاتے تھے ان کی شکایت کرنے لگے اور آپؑ سے درخواست

کرنے لگے کہ اس غم اور پریشانی کے خاتمہ کے لئے دعا کریں ۔ پس آپ نے ان لوگوں کی درخواست قبول کی، نماز پڑھی اور اس کے بعد دعا کی ۔ جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اوران سے کہنے لگے: اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی دعا کو قبول کرلیا ہے۔ پس آپؑ اپنے شیعوں سے کہیں کہ وہ کھجوریں کھائیں اور ان کی گٹھلیوں کو زمین میں بوئیں اور ان کی دیکھ بھال کریں اور جب وہ درخت بن کر پھل دینے لگیں تو ان کی پریشانیوں کا ازالہ ہوجائے گا ۔ پس آپؑ اللہ کی حمد وثناء بجالائے اور ان لوگوں کو اس سے آگاہ کردیا۔ چنانچہ وہ سب کے سب خوش ہوگئے ۔

پس انہوں نے کھجوریں کھائیں اور ان کی گٹھلیوں کو زمین میں بو دیا اور پھل دینے تک ان کی دیکھ بھال میں مصروف رہے ۔ پھروہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس کھجور کے درخت کے پھل لے کر حاضر ہوئے اوران سے درخواست کرنے لگے کہ جو وعدہ آپ نے کیا ہے اس کو پورا کریں ۔ آپؑ نے اللہ عزوجل سے سوال کیا تو اللہ نے آپؑ پر وحی نازل کی کہ ان کھجوروں کو بھی کھاؤ اوران کی گٹھلیاں زمین میں بو دو۔ جب یہ درخت بن جائیں اور پھل دینے لگیں تو تمہارے غم و اندوہ کاازالہ ہوجائے گا ۔ جب انہوں نے یہ بات سنی اوران کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ وعدہ خلافی ہوئی ہے تو ان میں سے ایک تہائی تو مرتد ہوگئے اور اپنے دین سے پھر گئے اور دوتہائی ثابت قدم رہے ۔ انہوں نے کھجوریں کھائیں اوران کی گٹھلیوں کوزمین میں بو دیا اور پھرجب وہ درخت بن کر پھل دینے لگے تو ان لوگوں نے حضرت نوح علیہ السلام کواس کی خبر دی اوران سے درخواست کرنے لگے کہ اپنا وعدہ پورا کریں ۔ پس حضرت نوح علیہ السلام نے خدائے بزرگ و برتر سے دعا کی اللہ نے ان پر وحی بھیجی کہ ان سے کہہ دو کہ وہ ان کھجوروں کو بھی کھالیں اوران کی گٹھلیوں

کو بودیں ۔ اس دفعہ پھرایک تہائی ان میں سے مرتد ہوگئے ۔ اورصرف ایک تہائی تعداد باقی رہ گئی اور اس باقی ماندہ ایک تہائی نے وہ کھجوریں کھائیں اور ان کی گٹھلیوں کوزمین میں بو دیا۔ اورجب وہ درخت بن کر پھل دینے لگے تو وہ کھجوریں لے کر حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے پھرعرض کیا: ہم میں سے سوا چندلوگوں کے کوئی دین پر باقی نہیں رہا اور ہم لوگ بھی اپنے نفسوں کے بارے میں گمراہی سے خوف کھاتے ہیں ۔ اگر ہماری غم کشائی میں تاخیر ہوگئی تو ہم ہلاک ہو جائیں گے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے نماز پڑھی اور عرض کیا: پروردگار میرے ساتھیوں میں سے سوا اس گروہ کے اور کوئی باقی نہیں رہا اور اگر فرج، فراخی اور کشادگی میں تاخیر ہوگئی تو ان کی ہلاکت اور گمراہی کے بارے میں خوف محسوس کر رہا ہے ۔ پس اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ میں نے تمہاری دعا قبول کرلی ہے تم کشتی بناؤ ۔ یوں آپؑ کی دعا کی قبولیت اور طوفان کی آمد کے درمیان میں پچاس سال کی مدت گزری ۔

ظہور حضرت صالح علیہ السلام

ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد ابن الولید رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفا، سعد بن عبداللہ بن جعفر نے ان لوگوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسین بن ابی الخطاب نے روایت کرتے ہوئے، علی بن اسباط سے، انہوں نے سیف بن عمیرہ سے، انہوں نے زید شحام سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا، ابوعبداللہ (امام جعفر صادق) علیہ السلام نے فرمایا کہ صالح علیہ السلام اپنی قوم سے ایک عرصہ غائب رہے اور جس دن وہ ان سے غائب ہوئے اس دن وہ ادھیڑ عمر کے کشادہ پیٹ والے' حسین بدن والے' گھنی داڑھی والے' نازک رخسار اور درمیانے قد کے تھے۔ جب آپؑ اپنی قوم میں واپس آ گئے تو لوگوں نے آپؑ کے چہرے سے آپؑ کو نہ پہچانا اور آپؑ نے انہیں تین گروہوں میں تقسیم پایا۔ ایک گروہ منکر بن گیا تھا جو اپنے انکار سے واپس لوٹنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ اور ایک آپؑ کے بارے میں شک کرنے والوں کا تھا۔ اور تیسرا گروہ اپنے ایمان پر باقی تھا۔ پس آپ علیہ السلام نے شک کرنے والے گروہ کی طرف رجوع کیا اور ان سے فرمایا: میں کہ صالحؑ ہوں تو انہوں نے آپ کو جھٹلایا اور برا بھلا کہا اور جھڑکتے

ہوئے کہنے لگے: خدا تم سے بیزار ہو۔ صالحؑ یقیناً تم سے مختلف چہرے کے حامل تھے۔ امام فرماتے ہیں: پس آپ منکرین کے پاس گئے تو انہوں نے آپ کی کوئی بات نہ سنی اور آپ سے سخت نفرت کا اظہار کیا۔ پھر آپ تیسرے گروہ کے پاس گئے اور وہ صاحبان یقین کا گروہ تھا اوران سے فرمایا کہ میں صالح ہوں: انہوں نے پوچھا ہمیں کوئی ایسی بات بتا دیجئے جس کی وجہ سے ہم آپ کے حضرت صالح ہونے کے بارے میں شک نہ کریں۔ ہم اس بات میں شک نہیں کرتے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ، جو خالق ہے وہ کسی کو کسی بھی شکل و صورت میں تبدیل کرسکتا ہے۔ جب کہ ہمیں بتایا گیا اور ہم نے قائم کے ظہور کے بارے میں علامات اور نشانیوں کے متعلق جستجو اور تحقیق کی ہے۔ اور یہ اس وقت صحیح ہوگا جب وہ آسمان سے خبر لے کر آئے۔ صالح نے ان سے فرمایا: میں وہی صالح ہوں جو معجزے کے ذریعے اونٹنی لایا تھا۔ انہوں نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ یہی وہ چیز ہے جس کے بارے میں ہم بحث کرتے تھے۔ لیکن یہ بتایئے اس کی علامت اور نشانی کیا تھی آپ نے فرمایا کہ ایک دن اس اونٹنی کے لئے نہر سے پانی پینے کا اوردوسرا دن تمہارے پانی پینے کا معین تھا۔ پس انہوں نے کہا کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو کچھ آپ لے کر آئے اس پر بھی ایمان لائے۔ اس وقت اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: بے شک صالح اپنے پروردگار کی طرف بھیجا گیا ہے۔ (پس اہل یقین نے کہا)

إِنَّ بِمَآ أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوٓا إِنَّا بِالَّذِیٓ آمَنتُم بِهِ كَافِرُونَ (سورہ اعراف آیت ۷۵-۷۶)

"بے شک ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا اور مستکبرین نے کہا (اور وہ شک کرنے والوں اورمنکرین کا گروہ •

تھا)۔ ہم اس چیز کے منکر ہیں جس پر تم ایمان لے آئے ہو"

زید شحام نے پوچھا کیا اس دن کوئی ایسا شخص بھی تھا جو ان کو جانتا تھا اور اہل علم میں سے تھا؟ امامؑ نے فرمایا: خداوند عالم کا عدل اس سے زیادہ ہے کہ زمین کو کسی ایسے عالم کے بغیر چھوڑ دے جو اللہ تعالیٰ کی طرف رہنمائی کرتا ہو۔ اس قوم نے صالحؑ کے خروج اور ظہور کے بعد سات دن اس حالت میں گزارے کہ وہ اپنے لئے کسی پیشوا یا امام کی معرفت نہیں رکھتے تھے مگر اس کے باوجود جو کچھ دین خدا میں سے ان کے ہاتھوں میں تھا اسی پر قائم رہے۔ ان کے عقائد ایک تھے اور جب حضرت صالحؑ نے ظہور فرمایا تو ان کے اردگرد جمع ہو گئے اور اس میں شک نہیں کہ حضرت قائم علیہ السلام کی مثال حضرت صالحؑ کی ہے۔

غیبت حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی غیبت تو امام مہدی علیہ السلام کی غیبت سے کامل مشابہت رکھتی ہے بلکہ اس سے بھی تعجب خیز ہے۔ کیونکہ اللہ رب العزت نے جناب ابراہیمؑ کے آثار وجود کو اس وقت بھی مخفی رکھا جب آپ بطن مادر میں تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے آپ کو شکم مادر سے پشت مادر کی طرف منتقل کردیا۔ پھر آپ کی ولادت کے معاملے کو معینہ وقت کے پورے ہونے تک چھپائے رکھا۔

مجھ سے بیان کیا میرے والد اور محمد بن حسن نے، انہوں نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبداللہ نے، انہوں نے بیان کیا یعقوب بن یزید سے' انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے ہشام بن سالم سے، انہوں نے ابو بصیر سے انہوں نے امام جعفر صادقؑ سے کہ آپؑ نے فرمایا حضرت ابراہیمؑ کے والد نمرود بن کنان کے دربار کے نجومی تھے اور نمرود کوئی حکم اور فرمان ان کی رائے اور مشورے کے بغیر صادر نہیں کرتا تھا۔ ایک رات وہ ستاروں کی طرف دیکھ رہے تھے جب صبح ہوئی تو انہوں نے نمرود سے کہا: میں نے گزشتہ رات عجیب چیز دیکھی ہے۔ نمرود نے پوچھا وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے دیکھا ہے کہ ایک بچہ ہماری سرزمین میں

پیدا ہوگا اور ہماری ہلاکت اور نابودی اسی کے ہاتھوں انجام پائے گی ۔ اور اس کے بطن مادر میں منتقل ہونے میں تھوڑا عرصہ باقی ہے۔ نمرود کو اس بات سے تعجب ہوا اور اس سے پوچھا کہ کیا عورتوں میں سے کسی عورت کے بطن میں وہ منتقل ہوگیا ہے ؟انہوں نے کہا: ابھی تک تو نہیں ہوا ہے ۔ ان کے علم میں یہ بات تو آ گئی تھی کہ یہ بچہ آگ میں جلایا جائے گا ۔ لیکن یہ بات انہیں معلوم نہیں ہوسکتی تھی کہ اللہ تعالیٰ اس کو نجات دلائے گا۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ نمرود نے فرمان جاری کیا کہ عورتوں کو مردوں سے الگ کردیا جائے ۔ پس شہر میں عورتوں میں سے سوائے ایک عورت کے اور کوئی باقی نہ رہی ۔ سب کو شہر بدر کردیا گیا ۔ تاکہ ان کے مرد اپنی عورتوں سے ملاپ نہ کرسکیں ۔ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ کے والد نے اپنی زوجہ کے ساتھ مباشرت کی۔ پس اس کے ساتھ ہی حمل ٹھہر گیا ۔ ایسے میں انہیں گمان ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ وہی بچہ ہو ۔ پس حمل شناس عورتوں کے ایک ٹولے کو مادر ابراہیمؑ کے پاس لائے ۔ اور یہ عورتیں ایسی تھیں کہ کسی عورت کے بطن میں کوئی حمل ہوتو وہ لازماً جان لیتی تھیں ۔ پس انہوں نے حضرت ابراہیمؑ کی مادر کے حاملہ ہونے کے بارے میں کھوج لگایا اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ان کے رحم میں تھا ،اس کو ان کی پشت کی طرف منتقل کردیا۔ ان حمل شناس عورتوں نے کہا: ہم تو اس کے بطن میں کسی حمل کے ہونے کو نہیں دیکھ رہے ہیں ۔ جب مادر ابراہیم نے مولود کو جنم دیا تو ابراہیمؑ کے باپ نے چاہا کہ بچہ نمرود کے حضور پیش کردیا جائے ۔ اس وقت ان کی زوجہ نے کہا اپنے بیٹے کو نمرود کے پاس مت لے جاؤ کیونکہ وہ اسے قتل کر ڈالے گا ۔ اس کو میرے حوالے کردو۔ میں اسے کسی غار میں لے جاؤں گی اور وہیں رکھ دوں گی ۔ یہاں تک کہ اس کی موت آجائے اور تم بھی اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرنے سے بچے

رہو گے۔ انہوں نے کہا لے جاؤ۔ پس وہ آپ کو ایک غار میں لے کر آ گئیں۔ بچے دودھ پلایا اور غار کے دروازے پر ایک بہت بڑا پتھر رکھ کر اور وہاں سے چل دیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی غذا کا ذریعہ آپ کے انگوٹھے کو بنا دیا۔ پس آپ اپنے انگوٹھے کو چوستے تھے تو کو اس سے دودھ مل جاتا تھا۔ صورت حال یہ تھی کہ آپ عام بچے ایک ہفتہ میں جتنے بڑے ہوتے آپ ایک دن میں اتنے بڑے ہو جاتے تھے۔ پس آپ کچھ عرصہ اس غار میں رہے۔ پھر ایک دن آپؑ کی والدہ نے آپؑ کے والد سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس بچے کو دیکھنے کے لئے لے جاؤں۔ اجازت لے کر وہ غار میں آ گئیں۔ تو غیر متوقع طور پر دیکھا کہ ابراہیمؑ ابھی زندہ ہیں اور آپ کی آنکھیں چراغوں کی طرح چمک رہی ہیں۔ ماں نے آپ کو گود میں لیا اور سینے سے لگایا۔ دودھ پلایا اور وہاں سے چلی گئیں۔ پس ان کے والد نے بچے کے بارے میں سوال کیا تو (تقیہ) جواب دیا کہ میں نے اسے سپرد خاک کر دیا ہے۔ کچھ عرصہ بعد ان کا معمول بن گیا کہ وہ کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر گھر سے نکل جاتیں اور ابراہیمؑ کے پاس جا کر انہیں گود میں لے لیتیں۔ پیار کرتیں، دودھ پلاتیں اور پھر واپس چلی آتیں۔ جب وہ اس قابل ہو گئے کہ چلنے پھرنے لگے تو انہی دنوں میں ایک مرتبہ ان کے والدہ حسب معمول ان کے پاس آئیں اور اپنا کام کرنے بعد جب جانے لگیں تو آپ نے ان کا دامن پکڑ لیا۔ ماں نے پوچھا: بیٹا کیا بات ہے؟ آپ نے کہا: مجھے اپنے ساتھ لے جائیے۔ ماں نے کہا ٹھہر جایئے کہ میں آپ کے والد سے اس کی اجازت لے لوں۔

پس حضرت ابراہیمؑ نے اپنی ذات کو پردۂ غیب میں رکھا اور اپنے امور کو پوشیدہ رکھا۔ یہاں تک کہ ظاہر ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے امر کو عیاں کر دیا اور اللہ تعالیٰ

نے آپ کے ذریعے سے اپنی قدرت کاملہ کا اظہار کردیا۔ پھر آپ دوسری غیبت میں چلے گئے۔ اور یہ اس وقت کی بات ہے جب طاغوتی اور جابر حکمران نے آپ کو مصر سے جلاوطن کردیا۔ پس آپ نے فرمایا:

واعتز لکم وما تدعون من دون اللّٰه وادعوا ربی عسی الا کون بدعآء ربی شقیا (سورہ مریم آیت ۴۸)

''میں تم سے اور جن جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو الگ ہوتا ہوں۔ اور اپنے پروردگار سے دعا کروں گا۔ امید ہے کہ میں اپنے پروردگار سے دعا کرنے کے سبب ناکام نہ رہوں۔

اللہ رب العزت نے فرمایا:

فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَهَبْنَالَهٗ اِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ○ وَوَهَبْنَالَهُمْ مِنْ رَّحْمَتِنَا وَ جَعَلْنَالَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا (سورہ مریم آیت ۴۹۔۵۰)

''پس جس وقت وہ ان چیزوں سے جن کی وہ خدا کے سوا عبادت کرتے تھے الگ ہوگئے تو ہم نے انہیں اسحٰق و یعقوب عطا کئے۔ اور ہر ایک کو ہم نے نبیؑ بنایا۔ اور ان سب کو ہم نے اپنی رحمت سے حصہ دیا۔ اور ہم نے ان سب کے لئے بلند مرتبہ کا ذکر خیر مقرر کیا''

یعنی علی ابن ابی طالبؑ کے ذریعے سے کیونکہ ابراہیم نے خدائے متعال سے دعا کی تھی کہ آخرین میں ان کے لئے ایک حق گو اور صادق زبان قرار دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کے لئے علیؑ کو لسان صدق قرار دیا۔ پس خبر دی حضرت علیؑ نے کہ قائم علیہ السلام ان کی نسل میں سے

گیارہویں فرزند ہیں ۔اور تحقیق کے ساتھ وہیں مہدیؑ ہیں جو زمین کو عدل و انصاف سے بھردیں گے کہ جس طرح وہ ان سے قبل ظلم وستم سے بھرچکی ہوگی ۔ اور یہ بھی کہ ان کے لئے ایک ایسی غیبت ہوگی اورلوگوں کو ان کے بارے میں سرگردانی ہوگی کہ جس کی وجہ سے بہت سے گروہ گمراہ ہو جائیں گے ۔ اور بہت سے گروہ ہدایت پائیں گے اور یہ بالضرور واقع ہوگا ۔ جس طرح کہ اس نے خلقت کا جامہ پہن لیا ہے ۔ اورآپ نے کمیل بن زیاد نخعی سے مروی حدیث میں یہ بیان فرمایا :

"بے شک یہ زمین قائم رہے گی ایک حجت کے ذریعے جوظاہر اور مشہور ہوگا یا مخفی اور پوشیدہ ہوگا تاکہ اللہ کی حجتیں اور اس کی روشن دلیلیں باطل اور لغو نہ ہو جائیں"

میں نے ان دو روایتوں کو اسی کتاب میں اسناد کے ساتھ اس باب میں ذکرکیاہے ۔ جہاں حضرت امیرالمومنینؑ سے وقوع غیبت کے بارے میں روایات بیان کی گئی ہیں ۔ اور انہیں یہاں پرمکرر اس لئے ذکر کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی داستان میں بیان کرنے کی ضروری پڑی۔

غیبت حضرت یوسف علیہ السلام

حضرت یوسف علیہ السلام کی غیبت کی مدت بیس سال تھی ۔ اس دوران میں آپ نے کبھی اپنے بالوں میں تیل لگایا نہ سرمہ استعمال کیا اور نہ ہی خوشبو سے خود کو معطر کیا اور نہ ہی کسی عورت کو مس کیا ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کے لئے ان کے پراگندہ خاندان کو دوبارہ یکجا کردیا اور یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں اور والد اور خالہ کو جمع کر دیا ۔ ان بیس سالوں میں سے تین دن تو کنویں میں رہے اور چند سال زندان میں رہے جبکہ باقی سال سریر آرائے سلطنت رہے ۔ آپ علیہ السلام مصر میں تھے اور یعقوب علیہ السلام فلسطین میں تھے ۔ اور ان کے درمیان فاصلہ صرف نو دنوں کے سفر کا تھا ۔ آپ کی غیبت کے دوران میں آپ کے حالات مختلف تھے ۔ کبھی آپ کے بھائیوں نے آپ کو قتل کرنے پر اتفاق رائے کیا ۔ پھر اس کو بدل کر آپ کو کنویں میں پھینکنے کا فیصلہ کیا ۔ پھر آپ علیہ السلام کو سستے داموں فروخت کردیا ۔ اس کے بعد عزیز مصر کی بیوی کے مکروفریب سے دوچار ہونا پڑا ۔ پھر چند سال قید کی زندگی گزارنی پڑی ۔ اس کے بعد آپ مصر کے بادشاہ بن گئے اور یوں اللہ تعالیٰ نے آپ کے خاندان کو دوبارہ یکجا کردیا اور جو خواب آپ نے دیکھا تھا اس کی تعبیر پوری کردی ۔

ہم سے بیان کیا محمد بن علی بن ماجیلویہ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا

محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے حسین بن حسن بن ابان سے' انہوں نے محمد بن اور مہ سے انہوں نے احمد بن حسن میثمی سے انہوں نے حسن واسطی سے' انہوں نے حسام بن سالم سے انہوں نے ابو عبداللہ (امام جعفر صادقؑ) سے کہ آپ نے فرمایا:
ایک بدو عرب حضرت یوسف کے پاس غلہ خرید نے آیا۔ آپ نے اس کے لئے فروخت کر دیا۔ جب اس کام سے فارغ ہوئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اس سے کہا، تم کہاں رہتے ہو؟ اس نے کہا فلاں جگہ۔ راوی کہتا ہے: انہوں نے کہا پس تم فلاں صحرا میں ٹھہر جاؤ اور اے یعقوبؑ! اے یعقوب! کہہ کر پکارنا۔ ایک نہایت بزرگ' خوبصورت' لحیم شحیم شخص تمہارے پاس آئے گا۔ اسے کہہ دینا کہ مصر میں' میں نے ایک شخص سے ملاقات کی ہے اور وہ آپ کو سلام کہہ رہا ہے۔ وہ تجھ سے کہیں گے تمہاری یہ امانت اللہ عزوجل کے پاس ضائع نہیں جائے گی۔ راوی کہتا ہے پس وہ اعرابی اس مقام تک پہنچ گیا۔ اس نے اپنے غلاموں سے کہا کہ میرے اونٹ کا خیال رکھو اور پھر آواز دینے لگا: اے یعقوب! اے یعقوب! پس ایک طویل قامت لحیم شحیم اور خوبصورت نابینا شخص نکل آیا جو دیوار کا سہارا لئے آگے بڑھ رہا تھا۔ اس آدمی نے پوچھا: کیا آپ ہی یعقوبؑ ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پس اس نے جو کچھ حضرت یوسفؑ نے کہا تھا' وہاں تک پہنچایا تو یعقوب بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ پھر ہوش میں آئے تو انہوں نے کہا! اے اعرابی کیا تمہیں اللہ سے کسی چیز کی ضرورت ہے؟ اس نے کہا میں بہت مالدار شخص ہوں۔ اور میری بیوی میرے چچا کی لڑکی ہے۔ مگر اس سے کوئی لڑکا نہیں ہوا۔ میں چاہتا ہوں آپ دعا کریں کہ خدا مجھے ایک بیٹا عطا کر دے۔ راوی کہتا ہے انہوں نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر اللہ عزوجل سے دعا کی۔ پس اس کی بیوی نے چار مرتبہ

جڑواں بچے جنے۔ پس یعقوب جانتے تھے کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں اور مرے میں ہیں۔اور اللہ تعالٰی ان کی غیبت کے بعد ان کو ظاہر کردے گا۔ وہ اپنے بیٹوں سے یہی کہا کرتے تھے۔

"اِنِّیْ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ" (سورہ یوسف آیت ۹۸)

"جو کچھ میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے"

ان کے گھر والے اور اقرباء یوسفؑ کو یاد کرنے پر انہیں ملامت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب انہیں یوسفؑ کی خوشبو محسوس ہوئی تو انہوں نے کہا۔

"اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَا اَنْ تُفَنِّدُوْنَ قَالُوْا تَاللّٰہِ اِنَّکَ لَفِیْ ضَلٰلِکَ الْقَدِیْمِ فَلَمَّا اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ (وَھُوَ یَھُوْدَ اَبْنُہٗ وَالْقٰی قَمِیْصَ یُوْسُفَ)اَلْقٰہُ عَلٰی وَجْھِہٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا ہ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّکُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ"

(سورہ یوسف آیت ۹۴ تا ۹۶)

"بے شک میں یوسف کی خوشبو کو محسوس کر رہا ہوں کیونکہ تم مجھے ملامت کرتے ہو۔ وہ کہنے لگا خدا کی قسم اس میں شک نہیں کہ تم اپنی پرانی گمراہی پر قائم ہو اور جب بشارت دینے والا آ گیا اور(وہ ان کا بیٹا یہودہ تھا اور یوسفؑ کی قمیص کو) ان کے چہرے سے مس کیا تو ان کی بینائی دوبارہ لوٹ آئی تو وہ کہنے لگے کیا میں تم سے نہیں کہتا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے"

غیبت حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیبت کے بارے میں ہم سے بیان کیا حسین بن احمد بن ادریس نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابوسعید سہل بن زیاد ادمی الرازی نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن آدم نسائی نے، انہوں نے اپنے والد آدم بن ابی ایاس سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا مبارک بن خزالہ نے، انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے سید العابدین بن حسین علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام حسین بن علی علیہما السلام سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار سید الوصیین امیر المومنین علیؑ بن ابی طالبؑ سے آپ نے فرمایا: کہ رسول خداؐ نے فرمایا جب حضرت یوسف کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے اپنے شیعوں اور اہل بیتؑ کو یکجا کیا خدا کی حمد وثناء بجالائے۔ پھر انہیں بتایا کہ وہ شدت اور سختی اور مصیبت سے دوچار ہوجائیں گے۔ جس میں ان کے مرد مارے جائیں گے۔ اور حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کئے جائیں گے بچے ذبح کئے جائیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ حق کو لاوی بن یعقوب کی اولاد میں سے ایک ظہور کرنے والے کے ذریعے غالب کردے گا۔ اور وہ ایک گندم گوں بلند قامت شخص ہوگا۔ اور اس کی صفات انہیں بتادیں۔ پھر آپ نے اسے وصیت کی کہ اس سے تمسک رکھو۔ پھر غیبت اور شدت دونوں بنی

اسرائیل پر واقع ہوئیں اور وہ چار سو سال تک قائم کے ظاہر ہونے کے منتظر رہے۔ یہاں تک کہ ان کی ولادت کی بشارت انہیں دی گئی۔ اور انہوں نے ظہور کی علامات دیکھیں۔ اور امتحان اور بلائیں ان پر شدید ہوگئیں۔ اور لکڑیوں اور پتھروں سے ان پر حملے کیے گئے تو انہوں نے فقیہ اور عالم کو بلایا جس کی باتوں سے انہیں آرام اور سکون ملتا تھا۔ اور اس دوران میں انہوں نے روپوشی اختیار کی ہوئی تھی۔ پس انہیں خط لکھا جب ہم پر سخت وقت گزرتا تھا ہم آپ کی باتوں سے سکون اور آرام حاصل کر لیتے تھے۔ چنانچہ وہ انہیں لے کر دشت کی طرف نکلے اور قائم زمانہ کے بارے میں انہیں بتانے لگے کہ اب ان کا ظہور قریب آچکا ہے۔ وہ چاندنی رات تھی۔ ایسے میں موسیٰ علیہ السلام ان کی طرف بڑھے اس وقت آپ نوجوان تھے۔ فرعون کے گھر سے نکلے تھے اور آپ سے پاکیزگی کا اظہار ہو رہا تھا۔ پس آپ اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر ان کی طرف بڑھے۔ اس وقت آپ ایک خچر پر سوار تھے۔ اور تن پر ریشم کی سبز چادر تھی۔ جب فقیہ عالم نے انہیں دیکھا تو صفات کے ذریعے پہچان لیا۔ پس ان کے احترام میں کھڑے ہوگئے اور ان کے قدموں میں گر پڑے۔ اور ان کو چوما۔ پھر کہا الحمدللہ جس نے مجھے موت نہیں دی کہ جب تک آپ کی زیارت نہیں کر لی۔ جب شیعوں نے یہ جان لیا کہ یہ وہی ہیں جن کے وہ منتظر تھے تو اللہ عزوجل کے حضور شکرانہ کے طور پر زمین پر سجدہ ریز ہوگئے۔ آپ نے اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہا: میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کشائش میں تعجیل فرمائے۔ اس کے بعد غائب ہوگئے۔ پھر شہر مدائن کی طرف نکل گئے۔ اور حضرت شعیبؑ کے پاس قیام فرمایا۔ آپ کے شیعوں پر دوسری غیبت، پہلی غیبت سے بھی زیادہ شدید اور سخت تھی۔ اور تقریباً پچاس اور چند سال تک جاری رہی۔ اس دوران میں ان پر سختیاں بڑھ گئیں۔ اس دوران میں وہ فقیہ (عالم) بھی مخفی رہا۔ پس ان کو بلا بھیجا اور یہ پیغام بھیجا کہ ہمیں آپ

کے مخفی ہونے پر بھی کوئی صبر اور سکون نہیں ہے۔ وہ ایک ریگستان میں نکلے اور انہیں یقین دلایا اور ان کے دلوں کو مطمئن کر دیا اور انہیں بتلایا کہ اللہ عزوجل نے ان کی طرف وحی بھیجی ہے کہ چالیس سال کے بعد اللہ ان کے لئے کشائش اور مصائب کے خاتمہ کا سامان فراہم کردے گا۔ سب نے مل کر کہا کہ الحمدللہ..... پس اللہ نے وحی بھیجی کہ اسے کہہ دو ہم نے اس مدت کو کم کر کے تیس سال کر دیا چونکہ انہوں نے کہا الحمدللہ پس انہوں نے کہا: ہر نعمت اللہ کی طرف سے ہے۔ اللہ عزوجل نے وحی بھیجی۔ میں نے مدت فرج کو بیس سال قرار دیا۔ پس انہوں نے کہا خیر اور نیکی سوائے خدا کے اور کسی اور کی طرف سے نہیں آتی۔ پس اللہ عزوجل نے وحی بھیجی: میں نے اس مدت کو کم کر کے دس سال کر دیا۔ انہوں نے کہا: برائی اور سختی کو کوئی نہیں ٹالتا سوا اللہ کے۔ پس اللہ نے وحی بھیجی ان سے کہہ دو کہ تم انتظار نہ کرو۔ پس میں نے اجازت دے دی ہے کہ تمہیں کشائش اور فرج کا سامان فراہم ہو جائے۔ وہ لوگ اسی حالت میں تھے کہ اتنے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک گدھے پر سوار ہو کر ان کے سامنے ظاہر ہو گئے۔ پس مرد فقیہ نے چاہا کہ شیعوں کو وہ چیز بتلائے جس کو وہ دیکھ رہے تھے اور موسیٰ آئے اور ان کے سامنے کھڑے ہو گئے اور ان پر سلام کیا۔ پس اس مرد فقیہ نے پوچھا: آپ کا نام کیا ہے؟ آپ نے کہا: موسیٰؑ۔ اس نے پوچھا: کس کے فرزند ہیں؟ آپ نے کہا: عمران کا فرزند ہوں۔ اس نے کہا وہ کس کے فرزند تھے؟ آپ نے کہا، قامت کے بیٹے جو کہ لاوی بن یعقوب کے فرزند ہیں۔ اس نے پوچھا کہ آپ کیا لے کر آئے ہیں؟ تو آپؑ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے رسالت اور پیغمبری لے کر آیا ہوں۔ پس وہ کھڑے ہو گئے اور آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ پھر آپ ان کے درمیان بیٹھ گئے۔ اور ان کے دلوں کو اطمینان دلایا اور کچھ احکامات دینے کے بعد انہیں منتشر کیا۔ پس اس وقت اور فرعون کے غرق ہونے کے وقت کا درمیانی فاصلہ چالیس

سال تھا۔

خلاصہ یہ کہ اسی طرح حضرت موسیٰ کے اوصیاءؑ کی غیبت کا تذکرہ بھی نہایت تفصیل سے کیا گیا ہے۔ پھر حضرت عیسیٰؑ کی رسول معظمؐ کے بارے میں بشارت اور حضرت سلمان فارسی کا حضورؐ کے ظہور سے باخبر ہونا مذکور ہے۔ یہ سب تفصیلی روایات غیبت مہدیؑ کے اثبات کے طور پر درج کی گئی ہیں۔ جنہیں طوالت کے خطرے کے تحت شامل انتخاب نہیں کیا گیا۔

مزید برآں کمال الدین و تمام النعمہ میں حکیم و شاعر قس بن ساعدۃ الایادی، تبع بادشاہ، حضرت عبدالمطلبؑ اور حضرت ابوطالبؑ، سیف بن ذی یزن عارف نبوت، بحیری راہب، ابوالمویہب راہب، سطیح کاہن، یوسف یہودی، ابن حواش المقبل، زید بن عمر بن نفیل وغیرہ کے بارے میں روایات درج ہیں۔ جن کا مقصد و مدعا اہل معرفت شاعروں، دانشوروں، بادشاہوں، راہبوں اور کاہنوں وغیرہ کے حوالے سے غیبت کا تذکرہ ہے۔ مؤلف نے ان تمام روایات غیبت کو غیبت امام مہدیؑ کے اثبات کے ضمن میں پیش کیا ہے۔ انتخاب کی صورت میں ان تمام روایات کا ذکر ناممکن بھی ہے اور غیر اہم بھی۔ کیونکہ ہمارے لیے معصومینؑ کی روایات ہی کافی و وافی ہیں۔ (مظہر عباس)

غیبت مہدیؑ کا غیبت خضرؑ سے استدلال

☆ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ جب رسول خداؐ کا انتقال ہوا تو حضرت خضرؑ دروازے پر تشریف لائے اور تعزیت کی۔ اہل بیتؑ نے ان کا کلام سنا مگر انہیں دیکھا نہیں۔ پس حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: یہ جناب خضرؑ ہیں جو رسولؐ خدا کا پرسہ دینے آئے ہیں۔

☆ روایت میں ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: حضرت خضرؑ نے آب حیات پیا ہے وہ صور پھونکے جانے کے وقت تک زندہ رہیں گے۔ وہ ہمارے پاس آتے ہیں اور سلام کرتے ہیں۔ ہم ان کی آواز سنتے ہیں مگر ان کو دیکھتے نہیں۔ جس جگہ ان کا ذکر کیا جاتا ہے وہ وہاں موجود ہوتے ہیں پس جو بھی ان کا ذکر کرے ان پر سلام بھیجے۔ وہ حج کے موقع پر مکہ میں آتے ہیں۔ حج کرتے ہیں اور عرفات میں کھڑے ہوتے ہیں اور مومنوں کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ جلد ہی اللہ تعالیٰ حضرت خضرؑ کو قائم آل محمدؑ کا مونس قرار دے گا۔ جب وہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہوں گے تو اس تنہائی میں حضرت خضرؑ ان کے رفیق ہوں گے۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

مدینہ میں انتہائی پریشان اور فکر مند حالت میں ایک دیوار سے ٹیک لگائے ہوئے کھڑے تھے کہ ایک شخص آپؑ کے پاس آیا اور بولا : اے ابوجعفرؑ ! آپ غمگین کیوں ہیں؟ اگر آپؑ کو دنیا کا غم ہے تو جان لیں کہ رزق خدا موجود ہے جس میں نیک و بد دونوں شریک ہیں۔ اگر آپ کو آخرت کا غم ہے تو قدرت والے مالک کا وعدہ سچا ہے۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: مجھے یہ غم نہیں ہیں بلکہ میں ابن زبیر کے فتنے کی وجہ سے پریشان ہوں وہ شخص بولا: کیا آپؑ نے دیکھا ہے کہ کوئی شخص اللہ سے ڈرا اور اس کو نجات نہ ملی ہو؟ کسی نے اللہ پر توکل کیا ہو اور اللہ اس کے لیے کافی نہ ہوا ہو۔ کسی نے اللہ کو اختیار کیا ہو اور اللہ نے اس کو اختیار نہ کیا ہو؟ امامؑ نے فرمایا: نہیں۔ پس وہ چلا گیا تو کسی نے امام سے پوچھا: یہ کون شخص تھا؟ آپؑ نے جواب دیا کہ یہ حضرت خضرؑ تھے۔

ہمارے اکثر مخالفین حضرت خضر علیہ السلام سے متعلق روایات کو تسلیم کرتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں مگر نظروں سے پوشیدہ ہیں اور جہاں ان کا ذکر کیا جاتا ہے حاضر ہوتے ہیں۔ یہ لوگ نہ تو ان کے طول حیات کے منکر ہیں۔ اور نہ ہی ایسی احادیث کو خلاف عقل قرار دیتے ہیں۔ مگر امام مہدی علیہ السلام کی غیبت اور طویل حیات پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ (کم نظر) وقت معلوم تک ابلیس ملعون کی غیبت و حیات کو تو مانتے ہیں مگر حجت خدا کی غیبت اور طوال لعمری کو نہیں مانتے۔ حالانکہ آپ کے نام و نسب پر وضاحت کے ساتھ رسول خداؐ سے احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہیں۔ (شیخ صدوق)

غیبت مہدیؑ کا غیبت ذوالقرنین سے استدلال

☆ ابوبصیر روایت کرتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ذوالقرنین نبی نہیں تھے بلکہ اللہ کے نیک بندے تھے۔ وہ خدا کو دوست رکھتے تھے اور خدا بھی ان کو دوست رکھتا تھا۔ وہ خدا سے مخلص تھے اور خدا بھی ان کا خیر خواہ تھا۔ انہوں نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا تو لوگوں نے ان کے سر کے ایک جانب ضرب لگائی۔ پس وہ ایک عرصے تک غائب رہے۔ پھر ان کے پاس آئے تو انہوں نے ان کے سر کی دوسری جانب ضرب لگائی۔ تم میں (امام مہدیؑ) انہی کی سنت (یعنی غیبت) پر ہوں گے۔

☆ سماک بن حارث بیان کرتے ہیں کہ بنو اسد کے ایک شخص نے حضرت علیؑ سے سوال کیا: ذوالقرنین کیسے اس قابل ہوئے کہ مشرق و مغرب تک پہنچے؟ آپ نے فرمایا: خدا نے ان کے لیے ابر کو مسخر کیا تھا اور اسباب کو ان کے لیے نزدیک کیا تھا اور نور کو ان کے لیے کشادہ کیا تھا کہ وہ رات کے وقت بھی اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح دن کے وقت دیکھتے تھے۔

☆ اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ منبر نشین تھے کہ ابن الکوا کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے امیر المومنین! یہ فرمایئے کہ

ذوالقرنین نبی تھے یا ملک؟ ان کے سینگ سونے کے تھے یا چاندی کے؟ آپ نے فرمایا: وہ ملک تھے اور نہ نبی تھے ان کے سینگ سونے کے تھے نہ چاندی کے وہ اللہ کے ایک بندے تھے جو خدا کو دوست رکھتے تھے اور خدا بھی ان کو دوست رکھتا تھا۔ وہ خدا کے لیے مخلص تھے اور خدا ان کا خیر خواہ تھا۔ ان کو اس لیے ذوالقرنین کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا۔لوگوں نے ان کے سر کے ایک طرف ضرب لگائی۔ پس وہ ایک عرصہ تک قوم سے غائب رہے۔ پھر پلٹے تو قوم نے ان کے سر کے دوسری طرف ضرب لگائی۔ اور تمہارے درمیان بھی ذوالقرنین کی مثال موجود ہوگی۔

☆ جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسالت مآب نے فرمایا: ذوالقرنین ایک صالح شخص تھے جن کو خدا نے اپنے بندوں پر حجت قرار دیا تھا۔ انہوں نے اپنی قوم کو دین حق کی طرف بلایا اور انہیں گناہوں سے پرہیز کا حکم دیا۔لوگوں نے ان کے سر کی ایک جانب ضربُ لگائی تو وہ اپنی قوم سے ایک عرصے کے لیے غائب ہوگئے۔ یہاں تک کہ لوگوں نے سمجھا کہ وہ ہلاک ہوگئے یا مر گئے ہیں۔ حالانکہ وہ کسی صحرا میں پوشیدہ ہوگئے تھے۔ پھر ظاہر ہوئے اور قوم کی طرف لوٹے تو قوم نے ان کے سر کی دوسری جانب ضرب لگائی۔ یقیناً تمہارے (امت مسلمہ کے)درمیان بھی ایک شخص ان کی سنت پر ہوگا۔ ذوالقرنین کو حق تعالیٰ نے زمین پر متمکن کیا اور ان کو ہر شے کا ایک سبب عطا فرمایا۔ وہ دنیا میں مشرق سے مغرب تک پہنچے اور اللہ جلد ان کی سنت کو ہمارے فرزندوں میں سے قائم (علیہ

السلام) میں جاری کرے گا۔ جو مشرق و مغرب کو طے کرے گا۔ یہاں تک کہ کوئی صحرا، میدان اور پہاڑ جو ذوالقرنین نے طے کیا تھا باقی نہ بچے گا کہ جسے وہ طے نہ کرے۔ اور زمین کے خزانوں اور معادن کو خدا اس کے لیے ظاہر کرے گا۔ اور اس کی مدد کرے گا۔ دلوں میں اس کا رعب و دبدبہ ڈالے گا۔ وہ زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

(غیبت مہدی علیہ السلام کے استدلال کے لیے یہ روایات بھی نہایت اہمیت کی حامل ہیں۔)

غیبت مہدیؑ کے بارے میں رسول معظمؐ کے فرمودات

(۱) جابر بن عبداللہ انصاری روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا: مہدیؑ میری نسل سے ہوگا۔ اس کا نام میرا نام اس کی کنیت میری کنیت ہے۔ وہ خلق و خلق میں تمام لوگوں سے زیادہ مجھ سے مشابہ ہوگا۔ اس کی غیبت واقع ہوگی۔ اور حیرانی سے کثیر تعداد گمراہ ہو جائے گی۔ شہاب ثاقب کے مانند ظاہر ہوگا اور زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔

(۲) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا: طوبیٰ اس کے لئے ہے جو قائم اہل بیتؑ کو پائے۔ ان کی غیبت میں ان کے قیام سے پہلے ان پر ایمان رکھے۔ ان کے دوستوں سے محبت اور ان کے دشمنوں سے نفرت کرے۔ ایسا شخص قیامت کے دن میرا رفیق، صاحب مودت اور مکرم ہوگا۔

(۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے: طوبیٰ ان کے لئے ہے جو میرے اہل بیتؑ کے قائمؑ کو پائیں گے۔ ان کے قیام سے پہلے ان کی پیروی کریں گے۔ ان کی غیبت میں ان پر اور

جوان سے پہلے آئمہ گزر چکے ہیں' پر ایمان رکھیں گے اور اللہ کے لئے ان کے دشمنوں سے بیزار رہیں گے۔ اور وہ لوگ میرے رفیق اور میری امت کے سب سے با عزت افراد ہوں گے۔

(۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے آباؤ اجداد کے سلسلہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا: مہدیؑ میری نسل سے ہوگا۔ اس کا نام میرا نام اور اس کی کنیت میری کنیت ہوگی ۔ وہ خلق میں سب سے زیادہ مجھ سے مشابہ ہوگا۔ اس کی غیبت واقع ہوگی جس سے حیرانی ہوگی۔ جس میں ایک بڑی تعداد اپنے دین سے گمراہ ہو جائے گی۔ پھر وہ شہاب ثاقب کی مانند ظہور کرے گا اور زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

(۵) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنے آباؤ اجداد کے سلسلہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خداؐ ارشاد فرماتے ہیں : مہدی علیہ السلام میری نسل سے ہوگا۔اس کے لئے غیبت ہے ۔جس کی وجہ سے امت حیرت میں مبتلا ہوگی اور گمراہ ہو جائے گی ۔ وہ تبرکات انبیاءؑ کے ساتھ ظہور کرے گا اور زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

(۶) امیر المومنین امام علی ابن ابی طالب علیہالسلام سے مروی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ افضل عبادت امام قائم (علیہ السلام) کے ظہور کا انتظار ہے۔

(۷) ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ علیؑ میری امت کا امام اور میرے بعد ان پر خلیفہ ہے اور اس کی اولاد میں قائمؑ منتظرؑ ہوگا جو

زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھردے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بشیر بنا کر بھیجا جو لوگ اس کے زمانہ غیبت میں اپنے قول پر قائم رہیں گے وہ کبریت احمر سے زیادہ قابل قدر ہوں گے۔

پس جابر بن عبداللہ انصاری نے عرض کیا: یارسول اللہ کیا آپ کے فرزند قائم کے لئے غیبت واقع ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ خدا کی قسم اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مومنین کو سرفراز کرے گا اور کافروں کو مٹائے گا۔ یہ اوامر اللہ کے امر سے ایک (امر) ہے۔ اور راز ہائے پروردگار میں سے ایک راز ہے۔ جو کہ بندگان خدا سے پوشیدہ ہے۔ پس جو اس میں شک کرے گا تو گویا امر رب میں شک کرے گا اور وہ کافر ہے۔

(۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آباؤ اجداد کے سلسلہء نسب سے امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ سے ایک طویل حدیث میں حضور اکرمؐ کی وصیت کے بارے میں بتایا، جس میں آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ جان لو کہ ان لوگوں کا ایمان تعجب خیز اور انکا یقین عظیم ترین ہے جو آخر زمانے میں ہوں گے۔ جب کہ ان کے درمیان کوئی نبی نہ ہوگا اور حجت خدا ان کی نظروں سے پوشیدہ ہوں گے۔ اس کے باوجود وہ اندھیروں میں روشنی پر ایمان لائیں گے۔

غیبت مہدیؑ کے بارے میں
امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کے منتخب فرمودات

(۱) امیر المومنین علی علیہ السلام نے امام قائمؑ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ قائمؑ کی غیبت اتنی طویل ہو جائے گی کہ جاہل کہنے لگیں گے کہ اللہ تعالیٰ کو (کارہدایت کے لئے اب) آل محمدؑ کی ضرورت نہیں ہے۔

(۲) امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: اے اللہ تو زمین کو خلق پر اپنی حجت سے خالی نہ چھوڑ چاہے وہ ظاہر ہو یا پوشیدہ تاکہ تیرے دلائل و براہین باطل نہ قرار پائیں۔

(۳) حضرت علی علیہ السلام نے منبر کوفہ پر اپنے خطبہ میں فرمایا: اے اللہ لازم ہے کہ تیری زمین تیری حجت سے خالی نہ رہے۔ جو لوگوں کو تیرے دین کی طرف ہدایت کرے اور تیرے دین کی تعلیم دے تاکہ تیری حجت باطل نہ ہو اور تیرے اولیاء کی اتباع کرنے والے گمراہ نہ ہوں بعد اس کے کہ انہیں ہدایت مل چکی ہو۔ چاہے یہ حجت ظاہر ہو جس کی اطاعت نہ کی جا رہی ہو یا پوشیدہ ہو اور دشمن اس کی تاک میں ہوں تو خود لوگوں کی نظروں

سے پوشیدہ ہو جب کہ لوگ ہدایت یافتہ ہوں اور اس کا علم اور احکام مومنین کے دلوں میں ثابت ہوں جس پر وہ عمل کریں۔

(۴) امیر المومنین امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ (غیبت امامؑ میں لوگ) امامؑ کو اس طرح تلاش کریں گے جس طرح اپنے ریوڑ کے لئے اچھی چراگاہ تلاش کرتے ہیں اور (اُسے) نہیں پاتے۔

(۵) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: وہ صاحب امرؑ (امام غائبؑ) شرید (بقیہ) طرید (کھوج لگایا ہوا) فرید (یکتا) اور وحید (اکیلا) ہوگا۔

(۶) امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارے قائمؑ کی غیبت کو اللہ تعالیٰ اتنا طول دے گا کہ شیعہ اس کی تلاش اس طرح کریں گے جس طرح اپنے ریوڑ کے لئے سرسبز چراگاہ کی تلاش کرتے ہیں اور اسے نہیں پاسکیں گے۔ پس ان میں جو اپنے دین پر ثابت قدم رہ جائیں گے اور اپنے امام کی غیبت سے تنگدل نہ ہوں گے، ایسے لوگ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوں گے۔ پھر فرمایا: ہمارا قائم جب قیام کرے گا تو اس کی گردن میں کسی کی بیعت نہیں ہوگی۔ اسی لئے اللہ نے اس کی ولادت کو مخفی اور اس کی شخصیت (وجود) کو غائب رکھا ہے۔

(۷) امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ اے حسینؑ! تمہاری اولاد میں سے نواں قائم بالحق، دین کو ظاہر کرنے والا اور عدل کو نافذ کرنے والا ہوگا۔ امام حسینؑ نے فرمایا! یا امیر المومنینؑ کیا ایسا فرد آئے گا آپ نے فرمایا: ہاں قسم ہے اس ذات کی جس نے محمدؐ کو نبوت کے ساتھ مبعوث کیا اور تمام خلق میں مصطفیٰ کیا۔ وہ قیام کرے گا مگر ایک طویل

غیبت کے بعد ۔صرف وہ لوگ اپنے دین پر ثابت قدم رہیں گے جومخلص ہوں گے اور دین کی دولت سے مالدار ہوں ۔ ان لوگوں نے ہماری ولایت کا عہد لیا ہے ۔ اوراللہ نے ان کے دلوں کوایمان سے منور کیا ہے نیز اپنی رحمت سے ان کی مدد کی ہے۔

(۸) عبداللہ بن ابی عقبیٰ شاعر نے بیان کیا کہ میں نے جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کو فرماتے ہوئے سنا: اے گروہ شیعہ ! میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ اونٹ کی طرح بلبلاتے پھر رہے ہو کہ تمہیں چراگاہ مل جائے ۔ لیکن تم اس کونہیں پار ہے ہو۔

(۹) امیر المومنین نے ابن عباس سے فرمایا: ہر سال شب قدر آتی ہے ۔ اور اسی رات احکام سنت نازل ہوتے ہیں اور یہ احکام رسول اللہؐ کے بعد ان کے اولیاء پر نازل ہوتے ہیں ۔ ابن عباس نے پوچھا: وہ اولیاء کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں اور میرے بعد میرے صلب سے گیارہ آئمہ محدثینؑ جو رسول اللہؐ سے نقل کرنے والے ہیں ۔

(۱۰) اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں کہ میں جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے پاس گیا تو دیکھا کہ آپ کسی فکر میں ڈوبے ہوئے ہیں اور انگلی سے زمین کرید رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ ! میں نے آج تک آپ کو اتنا فکر مند نہیں دیکھا ، کیا کوئی فکر دنیا ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں خدا کی قسم میں نے اس دنیا سے ایک دن کبھی رغبت نہیں رکھی۔ میں تو اس مولود کے بارے میں سوچ رہا ہوں جو میری نسل سے میرے بعد گیارھواں لال فرد امامت ہوگا۔ وہ مہدی ہوگا جو دنیا کو عدل وانصاف

سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔ اس کے لیے حیرت اور غیبت ہے۔ (حیرت اور غیبت بھی ایسی) کہ جس میں اکثر اقوام گمراہ ہو جائیں گی اور (صرف) ایک قوم ہدایت پائے گی۔ میں نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ کیا ایسا (ہی) ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ اور اے اصبغ میں تم کو اس کی خبر دے رہا ہوں کہ وہی (ہدایت پانے والے) لوگ بہترین لوگ ہیں۔ میں نے عرض کیا: اس کے بعد کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: اس کے بعد اللہ وہی کرے گا جو چاہے گا۔ اسی کے لیے ارادے، مقاصد اور اختتام ہیں۔

صحیفہء فاطمہؑ

(چہاردہ معصومینؑ اور امہاتِ معصومینؑ کے اسماء گرامی)

مجھ (شیخ صدوق) سے محمد بن ابراہیم بن اسحٰق طالقانی نے ان سے حسن بن اسماعیل نے' ان سے ابوعمرو نے سعید بن محمد بن قطان نے' ان سے عبداللہ بن محمد سلمٰی نے' ان سے محمد بن عبدالرحمان نے' ان سے محمد بن سعید بن محمد نے' ان سے عباس بن ابوعمرو نے' ان سے صدقہ بن ابوموسیٰ نے' ان سے ابونذرا نے بیان کیا کہ جب امام محمد باقرعلیہ السلام کا وقت رحلت قریب آیا تو آپ نے اپنے صاحبزادے امام جعفر صادقؑ کو طلب فرمایا اوران سے عہد (امامت) لیا۔ امام محمد باقر کے بھائی زید بن علی بن حسین نے امام سے فرمایا: اے بھائی آپ کیوں نہیں (اس امت کو) حسنؑ و حسینؑ کی طرح انجام دیتے یعنی جس طرح امام حسنؑ کی طرح امام حسینؑ امام ہوئے اسی طرح میں آپ کے بعد امام بنایا گیا ہوں) آپ نے فرمایا: اے ابوالحسن امامت کسی مثال کی پیروی میں انجام نہیں دی جاسکتی اورعہد امامت رسم کے طور پر ایک دوسرے کو نہیں دیا جاتا بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی حجتوں میں سے طے شدہ امور ہیں۔ پھر آپ نے جابر بن عبداللہ کو بلایا اور فرمایا: اے جابر وہ حدیث بیان کرو جو تم نے صحیفہ (فاطمہ) میں دیکھی ہے۔ جابر نے کہا: ہاں اے ابو

جعفرؓ ایک مرتبہ میں جناب فاطمہ کی عصمت سرا پر حاضر ہوا تا کہ امام حسنؑ کی ولادت کی مبارک باد دوں میں نے دیکھا کہ جناب سیدہ کے ہاتھ میں سفید چادر میں صحیفہ ہے۔

میں نے عرض کیا: اے سیدۃ النساء! آپ کے ہاتھ میں یہ صحیفہ کیسا ہے؟

انہوں نے فرمایا: اس میں میری اولاد میں سے ہونے والے آئمہ کے اسماء ہیں۔

میں نے عرض کیا: کیا میں اسے دیکھ سکتا ہوں۔ بی بی نے فرمایا: اے جابر اس کو صرف نبی یا نبی کا وصی یا اہل بیتؑ ہاتھ لگا سکتے ہیں۔ اگر ایسا حکم نہ ہوتا تو میں تم کو ضرور دکھا دیتی۔ ہاں اتنی اجازت دے سکتی ہوں کہ (بغیر ہاتھ لگائے) اسے دیکھ لو۔

جابر کہتے ہیں کہ میں نے صحیفے کو پڑھا تو اس میں تحریر پایا ابو القاسم محمد بن عبداللہ مصطفیٰؐ جن کی والدہ آمنہؑ بنت وہب، ابو الحسن علیؑ بن ابی طالبؑ المرتضیٰ، جن کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف ابو محمد حسن بن علیؑ البر، ابو عبداللہ حسینؑ بن علی تقیؑ، ان دونوں کی والدہ فاطمہ بنت محمدؐ ابو محمد علی بن حسین العدل ان کی والدہ شہر بانو بنت یزد جرد ابن شہنشاہ، ابو جعفر محمد بن علی الباقر جن کی والدہ ام عبداللہ بنت حسنؑ علی ابن ابی طالبؑ، ابو عبداللہ جعفر بن محمد الصادق جن کی والدہ ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابو بکر، ابو ابراہیم موسیٰ بن جعفر ثقہ جن کی والدہ ایک کنیز جن کا نام حمیدہ ابو الحسن علی بن موسیٰ رضا جن کی والدہ ایک کنیز جن کا نام نجمہ، ابو جعفر محمد بن علیؑ ذکی جنکی والدہ ایک کنیز جن کا نام خیزران، ابو الحسن علیؑ بن محمدؑ امین جن کی والدہ سوسن کنیز، ابو محمد حسن علی رفیق جن کی والدہ سمانہ کنیز اور ان کی کنیت ام الحسن، ابو القاسم محمد بن حسنؑ یہ خلق پر اللہ کی حجت قائم ہیں جن کی والدہ نرجس کنیز صلوات اللہ علیہم اجمعین۔

لوح فاطمہؑ میں ذکر مہدیؑ

رسول معظمؐ نے حضرت فاطمہؑ زہرا کو ایک لوح (تختی) دی تھی۔ سیدہ نے یہ تختی جناب جابر بن عبداللہ انصاری کو دکھائی انہوں نے اسے پڑھا اور بعد میں ابوجعفر محمد بن علی امام باقرؑ کے تنہائی میں اس لوح کے بارے میں پوچھنے پر اس کے متعلق بتایا۔ امام جعفر صادقؑ روایت کرتے ہیں کہ جابر نے کہا: میں اللہ کی گواہی دے کر کہتا ہوں کہ میں رسول خداؐ کی زندگی میں آپ کی جدہ جناب زہراسلام اللہ علیہم کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ جناب امام حسینؑ کی ولادت کی مبارک باد دے سکوں۔ میں نے بی بی کے ہاتھوں میں ایک سبزلوح دیکھی مجھے گمان ہوا کہ یہ زمرد کی ہے۔ اس کی کتابت ایسی نورانی تھی جیسے سورج کا نور ساطع ہو۔ میں نے عرض کیا اے بنت رسول! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، یہ کیسی لوح ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ لوح اللہ نے اپنے رسول کو بھیجی ہے۔ اس میں میرے والد کا نام علیؑ کا نام، میرے دونوں بیٹوں کے نام اور ان کے بعد کے اوصیاء کے نام ہیں۔ یہ میرے والد نے مجھے عطا فرمائی تا کہ اس طرح میں خوش ہو جاؤں۔

خلاصہ روایت یہ ہے کہ جابر نے اسے پڑھا اور نقل کرلیا۔ امام محمد باقر جابر کے ساتھ اس کے گھر اس لوح کو دیکھنے گئے آپؑ نے فرمایا: جابر تم اس پر نظر رکھو

اور میں تمہیں بیان کرتا ہوں کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ آپ نے حرف بہ حرف اس کی تحریر سنائی ، اور جابر نے عرض کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ جو آپ نے فرمایا ایسا ہی ہے۔ تحریر یہ تھی:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ کتاب اللہ عزیز و حکیم کی جانب سے محمدؐ کے لئے نور و سفیر و حجاب و دلیل ہے۔ جس کو روح الامینؑ رب العالمین کی جانب سے لے کر نازل ہوئے۔ اے محمدؐ میرے نام کی عظمت بیان کرو۔ میری نعمتوں کا شکرادا کرو اوران کا انکار نہ کرو۔ میں اللہ ہوں جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ۔ میں جابروں کا جبر توڑنے والا اور تکبر کرنے والوں کو نابود کرنے والا' ظالموں کو ذلیل کرنے والا ہوں اور قیامت کے دن حساب کرنے والا ہوں ۔میں اللہ ہوں جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ۔ پس جو میرے علاوہ کسی غیر سے امید لگائے اور کسی غیر سے خوف کھائے تو میں اسے ایسا عذاب دوں گا جیساعذاب کائنات میں کسی کو نہیں ہوا۔ پس میری عبادت کرو اور مجھ پر ہی توکل کرو۔ میں نے کوئی بھی نبی مبعوث نہیں کیا مگر یہ کہ جب اس کے دن پورے ہوئے اور اس کی عمر تمام ہوئی تو میں نے اس کا وصی مقرر کیا۔ اور میں نے تم کو تمام انبیاءؑ پر فضیلت دی اور تمہارے وصی کو تمام اوصیاء پر فضیلت دی اور اس کے بعدتم کو سبطین حسنؑ وحسینؑ سے مکرم کیااور میں نے حسنؑ کو ان کے والد کے بعد اپنے علم کا معدن قراردیا اور حسینؑ کو اپنی وحی کا خزینہ دار قراردیا اور اس کو شہادت کے ساتھ مکرم کیا۔اور اس پر سعادت کوختم کیا،وہ شہداء میں افضل ہے اورسب سے بلند درجہ والا ہے۔ اس کے ساتھ میرا کلمہ تامہ اور حجت بالغہ ہے۔اس کے بعد اس کی عترت کو (فضائل سے مکرم) قراردیا۔ ان میں اول علی سید الساجدینؑ اور گزشتہ

اولیاء کی زینت ہیں۔ اور ان کا فرزند جس کا نام اس کے جد کے نام پر محمد باقرؑ ہے جو میرے علم کو ظاہر کرنے والا اور حکمت کا معدن ہے۔ عنقریب ہلاک ہو جائیں گے وہ لوگ جو جعفر (کی امامت کے بارے میں شک کریں گے۔ اس کا انکار کرنے والا میرا منکر ہے۔ میرا یہ وعدہ پورا ہوگا کہ میں جعفر کی عظمت کو اجاگر کردوں گا اور اس کے دوستوں' پیروؤں اور مدد کرنے والوں کی وجہ سے اسے خوش کردوں گا۔ موسیٰؑ (کاظم) کے بعد شدید کھڑا ہوگا۔ شریعت کی رسی نہیں ٹوٹے گی اور میری حجت پوشیدہ نہیں رہے گی۔ اور میرے اولیاء کبھی شقاوت کے مرتکب نہیں ہوں گے۔ پس جو ان آئمہ میں سے کسی ایک کا انکار کرے گا گویا اس نے میری نعمتوں کو جھٹلایا اور میری کتاب میں تغیر کیا اور مجھ پر جھوٹ باندھا۔ ایسے جھوٹوں اور منکروں کے لئے جہنم ہے۔ جو میرے بندے اور حبیب موسیٰ (کاظم) کے بعد اٹھائیں گے۔ اور آٹھویں (امام) کو جھٹلانے والا ایسا ہے گویا اس نے تمام کو جھٹلایا۔ علی (رضاؑ) میرا ولی اور ناصر ہے جس کے کندھے پر میں (نیابت) نبوت کا بوجھ ڈال دوں گا اور سختیوں سے اس کی آزمائش کروں گا۔ اس کو ظالم قتل کریں گے۔ اور وہ اس شہر میں دفن ہوگا جس کی بنیاد عبد صالح ذوالقرنین نے رکھی تھی اور وہ میری بدترین مخلوق کے پہلو میں دفن ہوگا۔ میں اس کی آنکھوں کو اس کے بیٹے محمدؑ (تقی) سے ٹھنڈک دوں گا جو اس کے بعد خلیفہ ہوگا۔ وہ میرے علم کا وارث' میری حکمت کا معدن' میرے راز کا امین اور میری مخلوق پر حجت ہوگا۔ جنت اس کی بازگشت ہوگی اور وہ اپنے اہل خاندان میں سے ان کی شفاعت کرے گا جن پر دوزخ واجب ہو چکی ہوگی۔ انتہائی سعادت ہے اس کے بیٹے علی (نقی علیہ السلام) کے لئے جو میرا ولی و مددگار ہے وہ خلق پر گواہ اور میری وحی کا امین ہے۔ اس کا ایک فرزند ہوگا جو میرے راستے پر

بلانے والا اور میرے علم کا خازن ہوگا وہ حسن عسکری علیہ السلام ہوگا پھر میں اس سلسلہ کو اس کے بیٹے کے ذریعے مکمل کروں گا۔ جو عالمین کے لئے رحمت ہوگا۔ اس کے لئے کمال موسیٰؑ ہدیہ عیسیٰؑ اور صبر ایوبؑ ہے۔ میرے یہ اولیاء اپنے زمانے میں مصائب و آلام اٹھائیں گے اور ان کے دور کے بادشاہ ظلم ڈھائیں گے جس طرح ترک و یلم کے بادشاہ کرتے تھے۔ پس یہ قتل کئے جائیں گے اور ان کے اسباب جلائے جائیں گے۔ اور وہ خوف کے عالم میں زندگی گزاریں گے۔ زمین ان کے خون سے سرخ ہوگی۔ یہ ہی میرے اولیاء حق ہیں جن کے ذریعے میں جہل کا دور کروں گا ان کے ذریعے مصیبتوں کو دور کروں گا اور ان پر پڑی ہوئی زنجیروں کو توڑ دوں گا۔ یہی وہ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے صلوات اور رحمت ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔

✿..... .....✿..........✿

غیبت مہدیؑ کے بارے میں
امام حسنؑ کے فرمودات

(۱) ابو جعفر ثانی محمد بن علی علیہما السلام نے بیان کیا ہے کہ ایک دن امیر المومنینؑ (حضرت علیؑ) حضرت سلمان فارسیؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ آپؑ کے ساتھ حضرت امام حسنؑ بھی تھے۔ آپ مسجد میں بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک خوبصورت خوش پوش مرد آیا اور اس نے امیر المومنین علی علیہ السلام کو سلام کیا۔ آپؑ نے سلام کا جواب دیا۔ وہ شخص بیٹھ گیا۔ اور بولا: اے امیر المومنین! مجھے آپؑ سے تین مسئلے پوچھنے ہیں اگر آپؑ نے ان کے جوابات صحیح دے دیئے تو میں سمجھوں گا کہ آپ کی قوم نے جو آپؑ کے بارے میں فیصلہ کیا ہے (یعنی آپ سے روگردانی کی اور امر خلافت کسی اور طرف لے گئے) اس کی وجہ سے وہ دنیا و آخرت میں مامون نہیں ہیں۔ بصورت دیگر میں سمجھوں گا کہ آپؑ اور وہ ایک ہی راستے پر گامزن ہیں۔ (یعنی آپؑ میں اور آپؑ کی قوم میں کوئی فرق نہیں ہے) امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: جو کچھ پوچھنا

چاہتے ہو پوچھو:

اس نے کہا: مجھے یہ بتائیں کہ جب انسان سوتا ہے تو اس کی روح کہاں جاتی ہے؟

انسان کیسے بھولتا اور یاد رکھتا ہے؟

انسان کی شباہت اپنے چچاؤں یا ماموؤں پر کیسے ہوتی ہے؟

پس امیر المومنینؑ میرے والد امام حسنؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے ابو محمدؑ ان سوالات کے جوابات دو۔ پس امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: جہاں تک تیرے اس سوال کا تعلق ہے کہ سوتے میں انسان کی روح کہاں جاتی ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی روح ریح سے متعلق ہو جاتی ہے۔ اور ریح ہوا سے اس وقت تک متعلق رہتی ہے جب تک سونے والا جاگنے کے لئے حرکت نہ کرے۔ اور جب اللہ اجازت دیتا ہے تو اس کی روح اس کے بدن میں پلٹا دی جاتی ہے۔ اس طرح روح کو ریح سے کھینچ لیا جاتا ہے اور ریح کو ہوا سے کھینچ لیا جاتا ہے۔ اور روح صاحب روح کے بدن میں آ کر ساکن ہو جاتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا اذن نہ ہو کہ صاحب روح کو اس کی روح واپس کر دی جائے۔ تو ہوا ریح کو کھینچ لیتی ہے۔ اور ریح روح کو کھینچ لیتی ہے اور پھر صاحب روح کو اس کی روح دوبارہ محشور ہونے تک واپس نہیں کی جائے گی۔

تمہارا دوسرا سوال یہ ہے کہ آدمی (مسلمان) کیسے یاد رکھتا ہے اور بھول جاتا ہے تو آدمی کا قلب ایک صندوق میں ہوتا ہے جس اس پر ایک طبق ڈھکا ہوتا ہے۔) اگر آدمی محمدؐ و آل محمدؐ پر درود کامل بھیجے تو اس صندوق سے وہ طبق ہٹ جاتا ہے اور آدمی جو کچھ بھول گیا تھا سب یاد آ جاتا ہے لیکن اگر وہ محمدؐ و آل محمدؐ پر درود نہ بھیجے یا

ناقص درود بھیجے تو وہ طبق اس صندوق کو ڈھانپ لیتا ہے۔ پس اس کے قلب پر اندھیرا چھا جاتا ہے اور انسان، جو کچھ اسے بتایا گیا، بھول جاتا ہے۔

تمہارا تیسرا سوال کہ بچہ اپنے چچاؤں یا ماموں سے کیسے مشابہ ہو جاتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب مرد اپنی زوجہ کے پاس سکون قلب' ٹھہری ہوئی رگوں اور غیر مضطرب بدن کے ساتھ جاتا ہے۔ اور اس کا نطفہ اس کی زوجہ کے رحم میں سکون کے ساتھ قرار پاتا ہے تو بچہ اپنے باپ اور ماں کے مشابہ پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر مرد اپنی زوجہ کے پاس اس حال میں جاتا ہے کہ اس کا قلب پُرسکون نہیں ہے اور اس کی رگیں ٹھہری ہوئی نہیں ہیں۔ اس کا بدن مضطرب ہے تو اس کا نطفہ بھی رحم میں پہنچ کر مضطرب ہوگا اور اندرونی رگوں میں سے کسی رگ پر گرے گا۔ اگر وہ رگ ان رگوں میں سے ہے جو چچاؤں کے لئے ہے تو بچہ اپنے چچاؤں سے مشابہ ہوگا۔ اور اگر وہ رگ ان رگوں میں سے ہے جو ماموں کے لئے ہے تو یہ بچہ ماموں سے مشابہ ہوگا یہ جوابات سن کر اس شخص نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اور یہ گواہی میں ہمیشہ دیتا رہوں گا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور یہ گواہی میں ہمیشہ دیتا رہوں گا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ رسول اللہؐ کے وصی اور ان کے بعد ان کی حجت پر قائم ہیں۔ یہ کہتے ہوئے اس نے امیر المومنین علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا اور کہا میں یہ گواہی ہمیشہ دیتا رہوں گا۔ پھر امام حسن علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ ان کے

(علی علیہ السلام) کے وصی اور ان کی حجت پر قائم ہوں گے۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ ان کے بعد قائم ہوں [illegible] حسین علیہ السلام آپ کے بھائی کے وصی ہوں گے اور ان کی حجت پر قائم ہوں گے اور گواہی دیتا ہوں کہ [illegible] علی ابن الحسین [illegible]

جانشین ہوں گے ۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد بن علیؑ ان کے بعد امام ہوں گے ۔
پھر جعفر بن محمدؑ جانشین ہوں گے ۔ پھر ان کے جانشین موسٰیؑ بن جعفرؑ ہوں گے ۔
پھر ان کے جانشین علی بن محمدؑ ہوں گے پھر ان کے جانشین حسنؑ بن علیؑ ہوں گے ۔
اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اولاد حسینؑ میں سے ایک قائم حجتؑ ہوگا جس کا نام نہیں
لیا جائے گا ۔ اور نہ اس کی کنیت سے پکارا جاسکتا ہے ۔ اس کی حکومت سب پر غالب
آئے گی ۔ وہ زمین کو عدل سے اس طرح بھر دے گا ۔ جس طرح وہ ظلم سے بھری
ہوگی ۔ اب اے امیرالمومنینؑ میرا سلام قبول فرمائیے ۔ آپؑ پر اللہ کی رحمت اور
برکت ہو۔ یہ کہہ کر وہ شخص اٹھا اور چلا گیا تو امیرالمومنینؑ نے امام حسنؑ سے فرمایا
: اے ابو محمد دیکھو یہ کہاں جارہاہے ۔ امام حسن ؑ نکلے اور واپس آ کر عرض کیا ۔ وہ تو
مسجد سے نکلتے ہی نہ جانے کہاں غائب ہوگیا ۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا : اے ابو محمد
ان کو پہچانا یہ کون تھے؟ امام حسنؑ نے عرض کیا : اللہ اس کا رسول اور امیر المومنینؑ مجھ
سے بہتر جانتے ہیں ۔ آپؑ نے فرمایا : یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے ۔

(۲) حضرت امام حسن علیہ السلام نے جب معاویہؑ بن ابوسفیان سے صلح کی تو
لوگ آپؑ کے پاس آئے اور اس صلح پر آپؑ سے ناراضگی کا اظہار کرنے
لگے ۔ پس آپؑ نے فرمایا : افسوس ہے تم پر ، تم نہیں جانتے کہ میں نے کیا
کیا ۔ اللہ کی قسم میں نے جو کچھ کیا میرے شیعوں کے لئے وہ ان تمام
چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع و غروب ہوتا ہے ۔ کیا تمہیں معلوم
نہیں کہ میں تمہارا امام ہوں ۔ جس کی اطاعت تم پر فرض ہے اور میں فرمان
رسول کے مطابق جوانان جنت کے سرداروں میں سے ایک ہوں ۔ سب
نے کہا : بے شک ایسا ہی ہے ۔ آپؑ نے فرمایا : کیا تمہیں معلوم ہے کہ

جب خضر علیہ السلام نے سفینہ میں سوراخ کیا۔ دیوار کو درست کیا اور ایک بچے کو قتل کیا تو یہ تمام باتیں موسیٰ بن عمرانؑ کو ناگوار گزریں، کیونکہ وہ ان کاموں کی حکمت سے واقف نہ تھے۔ جب کہ وہ کام اللہ تعالیٰ کی حکمت کے تقاضوں کے عین مطابق تھے۔ (آپؑ نے فرمایا) کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہم اہل بیتؑ میں سے ہر ایک کی گردن میں اپنے زمانے کے طاغوت کے ساتھ مصلحت کا طوق ہوگا۔ سوا ہمارے قائم کے جو روح اللہ عیسیٰ بن مریمؑ کو نماز پڑھائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی ولادت کو مخفی رکھے گا اور اس پر غیبت کا پردہ ڈال دے گا۔ تاکہ جب خروج کرے تو اس کی گردن پر کسی کی بیعت (کا قلادہ) نہ ہو۔ وہ میرے بھائی حسینؑ، جناب سیدہؑ کے فرزند کی اولاد میں سے نواں امام ہوگا۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

غیبت مہدیؑ کے بارے میں امام حسینؑ کے فرمودات

(۱) حضرت امام جعفر صادقؑ اپنے آباؤ اجداد کے سلسلۂ نسب سے روایت کرتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ میری اولاد میں سے نویں امام کے لئے حضرت یوسفؑ کی ایک سنت ہوگی۔ اور موسٰی بن عمرانؑ کی ایک سنت ہوگی۔ اور وہ ہم اہل بیتؑ کا قائم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں اس کے امور کی اصلاح فرمادے گا۔

(۲) حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس امت کا قائم میری اولاد میں سے نواں ہوگا۔ وہ صاحب غیبت ہوگا اور اس کی میراث کو تقسیم کیا جائے گا، جب کہ وہ زندہ ہوگا۔

(۳) حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم میں بارہ قاری ہوں گے۔ جن میں اول امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ اور آخر میری اولاد میں سے نواں ہوگا اور وہ امام قائم بالحق ہوگا۔ اللہ اس کے ذریعے سے مردہ زمین کو زندہ کرے گا۔ اس کے ذریعے دین حق کو تمام ادیان پر ظاہر کرے

گا اگرچہ یہ بات مشرکین کو ناگوار ہی کیوں نہ گزرے۔ اس کے لئے غیبت ہے جس میں ایک قوم دین سے مرتد ہو جائے گی اور دوسری دین پر ثابت قدم رہے گی ۔ اس قوم کو تکالیف دی جائیں گی اور ان سے کہا جائے گا اگر تم سچے ہو تو ظہور امام کا وعدہ کب پورا ہوگا ۔؟ پس دورِ غیبت میں مصائب و آلام پر صبر کرنے والا اور جھٹلایا جانے والا اس مجاہد کا مرتبہ پا جائے گا جس نے رسول اللہؐ کے ساتھ تلوار کے ذریعہ (کفار سے) جہاد کیا ہو۔

(۴) عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ امام حسینؑ نے فرمایا: اگر دنیا کے اختتام میں ایک دن رہ جائے تو اللہ اس کو اتنا طویل کردے گا کہ اس میں میری اولاد میں سے ایک فرد ظاہر ہوگا جو دنیا کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی اور ایسا میں نے رسول اللہؐ سے سنا ہے۔

(۵) عیسٰی خشاب نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام حسینؑ سے دریافت کیا کہ آپؑ صاحب امر ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں۔ صاحب امر تو وہ ہیں جو دشمنوں کے خوف سے پوشیدہ اور مخفی ہوں گے۔ اپنے مقتول والد کے انتقال کے درپے ہوں گے۔ اپنے چچا کی وجہ سے نام کے بجائے کنیت سے پکارے جائیں گے۔ آٹھ ماہ تک تلوار لئے پھریں گے (جنگ [illegible] کرتے رہیں گے) [illegible]
[illegible]
[illegible]

غیبت مہدیؑ کے بارے میں امام زین العابدینؑ کے فرمودات

(۱) حضرت امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں کہ ہمارے قائم کے لئے انبیاءؑ کی سنتوں میں سے حضرت آدمؑ کی سنت، حضرت نوحؑ کی سنت، حضرت ابراہیمؑ کی سنت، حضرت موسٰی کی سنت، حضرت عیسٰیؑ کی سنت، حضرت ایوبؑ کی سنت اور حضرت محمد مصطفٰیؐ کی سنت ہے۔

آدم و نوح علیہم السلام کی سنت طویل عمر، حضرت ابراہیمؑ کی سنت ولادت کا مخفی اور پوشیدہ ہونا اور خدا کے دین کی حمایت میں لوگوں سے الگ تھلگ رہنا، حضرت موسٰیؑ کی سنت خوف اور غیبت، حضرت عیسٰیؑ کی سنت کہ لوگوں نے ان کے بارے میں اختلاف کیا۔ حضرت ایوبؑ کی سنت کہ بلاؤں اور مصیبتوں کے بعد کشادگی نصیب ہوگی۔ اور حضرت محمد مصطفٰیؐ کی سنت خروج بالسیف ہے۔

(۲) حضرت امام زین العابدینؑ سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا۔ ہمارے قائم کی ولادت لوگوں سے مخفی رہے گی یہاں تک کہ لوگ کہیں گے کہ (حضرت امام حسنؑ عسکری کی) کوئی اولاد ہی نہ تھی۔ جو خروج کرے اور

کوئی ایک بھی ایسا نہ ہوگا جس کی بیعت اس کے گلے میں ہو۔

(۳) حضرت امام زین العابدینؑ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص غیبت امامؑ میں ہماری ولایت پر ایمان رکھ کر ثابت قدم رہے گا اللہ تعالیٰ اس کو شہدائے بدر و اُحد کے مرتبہ کے ایک ہزار شہدا کا ثواب عطا فرمائے گا۔

(۴) حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ آیت

اور قرابت والے ایک دوسرے سے لگا رکھتے ہیں اللہ کے حکم میں ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے۔(سورہ احزاب آیت ٦)

اور آیت "اور یہی بات پیچھے چھوڑ گیا اپنی اولاد میں" (سورہ احزاب آیت ۲۸)

ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے اور امامت حسینؑ کی نسل میں قیامت تک رہے گی اور ہمارے قائم کے لئے دو غیبتیں ہیں۔ ان میں سے ایک دوسری سے طویل ہے۔ پہلی غیبت چھ دن یا چھ مہینے یا چھ سال ہے۔ دوسری غیبت اتنی طویل ہوگی کہ اکثر لوگ اس امر سے انکار کردیں گے۔ سوائے اس کے جس کا یقین قوی اور معرفت صحیح ہو اور جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے۔ اس پر اپنے نفس میں تنگی نہ محسوس کرے پس سلامتی ہے ہم اہل بیتؑ کے لئے۔

(۵) حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا دین ناقص عقل سے، باطل رائے سے اور فاسد خیالات سے حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ تسلیم سے حاصل ہوتا ہے۔ پس جس نے ہمیں تسلیم کیا اس کے لئے سلامتی ہے، جس نے ہماری پیروی کی اس کے لئے ہدایت ہے اور جس نے قیاس اور رائے سے کام لیا۔ وہ ہلاک ہوا۔ اور جس نے ہمارے قول اور ہمارے فیصلہ پر اپنے نفس میں تنگی محسوس کی اس نے سبع مثانی اور قرآن نازل کرنے والی ذات (اللہ تعالیٰ) کا انکار کیا۔

غیبت کے بارے میں

حضرت امام محمد باقرؑ کے منتخب فرمودات

(۱) عبداللہ بن عطا کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ عراق میں آپؑ کے بہت شیعہ ہیں۔ پس اللہ کی قسم آپؑ کے اہل بیت میں آپؑ جیسا کوئی نہیں۔ پھر آپؑ خروج کیوں نہیں کرتے؟ آپؑ نے فرمایا: اے عبداللہ بن عطاء تم نے بے معنی باتوں کی طرف کان دھرا ہے۔ میں تمہارا خروج کرنے والا امام نہیں ہوں۔ میں نے پوچھا پھر وہ کون سے امام ہوں گے؟ آپؑ نے فرمایا وہ جس کی ولادت لوگوں سے مخفی ہوگی وہ خروج کرے گا۔

(۲) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے آیت ''کہ دو بھلا دیکھو تو اگر صبح کو پانی تمہارا خشک ہو جائے پھر کون ہے جو تمہارے پاس نتھرا ہوا پانی لائے'' کے بارے میں ارشاد فرمایا: یہ آیت قائم کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ تمہارا امام تمہاری نظروں سے غائب ہو جائے گا۔ اور تم نہیں جان سکو گے کہ وہ کہاں گئے۔ جب آپؑ ظاہر ہوں گے تو تم کو آسمان و زمین کی

اورخدا کے حلال و حرام کی خبریں دے گے۔ پھر فرمایا: خدا کی قسم اس آیت کی تاویل ابھی واقع نہیں ہوئی بلکہ (آئندہ زمانہ میں) ہونے والی ہے۔

(۳) ابو جارود زیاد بن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے ابو جارود! جب عرصہ غیبت طویل ہو جائے گا تو لوگ کہنے لگیں گے کہ قائمؑ مر گئے یا ہلاک ہوگئے ہیں۔ اور یہ اس سبب سے کہیں گے کہ مصائب و آلام شدید ہوجائیں گے۔ اوران کے در پہ دشمن نے کہا ایسا کب ہوگا؟اب تو ان کی ہڈیاں بھی بوسیدہ ہوچکی ہوں گی۔ایسے میں تم لوگ اس کے ظہور کی امید میں رہو۔ پس اس وقت جب تم سنوتو ایمان پر ثابت قدم رہنا،چاہے کیسی ہی دشواری کیوں نہ ہو۔

(۴) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگوں پرایک زمانہ ایسا بھی آئے گا جب ان کا امامؑ ان کی نظروں سے غائب ہوجائے گا۔ پس طوبیٰ ہے ان لوگوں کے لئے جو اس زمانے میں بھی ہمارے حکم پر ثابت قدم رہیں گے۔ان لوگوں کے مقرر کئے جانے والے ثواب میں ادنیٰ ترین ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو نداء دے گا کہ اے میرے بندہ تم میرے راز پر ایمان لائے اور میری غیبت کی تصدیق کی پس تمہیں بشارت ہوکہ تمہارا صبر میرے ذمہ ہے۔تمہاری بندگی کو میں نے قبول کیا۔ تمہارے گناہوں کو معاف کیا اور تمہاری مغفرت کی۔تمہارے باعث میں لوگوں کو بادلوں سے سیراب کرتا ہوں اور تمہارے باعث ہی ان سے بلاؤں کو دور کرتا ہوں۔ اگر تم نہ ہوتے تو میں ان لوگوں پر ضرور عذاب

نازل کرتا۔ جابرؓ نے پوچھا، فرزند رسول !اس زمانے میں مومن کا بہترین عمل کیا ہونا چاہیے؟ آپؑ نے فرمایا: اپنی زبان کی حفاظت کرے اور گھر میں ٹھہرے۔

(۵) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہمارے قائم کی اللہ تعالیٰ اپنی مدد اور رعب کے ذریعہ نصرت کرے گا۔ اس کے لئے زمین کے فاصلے سمٹ جائیں گے اور خزانے ظاہر ہوجائیں گے۔ اس کی سلطنت مشرق ومغرب میں پھیلی ہوگی۔ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے دین کو تمام ادیان پر غالب کردے گا، اگرچہ مشرکین کو یہ بات کتنی ہی ناگوار کیوں نہ گزرے۔ زمین پر ہر شے اپنی درست حالت میں آجائے گی۔ روح اللہ عیسٰی بن مریمؑ نازل ہوں گے۔ اور امام قائم کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔ میں نے عرض کیا مولا! آپؑ کے قائمؑ کب ظہور کریں گے؟ آپؑ نے فرمایا: جب مرد عورتوں کی اور عورتیں مردوں کی شباہت اختیار کرلیں گے۔ مرد مرد پر اور عورتیں عورتوں پر اکتفا کریں گی۔ اور جب عورتیں گھوڑوں پر سواری کرنے لگیں گی۔ جھوٹی شہادت قبول کی جائے گی اور سچی شہادت رد کردی جائے گی۔ لوگ خون ریزی کو معمولی بات سمجھیں گے۔ زنا کاری اور سود عام ہوگا۔ شریر لوگوں کی زبانوں سے لوگ ڈریں گے۔ شام سے سفیانی اور یمن سے یمانی ظاہر ہوگا۔ ارض بیداء دھنس جائے گی۔ آل محمدؐ کا ایک جوان رکن اور مقام کے درمیان قتل کردیا جائے گا۔ اس کا نام محمد بن حسن نفس زکیہ ہوگا۔ آسمان سے ایک نداء آئے گی کہ حق اس کے اور سب شیعوں کے ساتھ ہے ایسے وقت میں

ہمارا قائمؑ خروج کرے گا۔ جب وہ ظاہر ہوگا تو کعبہ سے ٹیک لگا کر قیام کرے گا۔ اس کے اردگرد تین سو تیرہ مرد جمع ہوں گے۔ اس کا سب سے پہلا کلام یہ آیت ہوگی۔

"بَقِيَّةُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ" (سورہ ہود آیت ۸۶)

"اگر تم مومن ہو تو جو بحکم خدا باقی ہے وہی تمہارے لئے بہتر ہے"

پھر کہے گا میں زمین پر بقیہ اللہ اور اللہ کا خلیفہ اور تم پر اللہ کی حجت ہوں۔ پس اسے لوگ اس طرح سلام کریں گے۔

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَقِيَّةَ اللّٰهِ فِي اَرْضِهٖ"

اس کے پاس جب دس ہزار کا لشکر جمع ہو جائے گا تو وہ خروج کرے گا۔ پھر زمین پر سوائے اللہ کے کسی کی عبادت نہیں ہوگی۔ اور جھوٹے خداؤں کو آگ میں جلا دیا جائے گا۔ اور یہ سب کچھ ایک طویل غیبت کے بعد ہوگا تا کہ اس بات کا فیصلہ ہو جائے کہ کون زمانۂ غیبت میں اللہ کا فرماں بردار ہے اور اس پر ایمان رکھتا ہے۔

✿ ✿ ✿

غیبت مہدیؑ کے بارے میں امام جعفر صادقؑ کے فرمودات

(۱) مجھ (شیخ صدوق) سے حسین بن احمد ادریسؒ نے، ان سے ان کے والد نے ،ان سے ایوب بن نوح نے ،ان سے محمد بن سنان نے، ان سے صفوان بن مہران نے اور ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص تمام آئمہ کا اقرار کرے اور مہدی کا انکار کرے تو وہ ایسے ہے جیسے اس نے تمام انبیاء علیہم السلام کا اقرار کیا اور حضرت محمدؐ کی نبوت کا انکار کیا۔ کسی نے آپ سے پوچھا اے فرزند رسولؐ! آپؑ کی اولاد میں مہدیؑ کون ہیں؟ فرمایا ساتویں کا پانچواں فرزند جو تمہاری نظروں سے غائب ہوگا اور تمہارے لئے اس کا نام لینا جائز نہیں ہوگا۔

(۲) شیخ بیان کرتے ہیں مجھ سے میرے والد اور محمد بن حسنؒ نے، ان سے سعد بن عبداللہ نے، ان سے حسن بن علی زیتونی اور محمد بن احمد بن ابی قتادہ نے ،ان سے احمد بن ہلال نے ،ان سے امیہ بن علی نے، ان سے ابی ہیثم بن ابی حبہ نے، ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ اسلام نے فرمایا: جب ان تین

ناموں کے اشخاص ایک کے بعد ایک آ جائیں محمدؐ، علیؑ، حسنؑ تو ان کا چوتھا قائمؑ ہوگا۔

(۳) مجھ (شیخ صدوق) سے میرے والد اور محمد بن حسنؒ نے، ان سے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری نے، ان سے ابراہیم بن ہاشم نے، ان سے محمد بن خالد نے، ان سے محمد بن سنان نے، ان سے مفضل بن عمر نے، ان سے حضرت امام جعفر صادقؑ نے بیان کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اس حالت میں مرے کہ وہ امام زمانہ کی آمد کا منتظر ہو تو اس کا مرتبہ ایسا ہے جیسے وہ اس امام کے ساتھ ان کے خیمہ میں قیام پذیر تھا۔ یہ ہی نہیں بلکہ اس نے رسول اللہؐ کے ساتھ ان کی حمایت میں تلوار سے جہاد کیا۔

(۴) بیان کیا مجھ سے میرے والد اور محمد بن حسن نے، ان سے سعد بن عبداللہ نے ،ان سے معلّی بن محمد بصری نے، ان سے محمد بن جمہور وغیرہ نے، ان سے (محمد)بن ابی عمیر نے ان سے عبداللہ بن سنان نے ، ان سے حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ قائم کے لیے موسیٰ بن عمرانؑ کی ایک خصوصیت ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیا؟ آپ نے فرمایا: ولادت کا مخفی ہونا اور اپنی قوم سے غائب ہونا۔ میں نے عرض کیا: حضرت موسیٰ بن عمرانؑ اپنی قوم سے کتنے عرصہ غائب رہے ۔آپؑ نے فرمایا: اٹھائیس سال۔

(۵) بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن یحییٰ عطارؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے، ان سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے، ان سے عثمان بن عیسیٰ کلابی نے، ان سے خالد بن نجیح نے ان سے زرارہ بن اعین نے ، کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے قائمؑ کیلئے قیام سے پہلے غیبت ہے۔ میں نے

پوچھا کیوں؟ آپ نے فرمایا: دشمنوں کے خوف سے اور آپؑ نے اپنے بطن مبارک کی طرف اشارہ کیا پھر فرمایا: اے زرارہ وہ منتظر ہے۔ اس کی ولادت کے بارے میں لوگ شک کریں گے۔ کچھ لوگ کہیں گے کہ اس کا حمل قرار پایا تھا کچھ سال پہلے پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ غیب کے ذریعہ شیعوں کا امتحان لے گا اور باطل پرست شک کریں گے۔ زرارہ کہتے ہیں: میں آپؑ پر فدا۔ اگر میں اس زمانۂ غیبت میں موجود ہوں تو کون سا عمل میرے لئے بہتر ہوگا۔ آپ نے فرمایا: اے زرارہ اگر تم اس زمانہ غیبت میں ہو تو ہر وقت یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِی نَفْسَکَ ، فَاِنَّکَ اِنْ لَّمْ تُعَرِّفْنِیْ نَفْسَکَ لَمْ اَعْرِفْ نَبِیَّکَ اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِیْ رَسُوْلَکَ فَاِنَّکَ اِنْ لَّمْ تُعَرِّفْنِیْ رَسُوْلَکَ لَمْ اَعْرِفْ حُجَّتَکَ، اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِیْ حُجَّتَکَ فَاِنَّکَ اِنْ لَّمْ تُعَرِّفْنِیْ حُجَّتَکَ ضَلَلْتُ عَنْ دِیْنِیْ ۔

اے اللہ! تو مجھے اپنی معرفت عطا کر، کیوں کہ میں نے تیری معرفت حاصل نہ کی تو تیرے نبیؐ کی معرفت حاصل نہیں کر سکوں گا۔ اے اللہ! مجھے اپنے رسول کی معرفت عطا کر کیونکہ اگر میں تیرے رسول کی معرفت حاصل نہ کر سکا تو تیری محبت کو نہیں پہچان سکوں گا۔ اے اللہ! مجھے اپنی محبت کی معرفت عطا فرما کیونکہ اگر مجھے تیری محبت کی معرفت عطا نہیں ہوئی تو میں دین سے گمراہ ہو جاؤں گا۔ پھر فرمایا: اے زرارہ! بے شک اس وقت مدینہ میں ایک نوجوان قتل کیا جائے گا؟ میں نے پوچھا میں آپ پر فدا، کیا اس نوجوان کو سفیانی کا لشکر قتل کرے گا؟ آپ نے فرمایا! نہیں بلکہ فلاں قبیلے کا لشکر قتل کرے گا۔ وہ لشکر مدینہ میں داخل ہوگا اور اس نوجوان کو پکڑ کر قتل کر دے گا۔ پس اس کا قتل

حدود خدا سے بغاوت وسرکشی اور ظلم پر مبنی ہوگا اور اب اللہ مزید مہلت نہیں دے گا۔اس وقت امامؑ علیہ السلام ظاہر ہوں گے۔"

(٦) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن محمد دقاق نے، ان سے احمد بن عبداللہ کوفی نے، ان سے موسیٰ بن عمران نخعی نے، ان سے ان کے چچا حسین بن یزید نوفلی نے، ان سے علی بن ابوحمزہ نے، ان سے یحییٰ بن ابوالقاسم نے کہ میں نے دریافت کیا:

الم ٥ ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَارَیْبَ فِیْهِ هُدًی لِلْمُتَّقِیْنَ ٥ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ٥(سورہ بقرہ آیات ١تا ٣)

"الف ل م وہ کتاب ہے جس میں شک نہیں، متقی لوگوں کیلئے ہدایت ہے۔اور جو لوگ غیب پر یقین رکھتے ہیں" سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے فرمایا متقیوں سے مراد حضرت علیؑ کے شیعہ ہیں اور غیب سے مراد امام غیب ہیں اس کی دلیل میں یہ ارشاد رب العزت ہے۔

وَیَقُوْلُوْنَ لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَیْهِ آیَةٌ مِنْ رَبِّهٖ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا اِنِّیْ مَعَکُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ. (سورہ یونس آیت ٢٠)

"اور کہتے ہیں کیوں نہ اتری اس پر ایک نشانی اس کے رب سے سو کہہ دو غیب کی بات اللہ ہی جانے، سو منتظر رہو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں"

(٧) مجھ (شیخ صدوق) سے میرے والد اور محمد بن حسنؒ نے، ان سے سعد بن عبداللہ عبداللہ بن جعفر حمیری اور احمد بن ادریس نے ان سے بیان کیا احمد بن

محمد بن عیسیٰ، محمد بن حسین بن ابی خطاب، محمد بن عبدالجبار اور عبداللہ بن عامر بن سعد اشعری نے ان سے عبدالرحمٰن بن ابی نجران نے، ان سے محمد بن مساور نے، ان سے مفضل بن عمر جعفی نے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: تمہیں چاہیئے کہ اپنے مذہب کی تشہیر نہ کرو۔ خدا کی قسم تمہارا امام قائم ایک لمبے عرصہ تک غائب رہے گا اور بیشک تم آزمائے جاؤ گے۔ یہاں تک کہ لوگ کہیں گے کہ وہ مرگیا یا کسی وادی میں ہلاک ہوگیا۔ مومنین کی آنکھیں اس کے لئے روئیں گی۔ لوگوں کے دل فتنوں کی شدت سے اس طرح مضطرب اور متزلزل ہوں گے جیسے سمندر کی موجوں میں سفینے۔ کوئی نجات نہ پائے گا مگر وہ لوگ جن سے اللہ نے عہد لیا، ان کے قلب پر ایمان کو لکھ دیا اور اپنی رحمت کی تائید کی۔ اس وقت بارہ علم بلند ہوں گے اور سب ایک دوسرے سے مشابہ ہوں گے کہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ کون سا علم حق کا ہے؟ میں یہ سن کر رونے لگا تو امامؑ نے فرمایا: اے ابا عبداللہ! کیوں روتے ہو؟ میں عرض کیا: مولا کیوں نہ روؤں جبکہ آپ فرماتے ہیں کہ بارہ علم بلند ہوں گے جو سب ایک دوسرے کے مشابہ ہوں گے۔ پس ہم کیسے تمیز کرسکیں گے؟ آپ نے فرمایا پس سورج کی طرف دیکھنا وہ کس لشکر پر روشن ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا مولا یہی سورج! آپ نے فرمایا: ہاں۔ اے ابا عبداللہ کیا تم نے اس سورج کو دیکھا ہے؟ میں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا خدا کی قسم ہمارے امور اس سورج سے زیادہ روشن ہیں۔

(۸) بیان کیا مجھ (شیخ صدوق) سے مظفر بن جعفر بن مظفر علوی سمرقندی نے، ان سے جعفر بن محمد بن مسعود نے، ان سے محمد بن مسعود عیاشی نے، ان سے جعفر

بن احمد نے ،ان سے عمر بن علی بوفکی نے ،ان سے حسن بن علی بن فضال نے ، ان سے مروان بن مسلم نے ان سے ابوبصیر نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: طوبیٰ ہے اس کے لیے ،جس نے غیبت قائم کے بارے میں ہمارے امر سے تمسک اختیار کیا اور ہدایت کے بعد اس کا دل منقلب نہ ہوا۔ میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان، مولا طوبیٰ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ جنت میں ایک درخت ہے، جس کی جڑ حضرت علی علیہ السلام کے گھر میں ہے اور مومن کے گھر میں اس کی شاخیں ہیں اور اسی طرح قول خدا بھی ہے۔

طوبیٰ لھم وحسن مآب (سورہ رعد: آیت ۲۹)

''خوشحالی ہے ان کے لیے اور اچھا ٹھکانہ''

(۹) مجھ (شیخ صدوق) سے میرے والد اور محمد بن حسن بن احمد بن ولید نے، ان سے محمد بن صفار نے ان سے عباس بن معروف نے، ان سے علی بن مہزیار نے، ان سے حسن بن محبوب نے، ان سے حماد بن عیسیٰ نے، ان سے اسحاق بن جریر نے، ان سے عبداللہ بن سنان نے بیان کیا کہ میں اور میرے والد حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: اس وقت تم کیسے زندگی گذارو گے جب تم اپنے امام کو نہیں دیکھ سکو گے اور نہ ہی ان کا پتا پا سکو گے اور اس سے نجات صرف ان لوگوں کو ملے گی جو دعائے غریق پڑھیں گے۔ میرے والد نے عرض کیا کہ حضور اس وقت ہم کیا کریں؟ آپ نے فرمایا کہ جب ایسا وقت آئے تو دین پر ثابت قدم رہنا یہاں تک کہ امر تمہارے لئے واضح ہو جائے۔

دعائے غریق

يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ

(۱۰) مجھ سے مظفر جعفر بن مظفر علوی سمرقندیؒ نے، ان سے محمد بن جعفر بن مسعود اور حیدر بن محمد بن نعیم سمرقندی نے، ان دونوں سے محمد مسعود عیاشی نے، ان سے علی بن محمد شجاع نے، ان سے یونس بن عبدالرحمٰن نے، ان سے علی بن ابوحمزہ نے، ان سے ابوبصیر نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے اس آیت:

"يَوْمَ يَأْتِيْ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَايَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْ اِيْمَانِهَا خَيْرًا"

(انعام:۱۵۹)

"جس دن آئے گی ایک نشانی تیرے رب کی، کام نہ آئے گا کسی کے اس کا ایمان لانا، جو کہ پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان کی حالت میں کچھ نیکی نہ کی تھی" کے بارے میں ارشاد فرمایا: !اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو ہمارے قائم کی غیبت میں ان کے ظہور کے منتظر ہوں گے اور ظہور کے وقت اس کے مطیع ہوں گے یہ ہی اولیاء اللہ ہیں جن کے اوپر نہ خوف ہوگا نہ حزن"

غیبت مہدیؑ کے بارے میں امام موسیٰ کاظمؑ کے منتخب فرمودات

(1) مجھ (شیخ صدوق) سے میرے والد اور محمد بن حسنؒ نے، ان سے سرور بن عبداللہ نے، ان سے حسن بن عیسیٰ بن محمد بن علی بن جعفر نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے ان کے جد محمد بن علی نے، ان سے علی بن جعفر نے، ان سے ان کے بھائی موسیٰ بن جعفر نے ارشاد فرمایا:

جب ساتویں کی اولاد میں سے پانچواں غیبت اختیار کرے تو خدا کے لئے تم لوگ اپنے دین کی حفاظت کرنا، تم میں سے کوئی اپنے دین سے برگشتہ نہ ہوجائے۔ اے فرزند (بھائی کو محبت سے فرزند کہا ہے) اس صاحب کے لے غیبت ضروری ہے یہاں تک کہ وہ لوگ بھی اس سے پلٹ جائیں گے جو یہ کہا کرتے ہوں گے کہ یہ اللہ کی طرف سے ایک آزمائش ہے۔ اس نے اپنے بندوں کا امتحان لیا ہے اور تمہارے آباؤ اجداد کے علم میں کوئی اور دین ہوتا جو اس سے زیادہ صحیح اور بہتر ہوتا تو وہ اسی کی پیروی کرتے۔ میں نے عرض کیا: مولا! یہ بتائیں کہ ساتویں کی اولاد میں پانچواں کون ہے؟ فرمایا: اے فرزند تمہاری عقلیں چھوٹی ہیں یہ بات ان میں نہیں سماسکتی۔ تمہاری سمجھ اتنی

تنگ ہے کہ اس کو برداشت نہیں کر سکتی۔ لیکن اگر تم لوگ زندہ رہے تو ضرور اس کو پاؤ گے۔

(۲) مجھ (شیخ صدوق) سے میرے والد نے، ان سے سعد بن عبداللہ نے، ان سے حسن بن موسیٰ خشاب نے، ان سے عباس بن عامر قصبانی نے کہا کہ حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر نے فرمایا کہ صاحب امر کے بارے میں لوگ کہیں گے کہ وہ پیدا ہی نہیں ہوئے۔

(۳) مجھ (شیخ صدوق) سے میرے والد نے، ان سے سعد بن عبداللہ نے، ان سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے ان سے موسیٰ بن قاسم نے ان سے معاویہ بن وہب بجلی اور ابو قتادہ علی بن محمد بن حفص نے، ان سے علی بن جعفر نے، انہوں نے اپنے بھائی موسیٰ بن جعفرؑ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا "کہہ دو بھلا دیکھو تو اگر صبح کو تمہارا پانی خشک ہو جائے، پھر کون ہے جو لائے تمہارے پاس نتھرا ہوا پانی۔" (سورہ ملک آیت ۳۰) تو آپ نے فرمایا جب تمہارا امام غائب ہو جائے گا تو اس کو دیکھ نہ پاؤ گے پھر کیا کرو گے؟

(۴) مجھ (شیخ صدوق) سے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی نے، ان سے علی بن ابراہیم بن ہاشم نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے محمد بن برقی نے ان سے علی بن حسان نے، ان سے داؤد بن کثیر رقی نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم سے صاحب امر کے بارے میں دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا: وہ دشمنوں کے خوف سے پوشیدہ اور اپنے اہل سے غائب رہے گا اور اپنے شہید باپ کا وارث ہوگا۔

(۵) بیان کیا مجھ (شیخ صدوق) سے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی نے، ان سے علی

بن ابراہیم بن ہاشم نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے صالح بن سندی نے، ان سے یونس بن عبدالرحمٰن نے کہ میں حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے فرزند رسول! کیا آپ قائم بالحق ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں ضرور قائم بالحق ہوں۔ لیکن وہ قائم جو زمین کو خدا کے دشمنوں سے پاک کرے گا اور عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی وہ میری اولاد میں سے پانچواں ہے۔ اس کے لئے غیبت ہے۔ جو اتنی طویل ہوگی کہ کئی قومیں برباد ہو جائیں گی۔ اور کچھ لوگ دین پر ثابت قدم رہیں گے۔ پھر فرمایا ہمارے شیعوں کے لے طوبیٰ ہے۔ جو ہمارے قائم کی غیبت میں ہم سے متمسک رہیں اور ہماری ولادت پر ثابت قدم رہیں اور ہمارے دشمنوں سے بیزار رہیں۔ وہ ہم سے ہیں اور ہم ان سے۔ ان سے آئمہ راضی اور وہ آئمہ سے راضی ہیں۔

(٦) بیان کیا مجھ (شیخ صدوق) سے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانیؒ نے، ان سے علی بن ابراہیم بن ہاشم نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابواحمد محمد بن زیاد ازدی نے، کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے اللہ کے اس قول کے بارے میں دریافت کیا:

واسبغ علیکم نعمہ ظاہرۃ وباطنۃ (سورہ لقمان آیت ۲۰)

''اور پوری کردیں تم پر نعمتیں کھلی ہوئی اور چھپی ہوئی'' تو آپ نے فرمایا نعمت ظاہرہ سے مراد امام ظاہر اور نعمت باطنہ سے مراد امام غائب ہیں۔ میں نے عرض کیا: مولا! کیا آئمہ طاہرینؑ میں سے کوئی امام غیبت اختیار کرے گا؟ آپؑ نے فرمایا: ہاں وہ خود لوگوں کی نظروں سے غائب ہوگا مگر اس کا ذکر

مومنین کے قلوب میں رہے گا۔وہ ہم میں سے بارہواں ہے۔اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر مشکل کو آسان اور ہر سختی کو سہل کردے گا۔اس کے لے زمین کے خزانے ظاہر ہوں گے۔ہر فاصلہ قربت میں بدل جائے گا۔ہر جابر ہلاک ہو جائے گا۔اس کے ہاتھوں تمام شیاطین ہلاک ہوجائیں گے۔کنیزوں کی ملکہ (نرجس خاتون) کے فرزند کی ولادت لوگوں سے مخفی رہے گی۔اس کا نام لینا جائز نہ ہوگا۔یہاں تک کہ اللہ اس کو ظاہر کردے گا اور وہ دنیا کو عدل وانصاف سے اس طرح بھردے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔

غیبت مہدیؑ کے بارے میں
امام علی رضاؑ کے فرمودات

(۱) ایوب بن نوح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضاؑ سے عرض کیا کہ میں امید کرتا ہوں کہ آپؑ صاحب امر ہیں اور یہ امر آپ کے پاس بغیر شمشیرزنی کے آیا ہے۔ آپؑ کی بیعت ولی عہدی بھی ہوئی اور آپؑ کے نام کا سکہ بھی بن گیا۔ آپ نے فرمایا: ہم میں سے کوئی امامؑ ایسا نہیں ہو! کہ جس سے مومنین نے خط وکتابت نہ کی ہو، اس سے مسائل دریافت نہ کئے گئے ہوں اور اس کی طرف اموال نہ بھیجے گئے ہوں مگر یہ کہ اس کو زہر دیا گیا ہے یا وہ اپنے فرش پر مرا ہے یہاں تک کہ خدا اس امر امامت کے لئے ہم میں سے ایک مرد کو مبعوث کرے گا جس کی ولادت اور پرورش خفیہ طور پر ہوگی اور اس کا نسب غیرخفی ہوگا۔

(۲) ریان بن الصلت بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضاؑ سے حضرت قائمؑ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اس کا جسم نظروں سے غائب ہوگا اور اسکا نام لینا جائز نہ ہوگا۔

(۳) حسن بن محبوب بیان کرتے ہیں ابوالحسن علی بن موسیٰؑ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو شاید آزمائش کا آنا لازم ہے۔ جس میں تمام بھید ساقط ہوجائیں گے۔ یہ اس وقت ہوگا۔ جب میرے تیسرے فرزند کو شیعہ کھو بیٹھیں گے۔ اس پر اہل آسمان وزمین نوحہ کریں گے اور تمام دیدار کے پیاسے (مرد اور عورتیں) اور تمام غم زدہ اور مصیبت زدہ روئیں گے۔ پھر فرمایا: میرے اس فرزند کا نام میرے جد کے نام پر ہوگا وہ میرے اور موسیٰ بن عمران کی شبیہ ہوگا۔ اس کے لیے اللہ نور قرار دے گا جس سے تمام عالم منور ہوگا' اس کی موت پر اہل زمین غمزدہ ہوں گے۔ اس کی غیبت پر مومنین و مومنات غمگین وحیران ہوں گے یہاں تک کہ (اس کی آمد کی) نداء آئے گی جو دور اور قریب ہر طرف سنائی دے گی۔ (یہ ندا) مومنوں کے لیے رحمت اور کافروں کے لئے عذاب ہوگی۔

(۴) احمد بن زکریا کہتے ہیں مجھ سے حضرت امام علی رضاؑ نے دریافت فرمایا: تم بغداد میں کس جگہ رہتے ہو؟ اس نے کہا: کرخ میں۔ آپ نے فرمایا: یہ جگہ زیادہ پرسکون ہے، اور ایک وقت ایسا آئے گا جب ایک شدید فتنہ اٹھے گا۔ جب ہر بھید ساقط ہوجائے گا۔ اور یہ اس وقت ہوگا جب میرے تیسرے فرزند کے شیعوں کا فقدان ہوگا۔

(۵) حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا ارشاد ہے جس کے پاس پرہیزگاری نہیں اس کے لئے دین نہیں، جس کے پاس تقیہ نہیں اس کے لئے ایمان نہیں۔ اللہ کے نزدیک تم میں سے وہ مکرم ہے جو تقیہ پر زیادہ عمل کرتا ہے۔ کسی نے پوچھا: فرزند رسولؐ کب تک؟ فرمایا: وقت معلوم تک اور وہ دن ہوگا جس دن ہم اہل بیتؑ کا قائم خروج کرے گا۔ پس جس نے ہمارے قائم کے خروج سے

پہلے تقیہ ترک کردیا وہ ہم میں سے نہیں۔ عرض کیا گیا: فرزند رسول آپؐ اہل بیت میں سے قائم کون ہے؟ آپ نے فرمایا کنیزوں کی ملکہ کا فرزند: اللہ اس کے ذریعہ سے زمین کو ظلم و جور سے پاک کرے گا لوگ اس کی ولادت کے بارے میں شک کریں گے۔ وہ خروج سے پہلے غیبت اختیار کرے گا جب وہ خروج کرے گا تو زمین اس کے نور سے منور ہو جائے گی۔ وہ لوگوں کے درمیان عدل قائم کرے گا اور کوئی کسی پر ظلم نہیں کر سکے گا۔ اس کے لئے فاصلے سمٹ جائیں گے۔ اس کا سایہ نہ ہوگا۔ آسمان سے ایک منادی اس کی طرف لوگوں کو دعوت دے گا جسے تمام اہل زمین سنیں گے۔ وہ منادی کہے گا آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کی حجت بیت اللہ کے پاس ظاہر ہوئی ہے۔ پس اس کی اتباع کرو۔ حق اس کے ساتھ ہے اور اس کے بارے ارشاد رب العزت ہے۔

اِنْ نَشَأْ تُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ الْمَنَارِقُهُمْ لَهَا خَاضِعِيْنَ . (سورہ الشعرا آیت ۴)

"اگر ہم چاہیں ان پر آسمان سے ایک نشانی اتاریں پھر ان کی گردنیں اس کے آگے جھک جائیں۔"

(۷) ریان بن الصلت نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا: کیا آپ صاحب امر ہیں؟ فرمایا: ہاں! میں صاحب امر ہوں۔ مگر میں وہ امام نہیں ہوں جو دنیا کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ میں وہ امام کیسے ہوسکتا ہوں جبکہ تم دیکھتے ہو کہ مجھ پر ضعف بدن طاری ہے۔ قائمؑ وہ ہوگا کہ جب وہ ظاہر ہوگا تو عمر اس کی شیوخ کی ہوگی۔ مگر نظر جوان آئے گا۔ طاقت جسمانی ایسی ہوگی کہ

اگر وہ چاہے تو بڑے سے بڑے درختوں کو ہاتھ سے جڑ سمیت اکھاڑ پھینکے اور پہاڑوں کو ہموار کر دے۔ اس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصاء اور حضرت سلمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی۔ وہ میری اولاد میں چوتھا فرد ہوگا۔ اللہ اس پر غیبت کا پردہ ڈال دے گا پھر اسے ظاہر کرے گا تو وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

(۱) غیبت مہدیؑ کے بارے میں امام محمد تقیؑ کے فرمودات عبدالعظیم بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں امام محمد تقیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ آپ سے امام قائمؑ کے بارے میں سوال کروں تو آپ نے فرمایا اے ابوالقاسم! قائمؑ ہم میں سے ہوگا وہ مہدی ہوگا۔ جس کی غیبت میں اس کا انتظار اور اس کے ظہور میں اس کی اطاعت واجب ہوگی۔ وہ میری اولاد میں سے تیسرا امام ہوگا قسم اس ذات کی جس نے محمدؐ کو نبوت کے ساتھ مبعوث کیا اور ہم کو امامت سے مخصوص کیا۔ اگر دنیا کے اختتام میں ایک دن بھی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اتنا طویل کر دے گا کہ قائم علیہ السلام ظاہر ہوں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی اور اللہ ان کے امور کی ایک رات میں اصلاح کر دے گا۔ جس طرح اپنے کلمہ حضرت موسیٰ کے امور کی کی تھی جب وہ اپنی زوجہ کے لیے آگ لینے گئے تھے لیکن واپس پلٹے تو رسول اللہ نبی تھے۔ پھر فرمایا: ہمارے شیعوں کا بہترین عمل انتظار ظہور امام علیہ السلام ہے۔

(۲) عبدالعظیم بن عبداللہ الحسنی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی سے عرض کیا کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ ہی امام قائمؑ ہیں۔ جو زمین کو عدل وانصاف

سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ آپ نے فرمایا: ہم میں سے ہر ایک امام اللہ کے حکم سے قائم ہے اور دین کی طرف ہدایت کرتا ہے مگر وہ قائم جو زمین کو کافروں اور منکروں سے پاک کرے گا اور عدل وانصاف سے بھر دے گا' وہ ایسا امام ہوگا جس کی ولادت لوگوں سے مخفی ہوگی۔ وہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہوگا۔ اس کا نام لینا حرام ہوگا۔ اس کا نام اور کنیت رسول اللہ کا نام اور کنیت ہوں گے۔ اس کے لیے زمین کے فاصلے سمٹ جائیں گے۔ ہر سختی اور مشکل اس کے لیے آسان ہوجائے گی۔ اس کے اصحاب کی تعداد اہل بدر کے برابر یعنی تین سو تیرہ ہوگی اور یہی ارشاد پروردگار ہے: "جہاں کہیں بھی تم ہو گے اللہ تم کو اکٹھا کر لائے گا۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ پس یہ اہل اخلاص جمع ہو جائیں گے۔ تو اللہ اپنے حکم کو ظاہر کرے گا اور جب دس ہزار افراد کا لشکر تیار ہوجائے گا تو وہ اللہ کے حکم سے خروج کرے گا اور اسی وقت تک دشمنان خدا کو قتل کرے گا جب تک اللہ راضی نہ ہوجائے ......

(۴) امام محمد تقیؑ نے فرمایا: میرے بعد میرا بیٹا علیؑ (نقی) امام ہوگا۔ اس کا حکم میرا حکم، اس کا قول میرا قول، اس کی اطاعت میری اطاعت ہے۔ اس کے بعد اس کا بیٹا حسنؑ (عسکری) امام ہوگا۔ اس کا حکم اس کے والد کا حکم، اس کا قول اس کے والد کا قول، اس کی اطاعت اس کے والد کی اطاعت ہے۔ پھر آپ خاموش ہوگئے۔ میں نے عرض کیا: فرزند رسولؐ! حسنؑ کے بعد کون امام ہے؟ آپؑ یہ سن کر رونے لگے۔ پھر فرمایا: حسنؑ (عسکری) کے بعد اس کا بیٹا قائم بالحق منتظر امام ہوگا۔ میں نے عرض کیا: فرزند رسول ان کو قائم کیوں کہتے

ہیں؟ آپ نے فرمایا: اس لیے کہ وہ اس وقت قیام کرے گا جب اس کا ذکر مٹ چکا ہوگا۔ اور اس کی امامت کے ماننے والوں کی اکثریت اپنے مذہب سے دور ہو چکی ہوگی۔ میں نے عرض کیا: (انہیں) منتظر کس سبب سے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیونکہ اس کی غیبت کی مدت طویل ہوگی اور مخلص لوگ اس کے خروج کا انتظار کریں گے۔ شکی لوگ اس کا انکار کریں گے۔ منکرین مذاق اڑائیں گے اور جھٹلائیں گے۔ عجلت پسند لوگ اس معاملے میں ہلاک ہوں گے اور (صرف) ثابت قدم نجات پائیں گے۔

غیبت مہدیؑ کے بارے میں
امام علی نقیؑ کے منتخب فرمودات

(۱) مجھ سے محمد بن ہارون صوفی نے، ان سے ابوتراب عبداللہ بن موسیٰ رویانی نے، ان سے عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی نے بیان کیا کہ میں اپنے آقا علی بن محمد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: مرحبا اے ابو القاسم! تم ہمارے دوست ہو میں نے عرض کیا: فرزند رسولؐ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے سامنے اپنے دین وعقیدے کا اظہار کروں پس اگر پسندیدہ ہو تو آپ اس کا اثبات کریں تاکہ میں اللہ عزوجل سے (حالت اطمینان میں) ملاقات کروں۔ آپ نے فرمایا: ہاں کہو۔ میں نے عرض کیا کہ میرا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے اس کی کوئی مثل نہیں وہ ہر قسم کی تشبیہ سے پاک ہے نہ اس کا جسم ہے اور نہ اس کی صورت، نہ وہ عرض ہے نہ جوہر، بلکہ وہ اجسام کو تشکیل دینے والا۔ صورت بنانے والا اور عرض و جوہر کو خلق کرنے والا ہے وہ ہر شے کا رب مالک بنانے والا اور ابتداء کرنے والا ہے۔ محمدؐ اس کے بندے اور رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ ان کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔

ان کی شریعت تمام شریعتوں کی ناسخ ہے اور ان کے بعد قیامت تک کوئی شریعت نہیں آئے گی۔

میرا عقیدہ ہے کہ ان کے بعد امام خلیفہ اور صاحب امر امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ پھر حضرت امام حسن علیہ السلام، پھر حضرت امام حسین علیہ السلام، پھر حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام، پھر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام، پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام، پھر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام پھر حضرت امام علی رضا علیہ السلام، پھر حضرت امام محمد تقی علیہ السلام، پھر آپؑ امام ہیں۔ امامؑ نے فرمایا: میرے بعد میرا فرزند حسن عسکریؑ امام ہے۔ اس کے بعد اس کا فرزند جس کی امامت لوگوں کے لئے عجیب ہوگی۔ میں نے عرض کیا: وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا: وہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہوگا۔ اس کا نام لینا جائز نہ ہوگا یہاں تک کہ وہ خروج کرے گا اور زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ میں نے عرض کیا: میں اس کا اقرار کرتا ہوں اور عقیدہ رکھتا ہوں کہ ان آئمہ کے دوست اللہ کے دوست، ان کے دشمن اللہ کے دشمن، ان کی اطاعت اللہ کی اطاعت، ان کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے۔ نیز میرا یہ بھی عقیدہ ہے کہ معراج حق ہے، قبر میں سوال و جواب حق ہے، جنت حق ہے، نار حق ہے، صراط حق ہے، میزان حق ہے، قیامت حق ہے، قبور سے اٹھایا جانا حق ہے اور میں کہتا ہوں کہ ولایت کے بعد فرائض واجب نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، جہاد، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر حق ہے۔ پس آپؑ نے فرمایا: ابو القاسم خدا کی قسم یہ ہی اللہ کا دین ہے۔ جس سے اللہ راضی ہوتا ہے اللہ تم کو اس دین پر ثابت قدم رکھے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

(۳) علی بن مہزیار نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو ایک خط

لکھا جس میں ان سے ظہور قائم علیہ السلام کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ جب تمہارا امام قائم ظالموں کے شہر سے غائب ہو جائے گا تو ظہور کی توقع کرنا۔

(۴) محمد بن فارس نے بیان کیا کہ میں اور ایوب بن نوح مکہ جا رہے تھے۔ ہم نے زبالہ کی وادی میں قیام کیا۔ ہم بیٹھے باتیں کر رہے تھے تو ایوب بن نوح نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی طرف چند سوالات بھیجے۔ آپ نے ان کے جواب میں تحریر فرمایا کہ جب تمہارا امامؑ درمیان سے اٹھ جائے (غائب ہو جائے) تو کشادگی تمہارے قدموں کے درمیان ہوگی (تمہیں ظالموں کے شر سے نجات مل جائے گی)۔

(۵) ہاشم داؤد بن قاسم جعفری نے بیان کیا کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بعد میرا بیٹا حسنؑ (عسکری) امام ہوگا۔ اس کے بعد اس کے فرزند کی امامت تمہارے لئے کیسی ہوگی؟ میں نے عرض کیا کیسی؟ میں آپ پر قربان! آپ نے فرمایا کہ تم اس کو دیکھ نہ پاؤ گے۔ اور اس کا نام لینا تمہارے لئے جائز نہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا: پھر ہم ان کا تذکرہ کیسے کریں گے؟ آپؑ نے فرمایا: اسے لوگ حجت آل محمد کہیں گے۔

(۶) اسحاق بن محمد بن ایوب نے بیان کیا کہ حضرتؑ امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا: اس امر کا صاحب وہ ہوگا جس کے بارے میں لوگ کہیں گے کہ وہ پیدا ہی نہیں ہوا۔

(۸) علی بن عبدالغفار نے روایت کی ہے کہ جب ابو جعفر ثانی (حضرت امام محمد تقیؑ) علیہ السلام کا انتقال ہوا تو شیعوں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے امر امامت کے بارے میں خط لکھ کر سوال کیا۔ تو آپؑ نے ان کے جواب میں تحریر

فرمایا کہ امر امامت جب تک میں زندہ ہوں میرے لئے ہے۔ پھر جب پیغام اجل آئے گا تو یہ امر میرے خلف (بیٹے) کے لئے ہوگا اور کیا حال ہوگا تمہارا میرے جانشین کے جانشین کی امامت میں؟

(۹) صقر بن ابی دلف نے روایت کی ہے کہ جب متوکل نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو قید کیا تو میں امام علیہ السلام کا حال احوال معلوم کرنے قید خانہ کی طرف گیا۔ متوکل کے دربان نے مجھے دیکھا تو مجھے اپنے پاس بلایا اور بولا :اے صقر کیا حال چال ہے؟ میں نے کہا: اے استاد خیر ہے۔ بولا بیٹھو اور بات چیت کرنے لگا۔ پھر بولا اے صقر یہاں تم کیسے آئے ہو؟ میں نے کہا تم سے ملنے۔ کہنے لگا: شاید تم اپنے مولا سے ملنے آئے ہو۔ میں نے کہا۔ میرا مولا کون ہے؟ میرا مولا تو حاکم وقت ہے۔ بولا خاموش ہو جاؤ تمہارے مولا امام حق ہیں۔ مجھ سے مت ڈرو۔ میں بھی تمہارے مذہب پر ہوں۔ میں نے کہا الحمد للہ! بولا: کیا تم ان کو دیکھنا پسند کرو گے؟ میں نے کہا: ہاں اس نے کہا :یہاں بیٹھو جب بادشاہ کا قاصد چلا جائے گا تو ملوا دوں گا۔ میں بیٹھ گیا یہاں تک کہ قاصد چلا گیا۔ پھر اس نے ایک غلام سے کہا کہ صقر کا ہاتھ پکڑ کر اس حجرہ میں لیجاؤ جہاں ایک علوی قید ہے اور اس کے پاس چھوڑ دو۔ وہ مجھے ایک حجرہ میں لے گیا اور ایک کوٹھری کی طرف اشارہ کیا۔ میں اس کوٹھری میں داخل ہوا تو دیکھا کہ امام علیہ السلام بیٹھے ہیں اور آپ کے سامنے ایک قبر کھدی ہوئی ہے۔ میں نے سلام کیا آپؑ نے جواب سلام دیا اور بیٹھنے کو کہا۔ میں بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا: اے صقر کیسے آنا ہوا؟ میں نے عرض کیا: مولا! آپؑ کا حال احوال معلوم کرنے آیا ہوں۔ پھر میں نے قبر دیکھی اور رونے لگا۔ امامؑ نے مجھ

سے کہا: اے صقر! فکر نہ کرو وہ ہمیں کوئی گزند نہیں پہنچاسکتے۔ میں نے کہا:
الحمدللہ۔ پھر میں نے عرض کیا: مولا ایک حدیث نبیؐ سے مروی ہے جس کے
معنی میری سمجھ میں نہیں آئے۔ آپؑ نے فرمایا: وہ کون سی حدیث ہے؟ میں
نے عرض کیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔

"بِہٖ لَاتُعَادُوْا الْاَیَّامَ فَتُعَادِیْکُمْ"

"ایام کے ساتھ دشمنی نہ کرو کیونکہ پھر وہ تمہارے دشمن بن جائیں گے
اس کے کیا معنی ہیں؟"

آپ نے فرمایا: ایام سے مراد ہم ہیں ہمارے ذریعے آسمان اور زمین قائم ہیں۔ پس سبت (ہفتہ) رسول اکرمؐ کا نام ہے۔ احد (اتوار) امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ ہیں۔ اثنین (پیر) امام حسنؑ حسینؑ ہیں۔ ثلثاء (منگل) علی بن حسینؑ (امام زین العابدین ہیں اور محمد بن علیؑ امام محمد باقر) اور جعفر بن محمدؑ ہیں اربعاء (بدھ) موسیٰ بن جعفرؑ اور علی بن موسیٰؑ اور محمد بن علیؑ اور میں ہوں خمیس (جمعرات) میرا بیٹا حسن ہے۔ اور جمعہ میرے بیٹے کا فرزند ہے۔ جس کے پاس اہل حق جمع ہوں گے اور وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھردے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی اور یہ ایام کے معنی ہیں۔ دنیا میں ایام سے دشمنی نہ کرو ورنہ آخرت میں وہ تم سے دشمنی کریں گے پھر فرمایا: اب تم جاؤ کیونکہ یہاں تمہارا رہنا ٹھیک نہیں ہے۔

(۱۰) صقر بن ابی دلف نے بیان کیا کہ امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بعد میرا فرزند حسنؑ (عسکری) امام ہوگا۔ اس کے بعد اس کا فرزند قائمؑ امام ہوگا جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھردے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

غیبت مہدیؑ کے بارے میں
حضرت امام حسن عسکریؑ کے فرمودات

(۱) احمد بن اسحاق بن سعد اشعری نے بیان کیا کہ میں حضرت امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ آپؑ کے بعد آپ کے جانشین کے بارے میں معلوم کر سکوں ۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے خود ہی ابتداء کی اور فرمایا: اے احمد بن اسحاق! آدمؑ کی خلقت سے لے کر قیامت تک اللہ زمین کو اپنی حجت سے خالی نہ چھوڑے گا۔ انہی کے ذریعے بلاؤں کو اہل زمین سے ٹال دے گا، انہی کے طفیل بارش ہوتی ہے اور انہی کی برکت سے زمین اپنے خزانے ظاہر کرتی ہے۔

میں نے عرض کیا: فرزند رسولؐ! آپ کے بعد خلیفہ اور امام کون ہوگا؟ آپؑ اٹھے اور اندرون خانہ تشریف لے گئے۔ پھر باہر آئے تو آپؑ کی گود میں ایک تین سالہ بچہ تھا جس کا چہرہ ماہ کامل کی طرح چمک رہا تھا۔ فرمایا: اے احمد بن اسحاق! اگر اللہ تم کو مکرم نہ کرتا تو میں یہ بچہ تمہیں نہ دکھاتا۔ یہ میرا بیٹا ہے۔ اس کا نام اور کنیت رسول اکرمؐ کا نام اور کنیت ہے۔ یہ وہ ہے جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح

وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

اے احمد بن اسحاق اس کی مثال اس امت میں خضر علیہ السلام اور ذوالقرنین کی سی ہے۔ خدا کی قسم اللہ اس کو غائب کرے گا اور اس کی غیبت میں ہلاکت سے صرف وہ لوگ نجات پائیں گے جو عقیدۂ امامت پر ثابت قدم رہیں گے اور اس کے تعجیل فرج کی دعا کریں گے۔

پس احمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ کوئی ایسی علامت ہے جس سے میرا دل مطمئن ہو جائے۔ پس وہ بچہ فصیح عربی میں گویا ہوا میں زمین پر بقیۃ اللہ ہوں میں خدا کے دشمنوں سے انتقال لینے والا ہوں۔ اے احمد بن اسحاق آنکھوں سے دیکھنے کے بعد علامت طلب نہ کرو۔

احمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ میں امام علیہ السلام کے پاس سے بڑا مسرور اور مطمئن نکلا۔ دوسرے دن میں پھر امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: فرزند رسولؐ آپ نے جو احسان کیا اس سے میں بہت مسرور ہوں۔ پس یہ فرمائیں کہ قائم کے لئے حضرت خضرؑ اور ذوالقرنینؑ کی کون سی سنت جاری ہوگی۔ فرمایا: اے احمد! طول غیبت۔ میں نے عرض کیا: فرزند رسولؐ ان کی غیبت کتنی طویل ہوگی؟ آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم اتنی طویل کہ اس کی امامت کے قائلین کی اکثریت مرتد ہو جائے گی۔ صرف وہ لوگ اپنے قول پر ثابت قدم رہیں گے جن سے اللہ نے ہماری ولایت کا عہد لیا ہے جن کے دلوں پر ایمان لکھ دیا اور جن کی اپنی رحمت سے مدد کی۔

اے احمد بن اسحاق یہ اللہ کے امور میں سے ایک امر ہے۔ اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے اور اللہ کے غیوب میں سے ایک غیب ہے۔ پس میں نے جو تمہیں (راز) دیا اس کو مضبوطی سے پکڑو اور چھپاؤ اور شکر گزار بنو تو کل تم ہمارے ساتھ علیین میں ہو گے۔

(۲) شیخ صدوق رحمتہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن محمد بن ع نے ان سے محمد بن یعقوب کلینیؒ نے، ان سے علان رازی نے ان سے ں اصحاب نے بیان کیا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے پاس ان کی کنیز لائی گی تو آپ نے فرمایا: تم جلد ہی ایک بچہ سے حاملہ ہوگی جس کا نام محمدؐ ہوگا اور وہ میرے بعد امام قائم ہوگا۔

(۳) حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام بیان کرتے ہیں اللہ کی حمد ہے جس نے مجھے اس وقت تک دنیا سے نہیں اٹھایا جب تک مجھے میرا جانشین نہ دکھا دیا جو تمام انسانوں میں سب سے زیادہ خلق و خلق میں رسول اللہؐ سے مشابہ ہے۔ اللہ اس کی حفاظت غیبت کے ذریعہ کرے گا۔ پھر اسے ظاہر کرے گا اور وہ دنیا کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا، جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔

(۴) موسیٰ بن جعفر بن وھب بغدادی نے بیان کیا کہ حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ میرے بعد جانشین کے بارے میں اختلاف کا شکار ہو جائے گے۔ پس جس نے تمام آئمہ کا اقرار کیا اور میرے فرزند کا انکار کیا تو گویا اس نے اللہ کے تمام انبیاء اور رسولوں کا اقرار کیا مگر محمد رسول اللہؐ کی نبوت کا انکار کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا منکر ایسے ہے جیسے تمام انبیاء کا منکر۔ کیونکہ ہمارے آخر کی اطاعت ایسی ہے جیسے ہمارے اول کی۔ اور ہمارے آخر کا انکار ایسے ہے جیسے ہمارے اول کا۔ جان لو کہ میرے فرزند کے لئے غیبت ہے جس کے بارے میں لوگ شک کا شکار ہو جائیں گے سوائے ان لوگوں کے جن کی اللہ حفاظت کرے۔

(۵) حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے ان کے آبائے کرامؑ کی ایک حدیث کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ زمین قیامت تک حجت خدا سے کبھی خالی نہ رہے گی اور جو اپنے زمانے کے امامؑ کی معرفت کے بغیر مرے گا اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔ آپؑ نے فرمایا: یہ حدیث روز روشن کی طرح حق ہے۔ کسی نے عرض کیا کہ فرزند رسولؐ! آپ کے بعد حجت خدا اور امام کون ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا: میرا بیٹا محمدؑ وہ میرے بعد حجت خدا اور امام ہے۔ اور جو اس کی معرفت کے بغیر مرے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ اس کے لئے غیبت ہے۔ جس کے بارے میں جاہل لوگ حیرت کا اظہار کریں گے۔ جھٹلانے والے اس کے بارے میں ہلاک ہوں گے۔ کمزور عقیدہ والے جھٹلائیں گے۔ پھر اس کا ظہور ہوگا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کے سر پر سفید علم ہوگا، جو نجف سے ظاہر ہوگا۔

منکرین مہدیؑ کے بارے میں منتخب روایات

(۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے زندوں میں کسی ایک کا انکار کیا گویا اس نے اموات کا انکار کیا۔

(۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا گیا اگر کوئی تمام گزشتہ آئمہؑ کی معرفت رکھتا ہو مگر اپنے زمانے کے امام کی معرفت نہیں رکھتا تو کیا وہ مومن ہے؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے پوچھا: کیا وہ مسلمان ہے؟ فرمایا: ہاں۔

(۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے میرے آبائے کرام اور میری اولاد میں تمام آئمہ کا اقرار کیا اور میرے فرزند مہدیؑ کا انکار کیا وہ ایسا ہے جیسے اس نے تمام انبیاء علیہم السلام کا اقرار کیا اور حضرت محمدؐ کا انکار کیا۔ عرض کیا گیا: مولا آپؑ کی اولاد میں سے مہدیؑ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ساتویں کی پانچویں پشت کا فرزند جو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہوگا اور اس کا نام لینا جائز نہ ہوگا۔

(۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: جس نے میری اولاد میں سے قائمؑ کا انکار کیا گویا اس نے میرا انکار کیا۔

(۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان امام رابطہ ہوتا ہے۔ پس جس نے اس کو پہچانا وہ مومن ہے اور جس نے اس کا انکار کیا وہ کافر ہے۔

(٦) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اگر اس حالت میں مر جائے کہ اس کا کوئی امام نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا اور انسانوں کے لئے معرفت امام کے سلسلے میں کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا۔

(٧) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص مر جائے اس حالت میں کہ اس کا کوئی امام نہ ہو تو وہ جاہلیت' کفر' شرک اور ضلالت کی موت مرا۔

(٨) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے آبائے کرام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا! جس نے زمانہ غیبت میں میرے فرزند قائمؑ کا انکار کیا اور وہ مر گیا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔

(٩) حضرت امام علی رضا علیہ السلام اپنے آباء واجدادؑ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا: اے علیؑ! تم اور تمہاری اولاد میں جو تمہارے بعد آئمہ ہوں گے وہ خلق پر اللہ کی حجت اور اس کی مخلوق میں اس کی نشانیاں ہیں۔ جس نے تم میں سے کسی ایک کا بھی انکار کیا گویا اس نے میرا انکار کیا۔ جس نے تم میں سے کسی ایک کی نا فرمانی کی گویا اس نے میری نافرمانی کی۔ جس نے تم میں سے کسی ایک پر جفا کی گویا اس نے مجھ پر جفا کی؛ جس نے تم سے تعلق رکھا اس نے مجھ سے تعلق رکھا' جس نے تمہاری اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی؛ جس نے تم لوگوں سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی؛ جس نے تم سے عداوت رکھی؛ اس نے مجھ سے عداوت رکھی ۔کیونکہ تم مجھ سے ہو، تم سب میری طینت سے خلق ہوئے ہو اور میں تم سے ہوں۔

ولادت امام مہدیؑ کے بارے میں چند روایات

(۱) جناب حکیمہ خاتون بیان کرتی ہیں کہ ایک دن مجھے حضرت امام حسن عسکریؑ نے بلوایا اور ارشاد فرمایا کہ اے پھوپھی! آج میرے پاس افطار کریں۔ یہ نصف شعبان کی رات ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رات کو زمین پر اپنی حجت کو ظاہر کرنے والا ہے۔ میں نے دریافت کیا: یہ ولادت کس سے ہوگی؟ آپؑ نے فرمایا: نرجس خاتون سے۔ یہ سن کر میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان نرجس خاتون میں تو حمل کے کوئی آثار نہیں ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: جو کہا گیا ہے وہی ہوگا۔ میں اٹھ کر جناب نرجس خاتون کے پاس آئی۔ انہوں نے مجھے سلام کیا اور کہا: اے میری اور میرے اہل کی سردار! آپ کیسی ہیں؟ میں نے کہا: میں نہیں بلکہ آپ میری اور میرے اہل کی سردار ہیں تو انہوں نے مجھے ایسا کہنے سے منع کر دیا اور کہا: اے پھوپھی! آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں؟ میں نے کہا: اے بیٹی آج شب آپ کو اللہ تعالیٰ ایک بچہ عطا کرے گا جو دنیا اور آخرت میں سردار ہوگا یہ سن کر وہ شرما گئیں۔

نماز مغربین اور رات کے کھانے سے فارغ ہو کر میں نے نرجس خاتون کے پاس ہی آرام کیا، آدھی رات کو اٹھی۔ نرجس خاتون سو رہی تھیں۔ میں نے نماز شب پڑھی

ادعیہ اور تعقیبات میں مشغول تھی کہ نرجس خاتون بیدار ہوئیں وضو کر کے نماز پڑھی اور پھر سو گئیں۔

جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ اتنے میں صبح ہونے لگی اور میرے دل میں طرح طرح کے خیالات گزرنے لگے۔ جس پر امام حسن عسکری علیہ السلام نے مجھے آواز دی کہ پھوپھی اماں! جلدی مت کیجئے۔ وہ وقت قریب آ گیا ہے۔ میں مطمئن ہو کر بیٹھ گئی اور سورۂ مبارکہ الم' سجدہ اور یٰسین پڑھنے لگی اسی دوران میں میں نے دیکھا کہ نرجس خاتون مضطرب ہو رہی ہیں۔ میں ان کے پاس گئی اور کہا کہ اسم الٰہی کا ورد کرو۔ پھر پوچھا: کیا کچھ محسوس کرتی ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں پھوپھی جان۔ اب میں نے کہا کہ اطمینان رکھو، وہی ہونے والا ہے جو آپ سے کہہ چکی ہوں۔

حکیمہ خاتون کہتی ہیں کہ کبھی وہ مجھ سے لپٹ جاتیں اور کبھی میں انہیں اپنے سینے سے لگا لیتی۔ اتنے میں، میں نے اپنے آقا کی آمد کو محسوس کیا۔ پس پردہ ہٹایا گیا ناگاہ ایک بچہ کو دیکھا جو سجدے کی حالت میں تھا۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے آواز دی: اے پھوپھی! میرے بیٹے کو میرے پاس لاؤ۔ میں بچے کو لے کر آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپؑ نے اپنے دونوں ہاتھ بچے کے نیچے اور کمر پر رکھ دیئے۔ اور اس کے قدم اپنے سینے پر رکھے۔ اور اپنی زبان مبارک کو بچے کے منہ میں ڈال دیا۔ اپنا ہاتھ اس کی دونوں آنکھوں' دونوں کانوں اور جوڑوں پر پھیرا۔ پھر فرمایا: اے فرزند کلام کرو۔ پس فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے' وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر آپؑ نے آئمہ معصومین علیہم السلام پر درود بھیجا حتی کہ آپؑ نے اپنے والد پر درود بھیجا اور خاموش ہو گئے۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: اے پھوپھی! اس بچے کو اس کی ماں کے پاس لے جاؤ تا کہ

ان کوسلام کرے۔ آپؑ نے بچے کو میرے حوالے کیا۔ میں بچے کو اس کی ماں کے پاس لے آئی۔ بچے نے اپنی ماں کو سلام کیا۔ پھر میں بچہ لے کر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کے پاس رکھ دیا۔ آپؑ نے فرمایا: اے پھوپھی! ساتواں روز ہو تو ہمارے پاس آنا۔ اسی صبح میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو سلام کرنے حاضر ہوئی۔ میں نے کپڑا اٹھایا تو بچے کو نہ پایا۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپ کے قربان بچہ کیا ہوا۔؟ آپؑ نے فرمایا: اے پھوپھی ہم نے اس کو اس کے سپرد کر دیا ہے جس کے سپرد مادر موسٰیؑ نے موسٰی کو کیا تھا۔

حکیمہ خاتون کہتی ہیں کہ جب ساتواں روز ہوا تو میں امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ کو سلام کیا اور بیٹھ گئی۔ آپؑ نے فرمایا: میرے پاس میرے فرزند کو لے آؤ۔ میں جناب قائمؑ کو آپؑ کے پاس لے آئی وہ کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے۔ آپؑ نے امام قائمؑ کے ساتھ پہلے کی طرح برتاؤ کیا اور اپنی زبان چسائی گویا انہیں دودھ یا شہد چٹا رہے تھے۔ پھر کہا: اے فرزند! بولو۔ پس امام قائمؑ نے شہادتین پڑھیں اور اپنے آبائے کرام پر یکے بعد دیگرے درود پڑھا یہاں تک کہ اپنے والد پر درود پڑھا اور پھر یہ آیت تلاوت کی۔

بسم الله الرحمن الرحيم

ونريد ان نمن على الذين استضعفوا فى الارض ونجعلهم آئمة ونجعلهم الوارثين ٥ وممكن لهم فى الارض ونجعلهم آئمة ونجعلهم لوارثين ٥ و نمكن لهم فى الارض ونرى فرعون وهامن وجنودهما منهم ماكانويحذرون (قصص : ٦.٥)

''اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ احسان کریں ان لوگوں پر جو کمزور ہوئے پڑے تھے ملک میں اور ان کو سردار کر دیں اور ان کو قائم مقام

کردیں اور ان کو ملک میں جما دیں۔ اور فرعون وہامان کو اور ان کے لشکروں کو جو انہی میں سے تھے۔ وہ کچھ دکھلا دیں جس کا وہ خوف کیا کرتے تھے“

(۲) ابو علی خیزرانی کہتے ہیں کہ میری ایک کنیز تھی جس کو میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں ہدیہ کیا تھا۔ جب جعفر کذاب نے آپؑ کے گھر پر قبضہ کیا تو اس کنیز سے نکاح کر لیا۔ ابو علی کہتے ہیں کہ وہ کنیز بیان کرتی ہے کہ میں امام قائم علیہ السلام کی ولادت کے وقت موجود تھی۔ آپ کی والدہ کا نام صیقل تھا۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے جب آپ کی والدہ کو اپنے بعد میں ہونے والے واقعات سے آگاہ کیا جو آپ کے عیال پر گزریں گے تو انہوں نے پروردگار سے دعا کی تھی کہ اے اللہ انہیں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت سے قبل ہی دنیا سے اٹھا لے۔ پس ان کا انتقال آپؑ کی زندگی ہی میں ہو گیا۔ ان کی قبر کی لوح پر لکھا ہے۔ ”یہ ام محمد کی قبر ہے“ ابو علی کا بیان ہے کہ یہی کنیز کہتی ہے کہ امام قائم علیہ السلام کی ولادت کی شب میں نے دیکھا کہ ایک نور ساطع ہے جو زمین سے آسمان تک پھیلا ہوا ہے اور سفید پرندے آسمان پر پرواز کر رہے ہیں۔ اور اپنے پروں کو مولود کے سر، چہرہ اور عام بدن سے مس کرتے ہیں اور اڑ جاتے ہیں۔ میں نے اس کی خبر حضرت حسن عسکریؑ کو دی تو وہ مسکرا دیئے اور فرمایا: یہ ملائکہ ہیں جو اس مولود سے برکت حاصل کر رہے ہیں۔ اور یہ ہی اس بچے کے انصار ہیں جب یہ خروج کرے گا۔

(۳) بیان کیا ابو غانم خادم نے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے یہاں ایک بچے کی ولادت ہوئی جس کا نام محمدؐ تھا۔ آپؑ نے تیسرے دن اپنے اصحاب کو

اس بچے کی زیارت کرائی اور فرمایا کہ یہ میرے بعد تمہارا امام اور تم پر میرا خلیفہ ہے یہ ہی وہ قائمؑ ہے جس کا تمہیں طویل انتظار کرنا ہے۔ اور یہی زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے گا۔ جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی

(۴) مروی ہے کہ حضرت قائم ابی محمد علیہ السلام جمعہ کے دن پیدا ہوئے۔ آپؑ کی والدہ ریحانہ تھیں جن کو نرجس اور صیقل اور سوسن بھی کہا جاتا ہے۔ صیقل اس لئے کہا گیا کہ جنین کی وجہ سے وہ نورانی ہو گئیں۔ حضرت قائم آل محمد علیہ السلام شعبان کی آٹھ راتیں گزرنے کے بعد سن دو سو چھپن میں پیدا ہوئے آپؑ کے وکیل عثمانؓ بن سعید تھے۔ عثمانؓ بن سعید نے انتقال کے وقت اپنے صاحبزادے ابو جعفر محمدؓ بن عثمانؓ کے لئے وصیت کی؛ ابو جعفر نے ابوالقاسم حسین بن روحؓ کے لئے وصیت کی اور ابوالقاسم نے علی بن محمد سمریؒ کے لئے وصیت کی۔ جب سمری کا آخری وقت آیا تو ان سے آپؑ کے وکیل کے بارے میں پوچھا گیا۔ سمریؒ نے کہا: اب یہ امر اللہ کے پاس ہے۔ پس سمری کے بعد غیبت کبریٰ کا آغاز ہوا۔

امام مہدیؑ کی ولادت پر ان کے والد کو مبارکباد

(۱) شیخ صدوق رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن حسن ابن محمد بن ولید نے، ان سے محمد بن حسن کرخی نے، ان سے عبداللہ بن عباس علوی نے ان سے ابوالفضل حسن بن حسین علوی نے بیان کیا کہ حضرت قائم آل محمد علیہم السلام کی ولادت کی خبر پا کر میں سر من رائے (سامرہ) میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں تہنیت کے لئے حاضر ہوا۔

مشرفین بہ زیارتِ امامؑ کا تذکرہ

(۱) ابو ہارون بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کو دیکھا آپؑ کا چہرہ چودہویں کے چاند کی مانند جگمگا رہا تھا۔ آپؑ کی ناف پر بالوں کی لکیر تھی۔ میں نے کپڑا ہٹایا تو دیکھا کہ حضور مختون ہیں۔ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے اس بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: ہاں یہ بچہ اسی طرح پیدا ہوا ہے اور ہم آئمہ اسی طرح پیدا ہوتے ہیں۔

(۲) محمد بن عثمان عمریؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم چالیس افراد ایک ساتھ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؑ نے اپنا فرزند ہمیں دکھایا اور فرمایا یہ میرے بعد تمہارا امامؑ اور تم لوگوں پر میرا خلیفہ ہے۔ اس کی اطاعت کرو اور میرے بعد دین میں تفرقہ نہ ڈالنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ آج کے بعد تم لوگ اس کو نہ دیکھو گے ان لوگوں کا کہنا ہے کہ اس ملاقات کے چند دنوں کے بعد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا انتقال ہو گیا۔

(۳) عبداللہ جعفر میری نے محمد بن عثمان عمریؒ سے کہا کہ میں تم سے ایک ایسا سوال پوچھتا ہوں جیسا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے پوچھا تھا۔ ”اے میرے پروردگار! مجھے دکھلا دے کہ کیوں کر زندہ کرے گا تو مردوں کو“

فرمایا کیا تو نے یقین نہیں کیا۔ کہا: کیوں نہیں لیکن چاہتا ہوں کہ میرے دل کو تسکین ہو جائے۔ پس تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیا تم نے صاحب الزمان علیہ السلام کو دیکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں اور ان کی گردن ایسی ہے اور اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا۔

(۴) فارس کے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں سر من رائے میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے در دولت پر حاضر ہوا۔ ابھی میں چاہتا ہی تھا کہ اجازت لوں کہ اندر سے آپؑ کی آواز آئی اور آپ نے مجھے بلایا۔ میں داخل ہوا اور سلام کیا ۔آپؑ نے فرمایا: کہو کیسے ہو؟ پھر مجھے بیٹھنے کے لئے کہا اور میرے اہل و عیال کے حالات دریافت کئے۔ پھر فرمایا: کیسے آنا ہوا؟ میں نے عرض کیا: آپؑ کی خدمت کی غرض سے حاضر ہوا ہوں آپؑ نے فرمایا: پھر یہیں رہو۔ میں خادموں کے ساتھ آپ کے گھر میں رہنے لگا۔ ایک دن میں بازار سے اشیائے ضرورت خرید کر واپس لوٹا۔ جب در دولت میں داخل ہوا تو آپ نے آواز دی کہ اپنی جگہ رک جاؤ۔ نہ باہر نکلنا نہ اندر آنا۔ پس ایک کنیز اندر سے نکلی جس کے ہاتھوں میں کوئی چیز کپڑے میں لپٹی ہوئی تھی ۔ پھر امامؑ نے مجھے بلایا اور کنیز کو بھی آواز دی۔ جب کنیز آئی تو آپؑ نے فرمایا جو تمہارے پاس ہے وہ دکھاؤ اس نے کپڑا ہٹایا تو میں نے اس کے ہاتھوں پر ایک خوبصورت بچہ دیکھا۔ میں نے اس کا پیٹ دیکھا جس پر سینے سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی ۔آپ نے فرمایا: یہ تمہارا امام ہے۔ پھر کنیز کو حکم دیا کہ اسے لے جاؤ۔ اس کے بعد پھر میں نے اس بچے کو نہ دیکھا یہاں تک کہ امامؑ کا انتقال ہو گیا۔ ضوء بن علی کہتے ہیں کہ میں نے اس اہل فارس سے پوچھا: اس وقت حضرت قائمؑ کا سن کیا تھا؟ اس نے

جواب دیا: دو سال عبدی کہتے ہیں کہ میں نے ضوء بن علی سے پوچھا: اس وقت ان کی عمر کیا ہوگی۔ انہوں نے جواب دیا چودہ سال ۔(بعد ازاں)ابوعلی اور عبداللہ کہتے ہیں اس وقت اکیس سال عمر ہوگی۔

(۵) یعقوب بن منقوش کہتے ہیں کہ میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؑ کی دائیں جانب ایک کمرہ تھا، جس پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ میں نے آپ سے عرض کیا: مولا! صاحب امر علیہ السلام کون ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: پردہ اٹھاؤ۔ میں نے پردہ اٹھایا تو اندر سے ایک آٹھ یا دس سال کے قریب کا ایک خوبصورت لڑکا نکلا۔ جو روشن پیشانی' سفید رو، ستھری آنکھوں' چھوٹے چھوٹے بھرے بھرے ہاتھوں اور مضبوط گھٹنوں والا تھا۔ اس کے دائیں رخسار پر تل اور سر پر لمبے بال تھے۔ پس وہ حضرت ابومحمدؑ کے زانو پر بیٹھ گیا۔ آپؑ نے فرمایا: یہ تمہارے صاحب امر ہیں۔ پھر صاحب امر سے کہا: بیٹا وقت معلوم تک کے لئے لوٹ جاؤ۔ پس وہ کمرے میں تشریف لے گئے۔ پھر آپ نے مجھ سے کہا: اے یعقوب کمرے کے اندر جا کر دیکھو کون ہے؟ میں نے اندر جا کر دیکھا تو کوئی نہیں تھا۔

توقیعات امام مہدیؑ

(فرمودات واحکامات)

☆ ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جس نے لوگوں کے درمیان میرا (اصل) نام لیا۔

☆ اللہ صاحب تدبیر ہے اور تم عجلت پسند۔

☆ اللہ مومنین کے اعمال کو قبول فرمائے انہیں نیکی کی مزید توفیق عطا کرے۔

☆ میں حکم دیتا ہوں کہ میرے امور کو مکمل کرو۔

☆ فقاع (جو کی شراب) کا پینا حرام ہے اور شلماب کے پینے میں کوئی حرج نہیں۔ اللہ تم کو ہدایت دے اور دین پر قائم رکھے۔ ان لوگوں کے امر سے بچائے جو ہمارے اہل بیتؑ اور ہمارے ابن عم میں سے میرے منکر ہیں۔

☆ میرے چچا جعفر اور اس کی اولاد کی مثال برادران یوسفؑ جیسی ہے۔

☆ تمہارے اموال (خمس) ہم اس وقت قبول کرتے ہیں جب وہ پاک ہوں۔

☆ ظہور سے متعلق علم صرف اللہ کو ہے، جو اپنے دلوں سے گھڑتے ہیں وہ جھوٹے ہیں۔

☆ جو لوگ کہتے ہیں کہ امام حسینؑ قتل نہیں کیے گئے وہ کفر کرتے ہیں۔ وہ جھوٹے اور گمراہ ہیں۔

☆ مسائل شرعیہ میں ہماری احادیث کے راویوں کی طرف رجوع کرو وہ تم پر ہماری حجت ہیں اور میں ان پر حجت ہوں۔

☆ مغنیہ کی کمائی حرام ہے۔

☆ ہمارے اموال کے ساتھ اگر کسی کا مال مل جائے اور اگر وہ اجازت دے دے تو استعمال کرلو۔

☆ خمس کو میں نے اپنے شیعوں کے لیے وقت ظہور تک حلال قرار دے دیا ہے تاکہ ان کی ولادت پاک ہو۔

☆ وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے دین میں شک کیا پھر ان کو ندامت ہوئی اور وہ ہم سے متصل ہو گئے تو ہم نے ان سے درگزر کیا اور شکایت کرنے والوں کے بدلے کو ختم کر دیا۔

غیبت مہدیؑ کا سبب

(منتخب روایات)

(۱) ابوبصیر نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اس امر کے صاحب کی ولادت خلق سے مخفی ہوگی تاکہ جب وہ خروج کرےؑ تو اس کی گردن کسی کی بیعت میں نہ ہو۔

(۲) جمیل بن صالح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جب قائم آل محمدؑ مبعوث ہوں گے تو ان کی گردن پر کسی کی بیعت نہ ہوگی۔

(۳) ہشام بن سالم کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ قائم آل محمدؐ قیام فرمائیں گے اور ان کی گردن میں کسی کی بیعت نہیں ہوگی۔

(۴) حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے تیسرے فرزند کے اٹھ جانے کے بعد شیعہ چراگاہ تلاش کرتے پھریں گے اور انہیں چراگاہ نہیں ملے گی۔ میں نے عرض کیا: فرزند رسول ایسا کیوں ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا: اس لئے کہ ان کا امام ان سے غائب ہوگا۔ عرض کیا: کیوں؟ آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ جب وہ تلوار لے کر قیام کرے تو اس کی گردن میں کسی کی بیعت نہ ہو۔

(۵) ابو بصیر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا
:اس امر کا صاحب وہ ہے جس کی ولادت خلق سے مخفی ہوگی تا کہ جب وہ خروج
کرے تو اس کی گردن میں کسی کی بیعت نہ ہو اور اللہ اس کے تمام امور کو ایک
رات میں درست کر دے گا۔

(۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم لوگوں میں سے جو امامؑ قائم
ہوگا اس کے لئے غیبت ہے اور یہ غیبت بہت طویل ہوگی۔ میں نے عرض کیا:
یہ کیوں؟۔ آپؑ نے فرمایا: اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہی فیصلہ کر رکھا ہے کہ
انبیاء علیہم السلام میں جو غیبت کا دستور جاری تھا وہی دستور ان میں بھی جاری
کرے۔ اور اے سدیر یہ لابدی اور لازمی ہے کہ عام انبیاء نے جس جس
مدت کے لئے غیبت اختیار کی ان کی مجموعی مدت تک یہ بھی غیبت میں رہیں
گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ (انشقاق : ۱۹)

"تم کو چڑھنا ہے سیڑھی پر سیڑھی تم سے پہلے یہی سنت تھی"

(۷) زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے
فرمایا: اے زرارہ! قائمؑ کے لئے غیبت لازم ہے۔ میں نے کہا: وہ کیوں؟ آپؑ
نے فرمایا: اپنے نفس کے خوف کے باعث اور آپؑ نے اپنے شکم کی طرف
اشارہ کیا (یعنی قتل سے بچنے کے لیے)

(۸) زرارہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: کہ امام قائم
کے لئے قیام سے پہلے غیبت ہوگی۔ میں نے عرض کیا: کہ وہ کیوں؟ آپؑ
نے فرمایا: وہ ڈریں گے اس سے۔ اور یہ کہہ کر آپؑ نے اپنے شکم کی طرف

اشارہ کیا (یعنی قتل سے)۔

(۹) زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام قائمؑ کے لیے قیام سے پہلے غیبت ہوگی۔ میں نے عرض کیا: یہ کیوں؟ آپؑ نے فرمایا: ڈریں گے اور یہ کہہ کر آپؑ نے اپنے شکم کی طرف اشارہ کیا (یعنی قتل سے)

(۱۰) زرارہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ قائم کے لئے اس کے قیام سے پہلے غیبت ہوگی۔ میں نے کہا: وہ کیوں؟ آپؑ نے فرمایا: ذبح (قتل) کے خوف سے۔

دعائے غیبت مہدیؑ

مجھ سے ابو محمد حسین بن احمد نے بیان کیا اور کہا کہ مجھ سے ابو علی بن ہمام نے یہ دعا بیان فرمائی اور کہا کہ شیخ عمری قدس اللہ روحہ نے ان کو یہ دعا املا کرائی اور تاکید کی کہ یہ دعا پڑھا کریں۔ یہ دعا غیبت امامؑ کے زمانہ کی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي نَفْسَكَ فَاِنَّكَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي نَفْسَكَ لَمْ اَعْرِفْ نَبِيَّكَ اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِيْ حُجَّتَكَ فَاِنَّكَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِيْ نَبِيَّكَ لَمْ اَعْرِفْ حُجَّتَكَ اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِيْ حُجَّتَكُمْ فَاِنَّكَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِيْ حُجَّتَكَ ضَلَلْتُ عَنْ دِيْنِيْ . اَللّٰهُمَّ لاَ تُمِتْنِيْ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً وَلاَ تُزِغْ قَلْبِيْ بَعْدَاِذْ هَدَيْتَنِيْ اَللّٰهُمَّ فَكَمَا هَدَيْتَنِيْ بِوِ لاَيَةِ مِنْ فَرَضْتَ طَاعَتَهُ عَلَيَّ مِنْ وُلاَةِ اَمْرِكَ بَعْدَ رَسُوْلِكَ صَلَوٰاتُكَ عَلَيْهِ وَآلِهِ حَتّٰى وَالَيْتَ وَلاَ ةَ اَمْرِكَ اَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَعَلِيًّا وَ مُحَمَّدً وَجَعْفَرً وَ مُوْسٰى وَ عَلِيًّا وَ مُحَمَّدًا وَعَلِيًّا وَالْحَسَنَ وَالْحُجَّةَ الْقَائِمَ الْمَهْدِيَّ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ . اَللّٰهُمَّ فَثَبِّتْنِيْ عَلٰى دِيْنِكَ

وَاسْتَعْمَلْنِى بِطَاعَتِکَ ، وَلَيِّنْ قَلْبِىْ لِوَلِيِّ اَمْرِکَ وَعَافِنِىْ مِمَّا امْتَحَنْتَ بِهٖ خَلْقَکَ وَثَبِّتْنِىْ عَلٰى طَاعَةِ وَلِيِّ اَمْرِکَ الَّذِىْ سَتَرْتَهٗ عَنْ خَلْقِکَ وَبِاِذْنِکَ غَابَ عَنْ بَرِيَّتِکَ وَاَمْرَکَ يَنْتَظِرُ وَاَنْتَ الْعَالِمُ غَيْرُ الْمُعَلَّمِ بِالْوَقْتِ الَّذِىْ فِيْهِ صَلاَحُ اَمْرِ وَلِيِّکَ فِى الْاِذْنِ لَهٗ بِاِظْهَارِ اَمْرِهٖ وَكَشْفِ سِتْرِهٖ فَصَبِّرْنِىْ عَلٰى ذٰلِکَ حَتّٰى لاَ اُحِبَّ تَعْجِيْلَ مَااَخَّرْتَ وَلاَ تَاخِيْرَ مَا عَجَّلْتَ وَلاَ كَشْفَ عَمَّا سَتَرْ تَهٗ وَلاَ اَبْحَثَ عَمَّا كَتَمْتَهٗ وَلاَ اُنَازِعَکَ فِى تَدْبِيْرِ کَ وَلاَ اَقُوْلَ لِمَ وَكَيْفَ وَمَا بَالَ وَلِيِّ الْاَمْرِ لاَ يَظْهَرُ وَقَدِ امْتَلاَتِ الْاَرْضُ مِنَ الْجَوْرِ وَاُفَوِّضُ اُمُوْرِى كُلَّهَا اِلَيْکَ .

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُکَ اَنْ تُرِيَنِى وَلِيَّ اَمْرِکَ ظَاهِرً اَنَا فِذَالاَمْرِکَ مَعَ عِلْمِىْ بِاَنَّ لَکَ السُّلْطَانَ وَالْقُدْرَةَ وَالْبُرْ هَانَ وَالْحُجَّةَ وَالْمَشِيْئَةَ وَالْاِرَادَةَ وَالْحَوْلَ وَالْقُوَّةَ ، فَافْعَلْ ذٰلِکَ بِىْ وَبِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ حَتّٰى نَنْظُرَ اِلٰى وَلِيِّکَ صَلَوٰاتُکَ عَلَيْهِ وَآلِهٖ ظَاهِرَ الْمَقَالَةِ ، وَاضِحَ الدَّلاَلَةِ هَادِيًا مِنَ الضَّلاَلَةِ شَافِيًا مِنَ الْجَهَالَةِ اَبْرِزْ يَارَبِّ مُشَاهَدَهٗ وَثَبِّتْ قَوَاعِدَهٗ وَاجْعَلْنَا مِمَّنْ تَقَرُّعَيْنَهٗ بِرُؤْيَتِهٖ وَاَقِمْنَا بِخِدْمَتِهٖ ، وَتَوَفَّنَا عَلٰى مِلَّتِهٖ وَاحْشُرْ نَا فِىْ زُمْرَتِهٖ .

اَللّٰهُمَّ اَعِذْهُ مِنْ شَرِّ جَمِيْعِ مَا خَلَقْتَ وَبَرَاْتَ وَاَنْشَاْتَ وَ

صَوَّرْتَ وَاحْفَظْهُ مِنْ بيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ فَوْقِهِ وَمِنْ تَحْتِهِ بِحِفْظِكَ الَّذِىْ لاَ يُضِيْعُ مَنْ حَفَظْتَهُ بِهِ وَاحْفَظْ فِيْهِ رَسُوْلَكَ وَوَصِيَّ رَسُوْلِكَ اَللّٰهُمَّ وَمُدَّفِى عُمْرِهِ .وَزِدْفِى اَجَلِهِ وَاَعِنْهُ عَلٰى مَا اَوْلَيْتَهُ وَاسْتَرْ عَيْتَهُ وَزِدْ فِي كَرَامَتِكَ لَهُ فَاِنَّهُ الْهَادِى الْمُهْتَدِىْ وَالْقَائِمُ الْمَهْدِىُّ . اَلطَّاهِرُ التَّقِىُّ النَّقِىُّ الذَّكِىُّ الرَّضِىُّ الْمَرْضِىُّ اَلصَّابِرُ انْمُجْتَهِدُ الشَّكُوْرُ.

اَللّٰهُمَّ وَلاَ تَسْلُبْنَا الْيَقِيْنَ لِطَوْلِ الْاَمَدِ فِي غَيْبَتِهِ وَانْقِطَاعِ خَبَرِهِ عِنَّا وَلاَ تُنْسِطا كْرَهُ وَانْتِظَارَهُ وَالْاِيْمَانَ وَقُوَّةِ الْيَقِيْنَ فِىْ ظُهُوْرِهِ وَالدُّعَاءَ لَهُ وَالصَّلاَةَ عَلَيْهِ حَتّٰى لاَ يَقْنَطِنَا طُوْلُ غَيْبَتِهِ مِنْ ظُهُوْرِهِ قِيَامِهِ وَيَكُوْنَ يَقِيْنُنَا فِى ذٰلِكَ كَيَقِيْنِنَا فِى قِيَامِ رَسُوْلِكَ صَلَوَاتِكَ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَمَا جَاءَ بِهِ مِنْ وَحْيِكَ وَتَنْزِيْلِكَ وَقَوِّقُلُوْبَنَا عَلَى الْاِيْمَانِ بِهِ حَتّٰى تَسْلُكَ بِنَاعَلٰى يَدَيْهِ مِنْهَاجَ الْهُدٰى وَالْحَجَّةَ الْعُظْمٰى وَالطَّرِيْقَةَ الْوَاسَطٰى وَقَوِّ نَا عَلٰى طَاعَتِهِ وَثَبِّتْنَاعَلٰى مَتَابِعَتِهِ وَ اجْعَلْنَا فِى جِزْبِهِ وَاَعْوَانِهِ وَاَنْصَارِهِ وَالرَّاضِيْنَ بِفِعْلِهِ وَلاَ تَسْلُبْنَا ذٰلِكَ فِى حَيَاتِنَا وَلاَ عِنْدَ وَفَاتِنَا حَتّٰى تَتَوَفَّانَا وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ غَيْرَ شَاكِّيْنَ وَلاَ نَا كِثِيْنَ وَلاَ مُرْتَابِيْنَ وَلاَ مُكَذِّبِيْنَ .

اَللّٰهُمَّ عَجِّلْ فَرَجَهُ وَاَيِّدْهُ بِالنَّصْرِ وَانْصُرْ نَاصِرِيْهِ وَاخْذُلْ خَاذِلِيْهِ وَدَمِّرْ عَلٰى مَنْ نَصَبَ لَهُ وَكَذَّبَ بِهٖ . وَاَظْهِرْ بِهِ الْحَقَّ وَاَمِتْ بِهِ الْبَاطِلَ وَاسْتَنْقِذْ بِهٖ عِبَادَكَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنَ الذُّلِ وَانْعَشْ بِهِ الْبِلاَدَ وَاقْتُلْ بِهٖ جَبَابِرَةَ الْكُفْرِ ، وَاقْصِمْ بِهٖ رُؤُسَ الضَّلاَلَةِ وَذَلِّلْ بِهِ الْجَبَّارِيْنَ وَالْكَافِرِيْنَ . وَاَبِرْبِهِ الْمُنَافِقِيْنَ ، وَالنَّاكِثِيْنَ وَجَمِيْعُ الْمُخَالِفِيْنَ وَالْمُلْحِدِيْنَ فِي مَشَارِقِ الْاَرْضِ وَمَغَارِبِهَا ، وَبَرِّهَا وَبَحْرِهَا وَسَهْلِهَا وَجَبَلِهَا حَتّٰى لاَتَدَعَ مِنْهُمْ دَيَّارًا وَلاَ تُبْقِيَ لَهُمْ آثَارًا وَتُطَهِّرَ مِنْهُمْ بِلاَدِكَ ، وَاشْفِ مِنْهُمْ صُدُوْرَ عِبَادِكَ ، وَجَدِّدْ بِهٖ مَا امْتَحٰى مِنْ دِيْنِكَ، وَاَصْلِحْ بِهٖ مَابُدِّلَ مِنْ حُكْمِكَ وَغُيِّرَ مِنْ سُنَّتِكَ حَتّٰى يَعُوْدَ دِيْنُكَ بِهٖ وَعَلٰى يَدَيْهِ غَضًّا جَدِيْدًا صَحِيْحًا لاَعِوَجَ فِيْهِ وَلاَ بِدْعَةَ مَعَهُ حَتّٰى تُطْفِيَ بِعَدْلِهٖ نِيْرَانَ الْكَافِرِيْنَ فَاِنَّهُ عَبْدُكَ الَّذِيْ اسْتَخْلَصْتَهُ لِنَفْسِكَ وَارْتَضَيْتَهُ لِنَصْرِ نَبِيِّكَ ، وَاصْطَفَيْتَهُ بِعِلْمِكَ وَعَصَمْتَهُ مِنَ الذُّنُوْبِ وَبَرَّاْتَهُ مِنَ الْعُيُوْبِ ، وَاَطْلَعْتَهُ عَلَى الْغُيُوْبِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ وَطَهَّرْتَهُ مِنَ الرِّجْسِ وَنَقَّيْتَهُ مِنَ الدَّنَسِ .

اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ عَلَيْهِ وَعَلٰى آبَائِهِ الْاَئِمَّةِ الطَّاهِرِيْنَ . وَعَلٰى شِيْعَتِهِمُ الْمُنْتَجِبِيْنَ وَ بَلِّغْهُمْ مِنْ اٰمَالِهِمْ اَفْضَلَ مَا يَاْمُلُوْنَ

وَاجْعَلْ ذٰلِکَ مِنَّا خَالِصًا مِنْ كُلِّ شَکٍّ وَشُبْهَةٍ وَرِيَاءٍ وَسُمْعَةٍ حَتّٰى لاَ نُرِيْدَ بِهِ غَيْرَکَ وَلاَ نَطْلُبَ بِهِ اِلاَّ وَجْهَکَ .

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَشْكُوْا اِلَيْکَ فَقْدَ نَبِيِّنَا ، وَغَيْبَةَ وَلِيِّنَا وَشِدَّةَ الزَّمَانِ عَلَيْنَا وَ وُقُوْعَ الْفِتَنِ (بِنَا) وَتَظَاهُرَ الْاَعْدَاءِ (عَلَيْنَا) وَكَثْرَةَ عَدُوِّنَا وَقِلَّةَ عَدَدِنَا .

اَللّٰهُمَّ فَافْرُجْ ذٰلِکَ عَنَّا بِفَتْحٍ مِنْکَ تُعَجِّلُهُ وَنَصْرٍ مِنْکَ تُعِزُّهُ وَاِمَامِ عَدْلٍ تُظْهِرُهُ اِلَيْهِ الْحَقِّ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ .

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ اَنْ تَاذَنَ لِوَلِيِّکَ فِي اِظْهَارِ عَدْلِکَ فِي عِبَادِکَ وَقَتْلِ اَعْدَائِکَ فِي بِلاَدِکَ حَتّٰى لاَ تَدَعَ لِلْجَوْرِ يَارَبِّ دَعَامَةً اِلَّا قَصَمْتَهَا وَلاَ بَنِيَّةً اِلاَّ اَفْنَيْتَهَا ' وَلاَ قُوَّةً اِلاَّ اَوْهَنْتَهَا ' وَلاَ رُكْنًا اِلاَّ هَدَدْتَهُ وَلاَ حَدًّا اِلاَّ فَلَلْتَهُ وَلاَ سِلاَحًا اِلاَّ اَكْلَلْتَهُ وَلاَ رَايَةً اِلاَّ نَكَّسْتَهَا وَلاَ شُجَاعًا اِلاَّ قَتَلْتَهُ وَلاَ جَيْشًا اِلاَّ خَذَلْتَهُ وَارْمِهِمْ يَارَبِّ بِحَجَرِکَ الدَّامِغِ وَاضْرِبْهُمْ بِسَيْفِکَ الْقَاطِعِ ' وَبَاْسِکَ الَّذِیْ لاَ تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ . وَعَذِّبْ اَعْدَائَکَ وَاَعْدَاءَ دِيْنِکَ وَاَعْدَاءَ رَسُوْلِکَ بِيَدِ وَلِيِّکَ وَاَيْدِیْ عِبَادِکَ الْمُؤْمِنِيْنَ .

اَللّٰهُمَّ اكْفِ وَلِيَّکَ وَحُجَّتَکَ فِي اَرْضِکَ هَوْلَ عَدُوِّهِ

وَكِدْ مَنْكَادَهُ وَامْكُرْمَنْ مَكَرَبِهِ وَاجْعَلْ دَائِرَةَ السُّوْءِ عَلٰى مَنْ اَرَادَبِهِ سِوَا. وَاقْطَعْ عَنْهُ مَادَّتَهُمْ وَارْعِبْ لَهُ قُلُوْبَهُمْ وَزَلْزِلْ لَهُ اَقْدَامَهُمْ وَخُذْهُمْ جَهْرَةً وَبَغْتَةً وَشَدِّدْ عَلَيْهِمْ عِقَابَكَ وَاَخْزِهِمْ فِي عِبَادِكَ وَالْعَنْهُمْ فِيْ بِلَادِكَ وَاسْكِنْهُمْ اَسْفَلَ نَارِكَ وَاَحِطْ بِهِمْ اَشَدَّ عَذَابِكَ ، وَاَصْلِهِمْ نَارًا وَاحْشُ قُبُوْرَ مَوْتَاهُمْ نَارًا وَاَصْلِهِمْ حَرَّ نَارِكَ فَاِنَّهُمْ اَضَاعُوْا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوْا الشَّهَوَاتَ وَاَذَالُّوعِبَادَكَ.

اَللّٰهُمَّ وَاَحْيِ بِوَلِيِّكَ الْقُرْآنَ وَرِنَا نُوْرَهُ سَرْمَدًا لاَ ظُلْمَةَ فِيْهِ وَاَحْيِ بِهِ الْقُلُوْبَ الْمَيِّتَةَ وَاشْفِ بِهِ الصُّدُوْرَ الْوَغِرَةَ وَاجْمَعْ بِهِ الْاَهْوَاءِ الْمُخْتَلِفَةَ عَلٰى الْحَقِّ وَاَقِمْ بِهِ الْحُدُوْدَ الْمُعَطَّلَةَ وَالْاَحْكَامَ الْمُهْمَلَةَ حَتّٰى لَايَبْقٰى حَقٌّ اِلاَّ ظَهَرَ وَلاَ عَدْلٌ اِلاَّزَهَرَ وَاجْعَلْنَا يَارَبِّ مِنْ اَعْوَانِهِ وَمُقَوِّى سُلْطَانِهِ وَالْمُؤتَمِرِيْنَ لِاَمْرِهِ وَالرَّاضِيْنَ بِفِعْلِهِ وَالْمُسَلِّمِيْنَ لِاَحْكَامِهِ وَمِمَّنْ لاَ حَاجَةَ لَهُ بِهِ اِلَى التَّقِيَّةِ مِنَ خَلْقِكَ وَاَنْتَ يَارَبِّ الَّذِى تَكْشِفُ السُّوْ وَتُجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاكَ وَتُنْجِى مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ، فَاكْشِفْ يَارَبِّ الضُّرَّعَنْ وَلِيِّكَ وَاجْعَلْهُ خَلِيْفَةً فِى اَرْضِكَ كَمَا ضَمِنْتَ لَهُ.

اَللّٰهُمَّ لاَ تَجْعَلْنِیْ مِنْ خُصَماءِ آلِ مُحَمَّدٍ وَلاَ تَجْعَلْنِی مِنْ اَعْدَاءِ آلِ مُحَمَّدٍ وَلاَتَجْعَلْنِیْ مِنْ اَهْلِ الْحَنَقِ وَالْغَیْظِ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ فَاِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ ذٰلِکَ فَاعِذْنِیْ وَاسْتَجِیْرُبِکَ فَاَجِرْنِیْ ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَاجْعَلْنِیْ بِهِمْ فَائِزًا عِنْدَکَ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ .

اے اللہ! تو مجھے اپنی معرفت عطا فرما۔ اگر تو نے اپنی معرفت عطا نہ کی تو میں تیرے نبی کی معرفت حاصل نہیں کرسکوں گا۔ اے اللہ! مجھے نبی کی معرفت عطا کر، اگر تو نے اپنے نبی کی معرفت عطا نہ کی تو میں تیری حجت کی معرفت نہیں حاصل کرسکوں گا۔ اے اللہ! اپنی حجت کی معرفت عطا کر اگر تو نے اپنی حجت کی معرفت عطا نہ کی تو میں اپنے دین سے گمراہ ہوجاؤں گا۔ اے اللہ! مجھے جاہلیت کی موت نہ دے اور میرے قلب کو ہدایات کے بعد نہ پھیر۔ اے اللہ! تو نے میری ان کی ولایت کی طرف ہدایت کی جن کی اطاعت مجھ پر لازم ہے جو تیرے رسولؐ کے بعد تیرے امر کے ولی ہیں۔ ان پر اور ان کی اولاد پر درود ہو یہاں تک کہ میں متمسک ہوگیا ہوں تیرے ولی الامر امیر المومنینؑ اور حسنؑ و حسینؑ و علیؑ و محمدؑ و جعفرؑ و موسیٰؑ و علیؑ و محمدؑ و علیؑ و حسنؑ و حجۃ القائم مہدیؑ سے ان سب پر تیرا درود ہو۔ اے اللہ مجھے اپنے دین پر ثابت قدم رکھ اپنی اطاعت پر ہر وقت آمادہ رکھ اور میرے قلب کو اپنے ولی کے امر کے

لئے نرم رکھ۔ مجھے ان آزمائشوں سے بچا جن میں تو اپنی مخلوق کو مبتلا کرتا ہے۔ اور مجھے ثابت قدم رکھ اپنے ولی کے امر کی اطاعت پر جن کو تو نے خلق کی نظروں سے پوشیدہ رکھا ہے اور جو تیرے اذن سے مخلوق سے غائب ہیں۔ اور تیرے حکم کے منتظر ہیں اور تو عالم غیر معلم ہے اس وقت کا جس میں تیرے ولی کے امور کی اصلاح ہوگی (اسباب ظہور درست ہوں گے)۔ تیرے اذن سے ان کا ظہور پرنور ہوگا اور غیبت کا پردہ چاک ہوگا۔ پس مجھے ان امور میں صبر عطا فرما کہ میں ان چیزوں میں عجلت نہ کروں جن کو تو نے موخر کیا ہے۔ ان میں تاخیر نہ کروں جن میں تو نے تعجیل پسند کی ہے۔ اور نہ ان چیزوں کے پیچھے پڑوں جن کو تو نے پوشیدہ رکھا ہے اور نہ ان امور میں جن کو تو نے مخفی رکھا بحث میں پڑوں۔ اور نہ تیری تدبیر میں تنازعہ کروں اور نہ تیری قضا و قدر میں کیوں اور کیسے کہوں۔ اور نہ یہ کہ کیا وجہ ہے کہ صاحب امر ظہور نہیں کرتے حالانکہ زمین ظلم و جور سے بھر گئی ہے اور میں نے اپنے تمام امور تیری طرف تفویض کر دیئے ہیں۔

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے اپنے ولی امر کے جمال بے مثال کی زیارت کرا جبکہ ان کے احکامات نافذ ہوں گے ان کی حکومت قائم ہوگی۔ میں جانتا ہوں کہ تیرے لئے ہی دلیل و قدرت و برھان ح ومشیت ارادہ اور طاقت و قوت ہے۔ پس یہ لطف مجھ پر اور تمام مومنین پر فرما کہ ہم سب تیرے ولی امر کی زیارت کریں ان پر اور ان کی آل پر تیرا درود ہو۔ (اس طرح) ان کا فرمان ظاہر ہو۔

رہنمائی واضح ہو۔ وہ گمراہی سے ہدایت کرنے والے اور جہالت کی بیماری سے شفاء دینے والے ہیں ۔ اے رب ان کے مشاہدہ کو آشکار کر۔ ان کے ارکان (حکومت) کو مستحکم کر اور ہمیں ان لوگوں میں قرار دے جو ان کے جمالِ بے مثال کی زیارت کریں گے۔ اور ہمیں توفیق دے کہ ہم ان کی خدمت بجا لائیں اور ان کے دین پر مریں اور ان کے زمرے میں محشور ہوں۔

اے اللہ۔ امام غائب کو ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھ۔ جنہیں تو نے خلق کیا ،عدم سے وجود میں لایا، پیدا کیا، پرورش کیا اور صورت دی اور امامؑ کو بچا اس (شر) سے جو ان کے سامنے سے آئے یا پیچھے سے آئے' دائیں سے آئے یا بائیں سے آئے' اوپر سے آئے یا نیچے سے آئے۔ اپنی حفاظت میں رکھ کہ اس حفاظت میں آنے کے بعد کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور ان کے وجود کے ذریعہ رسولؐ اور وصی رسولؐ (کے احکامات) کی حفاظت فرما۔ اے اللہ ! امام عصر کی عمر طویل فرما۔ ان کی حیات میں اضافہ فرما اور اپنی اس ولایت وحکومت میں جو تو انہیں عطا کرے گا ان کی مدد فرما۔ ان پر اپنے کرم میں اضافہ فرما۔ وہ ہادی' مہتدی اور امر حق کو قائم کرنے والے ہدایت یافتہ' پاک' صاحب تقویٰ' خالص' پاکیزہ' خوشنود' پسندیدہ وصابر' راہ خدا میں کوشاں اور شاکر ہیں۔

اے اللہ ! ہمارے یقین کو ان کی مدت غیبت کی طوالت اور ان کے کے منقطع ہو جانے کے باعث سلب نہ کر اور ان کی یاد اور ان کے انتظار اور ان پر ایمان اور ان کے امر کے بارے میں یقین کامل' ان کے لئے

دعا اور ان پر درود سلام کے فریضہ کو ہمارے دل سے محو نہ کرنا یہاں تک کہ ہم ان کی طوالت غیبت کے باعث ان کے ظہور سے مایوس نہ ہو جائیں اور ہمیں امام عصرؑ کے قیام کا اسی طرح یقین کامل ہو جیسے ہمیں تیرے رسولؐ کے قیام کا یقین ہے اور جیسے ان چیزوں کا جو وحی اور تنزیل کے ذریعہ (حضور اکرم تک) آئیں۔ ہمارے قلوب میں (ان کے ظہور کے) ایمان کو قوی فرما۔ یہاں تک کہ تو ہمیں اس راہ پر چلا جو شاہراہ ہدایت حجت عظمیٰ اور درمیانی راستہ ہے۔ ہمیں ان کی اطاعت کی طاقت دے اور ان کی اتباع پر ثابت قدم رکھ اور ہمیں اس کے لشکر اور ان کے دوستوں اور مددگاروں میں قرار دے۔ اور ان لوگوں میں قرار دے جو اس کے ہر عمل سے راضی ہوں اور ان سعادت سے نہ ہمیں ہماری زندگی میں محروم رکھ نہ مرتے وقت۔ یہاں تک کہ جب ہمیں موت آئے تو ہم اسی ایمان و یقین پر ہوں۔ نہ ہم شک کرنے والوں میں ہوں اور نہ عہد شکنی کرنے والوں میں۔ نہ عملی سستی کرنے والوں میں اور نہ تکذیب کرنے والوں میں۔

اے اللہ! ان کے ظہور میں تعجیل فرما اور ان کی نصرت فرما اور ان لوگوں کی نصرت فرما جو ان کی مدد کریں۔ تو انہیں چھوڑ دے جو انہیں چھوڑ دیں اور ان کو تباہ و برباد کر دے جو آنجنابؑ سے دشمنی رکھیں اور ان کو تکذیب کریں۔ ان کے وجود اقدس سے دینِ حق کو ظاہر فرما۔ ان کے ذریعہ باطل کا خاتمہ فرما اور ان کے ذریعہ مومنین کو ذلت و خواری سے نجات دلا۔ شہروں کو ان کی برکت سے آباد فرما۔ ان کے ہاتھوں کفر کے

جباروں کو قتل کر۔ گمراہوں کے روسا کی طاقت کو توڑ اور ان کے ذریعہ جابروں و کافروں کو ذلیل فرما اور ان کے ذریعہ منافقین، عہد شکنی کرنے والوں اور تمام مخالفوں، بے دینوں کو جو زمین پر مشرق و مغرب، خشکی اور سمندر، بیابانوں اور پہاڑوں میں۔ جہاں بھی رہتے ہوں تباہ و برباد کردے۔ یہاں تک کہ نہ ان کے شہر بچیں نہ ان کے آثار اور ان سے تیرے شہر پاک ہو جائیں۔ اور ان (کے ناپاک وجود) سے اپنے بندوں کے سینوں کو شفا بخش (کیونکہ انکا وجود مرض کی علامت ہے) اور جو چیزیں تیرے دین سے مٹادی گئی ہیں امام عصر کے ذریعہ ان کی تجدید کر۔ اور تیرے وہ احکام جو بدل دیئے گئے ہیں اور تیری وہ سنت جس میں تبدیلی کی گئی ہے، امام عصر کے وسیلہ سے ان کی اصلاح فرما۔ یہاں تک کہ امامؑ کے وجود کی برکت سے تیرا دین پھر سے تروتازہ اور صحیح و کامل ہو جائے۔ بغیر کجی اور بدعت کے قابل عمل ہو جائے اور ان کی عادلانہ حکومت کے باعث کفر کی آگ بجھ جائے۔ کیونکہ (امام عصرؑ) تیرے وہ بندے ہیں جن کو تو نے اپنے لئے مخصوص کرلیا ہے۔ اور اپنے نبی کی نصرت کے لئے پسند کیا اور اپنے علم کے لئے چن لیا اور انہیں گناہوں سے محفوظ رکھا اور ہر قسم کے عیوب سے مبرا رکھا اور اسرار غیب سے ان کو مطلع کیا اور ان پر اپنی نعمتیں نازل کیں، ان کو ہر رجس و نجاست سے پاک رکھ اور ہر طرح کے جہل و عصیاں سے طاہر رکھ۔

اے اللہ! درود بھیج ان پر اور ان کے آبا آئمہ طاہرین پر اور ان کے

برگزیدہ شیعوں پر اور ان کی امید و آرزو کو کامل فرما۔ اور ہماری اس دعا کو ہر شک و شبہ اور ریاکاری و خود نمائی سے پاک رکھ یہاں تک کہ ہم تیرے علاوہ کسی غیر کا ارادہ نہ کریں اور صرف تیری رضا و خوشنودی طلب کریں۔

اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں اس بات کی فریاد کرتے ہیں کہ ہمارے نبیؐ بھی ہمارے درمیان نہیں ہیں۔ اور ہمارے سرپرست بھی غیبت میں ہیں۔ ہم زمانہ کی سختیوں اور آزمائشوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ دشمن ہم پر غالب آ گئے ہیں۔ ہمارے دشمنوں کی کثرت ہے۔ ہماری تعداد کم ہے۔

پس اے اللہ! جلد اپنی طرف سے ہمیں ان مصائب سے نجات دلا اور امام عادل کے ذریعہ ہمیں غلبہ عطا فرما۔ اے معبود برحق ہماری دعا قبول کر۔

اے اللہ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو اپنے ولی کو اجازت دے کہ وہ تیرے بندوں میں تیرے عدل کا اظہار کریں اور تیرے دشمنوں کو قتل کریں۔ یہاں تک کہ ظلم کا کوئی داعی باقی نہ رہے۔ اے پروردگار! ظلم کے ستون ڈھادے اور ظلم کی بنیادوں کو فنا کردے (ظالموں) کے ارکان کو منہدم کردے ان کی تلوار کو کند کردے۔ ان کے اسلحہ کو ناکارہ کردے۔ ان کے جھنڈے کو نیچا کردے۔ ان کے لڑنے والوں کو قتل کرادے۔ ان کے لشکر میں پھوٹ ڈال دے اے رب سخت پتھروں کی ان پر بارش کردے۔ اپنی کاٹ دار تلوار سے ان پر ضرب لگا۔ اور قوم

مجرمین سے اپنے عذاب کی شدت کو نہ پھیر۔ اپنے اور اپنے ولی اور اپنے رسولؐ کے دشمنوں پر اپنے ولی اور مومن بندوں کے ہاتھ سے عذاب نازل فرما۔

اے پروردگار! تو اپنے ولی اور اپنی حجت کی زمین پر کفایت فرما۔ ان کے دشمنوں کے خوف و ہراس سے، ان کے حیلوں سے اور جو ان کے ساتھ مکروفریب کرے تو ان کا توڑ کر۔ جو امام قائمؑ کے ساتھ بدی کا ارادہ کرے تو اس کو بدی کے دائرے میں قید کردے ان کے وجود مبارک سے زمانہ کے فتنہ کو دور رکھ۔ اور دشمنوں کے دلوں پر ان کا رعب و دبدبہ ڈال۔ ان کے دشمنوں کے اقدام کو متزلزل کردے۔ ان کے دشمنوں کو سرگردان چھوڑ دے اور ان پر اپنا شدید عتاب نازل فرما۔ اپنے بندوں میں ان کو ذلیل و رسوا کر۔ اپنے شہروں میں ان کے لئے لعنت قرار دے اور جہنم کے انتہائی پست مقام میں ان کو ڈال دے اور ان پر اپنا بدترین عذاب نازل فرما۔ ان کو آگ سے باندھ دے اور ان کی اموات کی قبور کو آگ سے بھر دے اور انہیں آتش دوزخ سے باندھ دے۔ یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے نماز کو حقیر جانا۔ شہوات کا تتبع کیا اور تیرے بندوں کو ذلیل کیا۔

اے اللہ! قرآن کو اپنے ولی کے وسیلے سے زندہ کردے اور اس کے نور مبارک کو جو نور دائمی ہے اور جس میں تاریکی نہیں ہوتی ہمیں دکھا۔ ان کے ذریعہ مردہ دلوں کو زندہ کر، کینہ پرور سینوں کو شفا عطا فرما اور ان کے ذریعہ مختلف خواہشات نفسانی کو حق پر جمع فرما۔ ان کے ذریعہ سے

معطل شدہ حدود اور متروک احکام کو قائم فرما یہاں تک کہ حق ظاہر اور عدل قائم ہو جائے۔

اے پروردگار ہم کو ان لوگوں میں قرار دے جو ان کی مدد کریں۔ ان کی حکومت کے لئے باعث تقویت ہوں ان کے احکامات کے فرماں بردار اور ان کے ہر فعل سے راضی ان کے احکام کو تسلیم کرنے والے ہوں اور ان لوگوں میں سے ہوں جن کو تیری مخلوق سے تقیہ کی ضرورت نہ ہوگی اے پروردگار! تو ہی ہر نقصان سے بچانے والا ہے اور مضطر کی دعا قبول کرتا ہے۔ عظیم کرب و تکلیف سے نجات دلانے والا ہے۔ پس اے رب! اپنے ولی سے ہر ضرر کو برطرف کر دے۔ اور ان کو زمین پر اپنا خلیفہ قرار دے جیسا کہ تو نے ان کے لئے فیصلہ فرمایا ہے۔

اے پروردگار! مجھے آل محمدؑ سے جھگڑا کرنے والوں میں قرار نہ دے اور نہ ان کے دشمنوں میں قرار دے اور مجھے آل محمدؑ پر غضب ناک ہونے والوں اور غصہ کرنے والوں میں قرار نہ دے۔

اے مالک میں ان باتوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ پس مجھے پناہ دے۔ تجھ سے فریاد کرتا ہوں میری فریاد سن لے۔

اے اللہ! درود بھیج محمدؐ و آل محمدؐ پر اور مجھے ان کے ساتھ دنیا و آخرت میں کامیاب فرما اور اپنی بارگاہ میں مقرب قرار دے۔

امام مہدیؑ کے طول عمر کے بارے میں روایات

(۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت نوحؑ دو ہزار پانچ سو سال زندہ رہے ان میں آٹھ سو پچاس قبل بعثت تھے اور نو سو پچاس سال بعد بعثت وہ اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلاتے رہے۔ طوفان کے بعد آپ سفینہ سے اترے اور آپؑ کی اولاد زمین پر رہائش پذیر ہوئی تو سات سو سال آپ زندہ رہے۔

پھر ایک دن جب آپ دھوپ میں کھڑے تھے۔ تو ملک الموتؑ آئے اور کہا: السلام علیک۔ آپؑ نے جواب سلام دیا اور پوچھا: اے ملک الموت کیسے آنا ہوا؟ وہ بولے: آپؑ کی روح قبض کرنے آیا ہوں۔ آپؑ نے کہا اتنی اجازت دو کہ دھوپ سے نکل کر سائے میں چلا جاؤں۔ ملک الموت نے کہا ٹھیک ہے۔ نوح علیہ السلام سائے میں آئے تو فرمایا: اے ملک الموت مجھے اپنی زندگی اتنی ہی لگتی ہے جتنا دھوپ سے سائے میں آنے کا دورانیہ۔ اب تمہیں جیسا حکم ہوا ہے ویسا کرو۔ پس انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی روح قبض کر لی۔

(۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قوم نوحؑ میں ہر فرد کی عمر

تین سو سال تھی۔

(۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے آباؤ اجداد کے سلسلہ نسب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا۔ ابوالبشر حضرت آدم صفیؑ اللہ نو سو تیس سال زندہ رہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے دو ہزار چار سو پچاس سال زندگی پائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک سو پچھتر سال، حضرت اسماعیل نے ایک سو بیس سال، حضرت اسحاقؑ نے ایک سو اسی سال۔ حضرت یعقوبؑ نے ایک سو بیس سال۔ حضرت یوسفؑ نے ایک سو بیس سال، حضرت موسیٰؑ نے ایک سو چھبیس سال۔ حضرت ہارونؑ نے ایک سو تینتیس سال حضرت داؤد نے ایک سو سال جس میں سے چالیس سال حکومت کا دور تھا ،حضرت سلیمانؑ نے سات سو بارہ سال زندگی پائی۔

(۴) حضرت امام حسن عسکریؑ فرماتے ہیں کہ میرے بعد میرا بیٹا قائم ہوگا جس کی طویل عمر اور غیبت کے ذریعے سنن انبیاء علیہم السلام جاری ہوں گی۔ اس کی غیبت اتنی طویل ہوگی کہ لوگوں کے دل سخت ہو جائیں گے اور کوئی دین پر ثابت قدم نہ رہے گا سوائے ان لوگوں کے جن کے قلوب پر اللہ نے ایمان لکھ دیا اور جن کی روح القدس سے مدد کی گئی ہے۔

(۵) حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قائم آل محمدؐ کے لئے نوح کی سنت ہے اور وہ سنت طول عمر ہے۔

(۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے حضرت داؤدؑ کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دن حضرت داؤد گھر سے نکلے۔ وہ زبور کی تلاوت کر رہے تھے اور جب وہ زبور کی تلاوت کرتے تو کوئی پہاڑ یا کوئی پرندہ ایسا نہ ہوتا تھا جو ان

کے ساتھ تلاوت نہ کرتا ہو۔ یہاں تک کہ آپ ایک پہاڑ کے قریب پہنچے۔ جس پر حزقیل نامی ایک عابد شخص رہتا تھا۔ جب اس نے پہاڑ، درختوں اور پرندوں کو آپؑ کے ہم آواز تلاوت کرتے ہوئے سنا تو سمجھ گیا کہ حضرت داؤد علیہ السلام آئے ہیں۔ حضرت داؤد نے کہا کہ اے حزقیل! مجھے بھی اجازت دو کہ میں تمہارے پاس اوپر آؤں۔ اس نے کہا: ہرگز نہیں۔ یہ جواب سن کر حضرت داؤد علیہ السلام رونے لگے۔

خدا نے اس عابد کو وحی کی کہ داؤدؑ کو اجازت دے دو اور مجھ سے عافیت طلب کرو۔ چنانچہ اس نے حضرت داؤدؑ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں پہاڑ پر چڑھا لیا۔ حضرت داؤدؑ نے کہا: اے حزقیل کیا تیرا دل کبھی گناہ کو چاہا ہے۔ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے پوچھا کہ تجھے اپنی عبادت گزاری پر فخر ہوتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپؑ نے کہا: کیا تیرا دل چاہتا ہے کہ تو بھی دنیا کی شہوتوں اور لذتوں کو حاصل کرے؟ اس نے کہا: کبھی کبھی میرا دل چاہتا ہے۔ آپؑ نے پوچھا: پھر تو کیا کرتا ہے۔ اس نے کہا میں اس غار میں چلا جاتا ہوں اور اس میں جو چیز موجود ہے اس کو دیکھ کر عبرت حاصل کرتا ہوں پس حضرت داؤدؑ اس غار میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ لوہے کا ایک تخت ہے جس پر ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ رکھا ہوا ہے۔ اور ایک لوہے کی تختی لگی ہوئی ہے داؤدؑ نے اسے پڑھا تو لکھا تھا:

"میں اروی بن سلم ہوں۔ میں نے ایک ہزار سال حکومت کی۔ ایک ہزار شہر تعمیر کرائے۔ ایک ہزار شادیاں کیں اور میری ساری زندگی کا خلاصہ یہ ہے کہ میں آج مٹی ہو گیا ہوں۔ کیڑے مکوڑوں کی غذا ہوں۔ بس مجھے جو دیکھے اسے چاہیے کہ دنیا کی رغبت نہ کرے۔

خروج دجال اور دیگر علامات ظہور

(۱) مروی ہے کہ امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے اپنے اصحاب کے درمیان خطبہ دیا۔ اللہ کی حمد وثناء کی اور محمدؐ وآل محمدؐ پر درود بھیجا پھر فرمایا: اے لوگوں مجھ سے جو چاہو پوچھ لو قبل اس کے کہ میں تمہارے درمیان نہ رہوں۔ یہ جملہ آپؑ نے تین بار فرمایا تو۔ صعصہ بن صوحان کھڑے ہو گئے اور بولے: اے امیر المومنین! دجال کب خروج کرے گا؟ آپؑ نے ان سے کہا: بیٹھ جاؤ! اللہ نے تمہارا کلام سنا اور تمہارا ارادہ جانا خدا کی قسم اس کا علم کسی کو نہیں۔ لیکن اس کی علامات اور کچھ صورتیں ہیں جو ایک کے بعد ایک آتی ہیں جیسے ایک قدم دوسرے کے بعد پڑتا ہے تم کہو تو میں بیان کروں؟ اس نے کہا: ہاں اے امیر المومنین۔

آپؑ نے فرمایا: پس یاد رکھو وہ علامات یہ ہیں۔

جب لوگ نماز کو فراموش کر دیں گے۔ امانتیں ضائع ہوں گی۔ جھوٹ بولنا جائز سمجھا جائے گا۔ سود کھایا جائے گا۔ رشوت عام لی جائے گی۔ بلند عمارتیں تعمیر کی جائیں گی۔ دین کے عوض دنیا خریدی جائے گی۔ بے وقوفوں کی حکمرانی ہوگی۔ عورتوں سے مشورہ لیا جائے گا۔ قطع رحم ہوگا۔ ہوس پرستی ہوگی۔ خون ریزی کو معمولی فعل سمجھا جائے گا

۔ بربادی کو کمزوری اور ظلم کو قابل فخر سمجھا جائے گا بادشاہ و امراء فاسق و فاجر ہوں گے وزرا چھوٹے ہوں گے ۔ عرفاء خائن ہوں گے ۔ قرآن کے قاری فاسق ہوں گے ۔ جھوٹی گواہی قابل قبول ہوگی ۔ گناہ کا علانیہ ارتکاب ہوگا۔ بہتان لگانا عام ہوگا ۔ گناہ اور سرکشی عام ہوں گے ۔ قرآن کو حقیر سمجھا جائے گا۔ مساجد کو آراستہ کیا جائے گا ۔ مینار بلند ہوں گے ۔ شریر لوگوں کی تکریم کی جائے گی ۔ صفیں دھکم پیل کا نظارہ پیش کریں گی دل ایک دوسرے سے دور ہوں گے۔ عہد شکنی کی جائے گی جس کا وعدہ کیا گیا ہے ۔ وہ قریب ہوجائے گا۔ عورتوں کو حرص دنیا کی غرض سے تجارت میں شریک کیا جائے گا ۔ گانے والوں کی آوازیں بلند ہوں گی اور انہیں سنا جایا کرے گا۔ ذلیل لوگ قوم کے سردار ہوں گے ۔ گانے والوں اور گانے والیوں کو اجرت پر حاصل کیا جائے گا۔ اس زمانے کے لوگ اگلے زمانے والوں پر لعنت کریں گے ۔ عورتیں گھوڑوں کی سواری کریں گی۔ عورتیں مردوں کی اور مرد عورتوں کی شباہت اختیار کریں گے۔ گواہ بغیر اس کے کہ ان سے گواہی طلب کی جائے گواہی دیں گے ۔ اور دوسرے لوگ بغیر حق کو پہچانے اور دین کے علاوہ دوسرے امور میں سوچ بچار کرنے میں گواہی دیں گے ۔ دنیا کو آخرت پر فضیلت دیں گے ۔ بظاہر بھیڑوں کی مانند ہوں گے لیکن اندر سے بھیڑیوں کی طرح ہوں گے اور ان کے دل مردار سے زیادہ سڑے ہوئے بدبودار اور ایلوے سے زیادہ کڑوے ہوں گے ۔ اس وقت العجل العجل کہا جائے گا۔ اس وقت (بے تابی کے ساتھ) بیت المقدس بہترین رہنے کی جگہ میں سے ہوگا اور لوگوں پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ ہر اک تمنا کرے گا کہ وہ بیت المقدس میں سکونت اختیار کرے ۔

اصبغ بن نباتہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا۔ مولا دجال کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا دجال کا نام صائد بن صید ہے ۔ پس وہ شخص شقی ہے جو اس کی تصدیق کرے گا۔ اور وہ

شخص خوش بخت ہے جواس کی تکذیب کرے گا۔ وہ اصفہان کے قریہ یہودیہ سے خروج کرے گا۔اس کی داہنی آنکھ نہیں ہوگی بائیں آنکھ خونی پارچہ کی طرح پیشانی پر ہوگی جو صبح کے ستارے کی طرح چمک رہی ہوگی۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ''کافر'' لکھا ہوگا جس کو ہر عالم و جاہل شخص پڑھ لے گا۔ سمندروں میں گھس جائے گا۔ سورج اس کے ساتھ ساتھ چلے گا اس کے آگے دھوئیں کا پہاڑ اور پیچھے کوہ سفید ہوگا۔ جس کو قحط کے زمانے میں لوگ کھانے کا پہاڑ سمجھیں گے۔ جب وہ خروج کرے گا تو شدید قحط ہوگا۔ سفید گدھے پر سوار ہوگا اس گدھے کا ایک قدم ایک میل کے برابر ہوگا۔ جس چشمے یا کنویں پر پہنچے گا وہ قیامت تک کے لئے خشک ہو جائے گا۔ وہ بلند آواز سے ندا دے گا جس کو مشرق و مغرب کے درمیان موجود تمام جن و انس اور شیاطین سنیں گے وہ اپنے دوستوں سے کہے گا۔ میں وہ ہوں جس نے پیدا کیا' پھر درست کیا۔ اندازہ کیا پھر راہبری کی۔ میں تمہارا رب اعلیٰ ہوں۔

وہ دشمن خدا جھوٹا ہوگا' وہ ایک آنکھ والا' احتیاج طعام رکھنے والا اور بازار میں چلنے پھرنے والا شخص ہوگا۔ جب کہ تمہارا رب نہ تو کانا ہے نہ اسے احتیاج طعام ہے۔ نہ وہ چلتا پھرتا ہے اور نہ ہی اسے زوال ہے' وہ ان تمام باتوں سے بلند و بالا ہے۔

جان لو کہ اس کا اتباع کرنے والوں کی اکثریت زنا کی اولاد ہوگی اور سبز ٹوپی پہنے گی۔ اللہ تعالیٰ اس کو جمعہ کے روز تین ساعت گزرنے کے بعد شام میں عقبہ افیق پر اس کے ہاتھوں قتل کرادے گا' جس کے پیچھے حضرت عیسیٰؑ نماز پڑھیں گے۔ جان لو کہ اس کے بعد عظیم حادثہ پیش آئے گا۔

پس ہم نے عرض کیا! امیر المومنین وہ (حادثہ) کیا ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا: دابۃ الارض کوہ صفاء سے خروج کرے گا۔ اس کے پاس حضرت سلیمان بن داؤدؑ کی انگوٹھی

ہوگی اور حضرت موسیٰؑ کا عصاء ہوگا۔ وہ انگوٹھی جب مومن کے چہرہ پر لگائی جائے گی تو وہ مہر لگادے گی کہ یہ حقیقتاً مومن ہے اور جب کافر کے چہرہ پر لگائی جائے گی تو وہ لکھ دے گی کہ یہ حقیقتاً کافر ہے۔ یہاں تک کہ مومن کافر سے کہے گا: جہنم ہے تیرے لئے اے کافر اور کافر مومن سے کہے گا طوبیٰ ہے تیرے لئے اے مومن۔ کاش آج میں بھی تیری طرح فائز و کامران ہوتا۔ پھر دابہ اپنا سر اٹھائے گا تو مشرق و مغرب کے درمیان جو بھی ہوگا اللہ عزوجل کے اذن سے اس کو دیکھ لے گا۔ اور یہ اس وقت ہوگا۔ جب سورج مغرب سے طلوع ہو چکا ہوگا۔ اس وقت توبہ کی مہلت کا وقت ختم ہو جائے گا اور پھر کسی کی توبہ قبول نہیں ہوگی اور نہ کوئی عمل اوپر جائے گا جیسا کہ ارشاد ہے: نہیں آئے گا کچھ کام کسی کے اس کا ایمان لانا جو کہ پہلے سے ایمان نہیں لایا تھا یا حالت ایمان میں کچھ نیکی نہ کی تھی (سورہ انعام آیت ۱۵۹)

پھر امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ اس کے بعد کے حالات کا مجھ سے سوال نہ کرو۔ یہ ایک عہد ہے جو میرے حبیب رسول اللہؐ نے مجھ سے لیا ہے کہ اس کی خبر میں اپنی عترت کے علاوہ کسی اور کو نہ دوں۔

نزال بن سبرہ کہتے ہیں کہ میں نے صعصہ ابن صوحان سے پوچھا کہ امیر المومنینؑ کی اس سے کیا مراد ہے۔ انہوں نے کہا کہ اے ابن سبرۃ! یہ وہی ہے جس کے پیچھے حضرت عیسیٰؑ بن مریم نماز ادا کریں گے۔ وہ عترت کا بارہواں فرد ہوگا اور حسینؑ بن علیؑ کی نسل کا نواں۔ یہ وہ ہوگا جس کے لئے سورج مغرب سے طلوع کرے گا۔ اور وہ رکن و مقام کے درمیان سے ظہور کرے گا وہ زمین کو پاک کرے گا اور میزان عدل قائم کرے گا۔ پس کوئی کسی پر ظلم نہ کر سکے گا۔ پس امیر المومنینؑ سے ان کے حبیب رسول اللہؐ نے عہد لیا تھا کہ اس کے بعد کی خبر غیر عترت صلوات اللہ علیہم اجمعین سے بیان نہ کریں۔

ظہور مہدیؑ کا ثواب انتظار

(۱) حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص امام قائم کا انتظار کرتے ہوئے مرے گا اس کا مرتبہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص امام قائم کے ساتھ خیمہ میں مقیم ہو۔

(۲) عبدالحمید واسطی کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقرؑ سے دریافت کیا۔ مولا! خدا آپ کا بھلا کرے ہم لوگوں نے صاحب امر کے انتظار میں بازار جانا چھوڑ دیا۔ آپؑ نے فرمایا: اے عبدالحمید کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے ضبط نفس سے کام لے گا تو خدا اس کے لئے راستہ نہ کھولے گا؟ نہیں خدا کی قسم اللہ تعالیٰ اس کے لئے ضرور راستہ پیدا کرے۔ اللہ رحم کرے اس شخص پر جو ہمارے امر کو زندہ کرے۔ میں نے عرض کیا۔ مولا اگر میں امام قائمؑ کا زمانہ پانے سے پہلے مر گیا تو؟ آپؑ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی یہ خواہش رکھے کہ اگر میں امام قائمؑ کا زمانہ پاؤں گا تو انکی نصرت کروں گا تو وہ اس شخص کی مانند ہے جو ان کی معیت میں تلوار چلائے یہ ہی نہیں بلکہ ان کے ہمراہ شہادت پائے۔

(۳) موسیٰ بن بکر واسطی نے ابوالحسنؑ سے انہوں نے اپنے آبائے کرم سے بیان کیا

کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا: میری امت کا بہترین عمل اللہ عزوجل کی جانب سے فرج (کشائش) کا انتظار ہے۔

(۴) محمد بن فضیل نے بیان کیا کہ میں نے امام علی رضاؑ سے ظہور قائمؑ کے متعلق دریافت کیا آپؑ نے فرمایا: اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"فانتظر و آ انی معکم من المنتظرین "(سورہ اعراف آیت ۷۱)

''منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں''

(۵) حضرت امام علی رضاؑ نے فرمایا کہ صبر اور انتظار امام قائمؑ کیا خوب بات ہے۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا؟ انتظار کرتے رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں۔ (سورہ ہود آیت ۷۱) پس صبر سے کام لو کیونکہ مایوسی کے بعد کشادگی آتی ہے۔ اور تم سے پہلے کے لوگ تم سے زیادہ صابر تھے۔

(۶) حضرت امام جعفر صادقؑ اپنے آبائے کرام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی ابن ابی طالب نے فرمایا کہ ہمارے صاحب امرؑ کا انتظار کرنے والا ایسا ہے جیسے کوئی شخص اللہ کی راہ میں جہاد کر کے اپنے خون میں لوٹ رہا ہو۔

(۷) عمار ساباطی نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آقا! باطل حکومتوں کے دور میں امام قائمؑ کے دامن سے متمسک رہتے ہوئے چھپ چھپ کر عبادت کرنا افضل ہے یا ظہور امامؑ کے بعد آپؑ کے عہد حکومت میں اعلانیہ عبادت کرنا؟ آپؑ نے فرمایا: اے عمار پوشیدہ خیرات خدا کی قسم علانیہ خیرات سے افضل اور بہتر ہے۔ اسی طرح باطل پرست حکومتوں کے دور میں امام غائب کے دامن سے وابستہ رہتے ہوئے پوشیدہ عبادت کرنا جس میں دشمنوں کا خوف بھی لاحق ہو ان لوگوں کی عبادت

سے افضل ہے جو امام قائمؑ کے ظہور کے بعد بے خوف عبادت کریں گے۔ کیونکہ باطل حکومتوں میں حالت خوف میں عبادت اور حکومت حق میں رہتے ہوئے حالت امن میں عبادت کرنا برابر نہیں ہو سکتا۔ آج کے دور میں اگر تم میں سے کوئی شخص اپنے دشمنوں سے پوشیدہ طور پر تنہا ایک واجب نماز اس کے وقت میں ادا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے پچیس نماز فریضہ کا ثواب لکھ دے گا۔ اور جو اس کے وقت میں نماز نافلہ ادا کرے گا تو اس کے لئے دس نماز نافلہ کا ثواب لکھا جائے گا۔ تم میں سے جو شخص ایک نیکی بجالائے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے بیس نیکیوں کا ثواب لکھے گا اور جو شخص قربۃً الی اللہ اپنے دین اپنے امام اور اپنے نفس کے تحفظ کے لئے تقیہ پر عمل پیرا ہو گا اور اپنی زبان بند رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے حسنات اور نیکیوں میں کئی گنا اضافہ کر دے گا کیونکہ اللہ عزت وجلال والا اور بڑا کریم ہے۔

میں نے عرض کیا مولا میں آپؑ پر قربان جاؤں آپؑ نے تو میرے جذبہ عمل میں اضافہ فرما دیا مگر یہ تو فرمائیے کہ اس زمانے میں ہم لوگوں کا عمل امام قائم کے ظہور کے بعد ان کے ساتھ رہنے والے کے عمل سے کیسے افضل قرار پا سکتا ہے؟ جب کہ ہمارا اور ان کا دین تو ایک ہی ہے اور وہ اللہ ہی کا بھیجا ہوا دین ہے؟۔

آپ نے فرمایا: تم لوگوں کو ان پر سبقت حاصل ہے۔ تم لوگ ان سے پہلے خدا کے دین میں داخل ہوئے' نماز' روزہ' حج کے فرائض بجالائے' مسائل فقہ پر عمل کیا' کار خیر انجام دیئے۔ دشمنوں کے خوف سے پوشیدہ عبادت کی۔ اپنے امام کے دامن سے وابستہ رہے۔ ان کی اطاعت کرتے رہے ان کے ساتھ صبر کیا۔ ان کے ساتھ حکومت حق کے منتظر رہے۔ تمہیں حکمرانوں سے اپنے امام کے اور اپنے متعلق ہمیشہ خطرہ رہا۔ تم دیکھتے

رہے کہ تمہارے امام کا حق اور تمہارا حق ظالموں کے ہاتھوں میں ہے۔ تمہیں تمہارا حق نہیں دیا گیا اور مجبور کیا گیا کہ تم لوگ اپنے دین پر صبر کے ساتھ قائم رہتے ہوئے اللہ کی عبادت اور اطاعت کرتے رہو۔ اپنے دشمنوں سے ڈرتے ہوئے کسب معاش میں لگے رہو، اس طرح اللہ نے تمہارے اعمال میں اضافہ کیا بس یہ فضیلت تمہیں مبارک ہو۔

میں نے عرض کیا: مولا میں آپؑ پر قربان، پھر ہم لوگ یہ تمنا کیوں کرتے ہیں کہ کاش امام قائم کے ظہور کے وقت ہم ان کے ساتھ ہوں جب کہ آج آپؑ کی امامت میں ہمارا عمل ان لوگوں کے عمل سے افضل ہے جو امام قائم کے ساتھ ہوں گے۔ آپؑ نے فرمایا: سبحان اللہ! کیا تم یہ نہیں چاہتے ہو کہ اللہ دنیا میں حق و عدل کو ظاہر کرے۔ لوگ خوشحال ہوں سب لوگ ایک دین پر ہوں اور آپس میں محبت و یگانگت ہو۔ روئے زمین پر اللہ کی نافرمانی نہ ہو۔ دنیا میں نظام الٰہی کا نفاذ ہو۔ ہر شخص کو اس کا حق ملے اور حق کے ظاہر کرنے میں کوئی خوف مانع نہ ہو۔ اے عمار! خدا کی قسم جس حال میں تم لوگ اس وقت زندگی گزار رہے ہو اگر اس حال میں تم میں سے کوئی مر جائے تو اس کی موت اللہ کے نزدیک جنگ بدر اور جنگ احد کے بہت سے شہیدوں سے افضل ہوگی۔

امام مہدیؑ کا اصل نام لینے کی ممانعت

(۱) حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ صاحب امر کو ان کے نام سے نہیں پکارے گا مگر صرف کافر۔

(۲) ریان بن صلت نے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے امام قائم کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا نہ انہیں دیکھا جائے گا اور نہ ان کا نام لیا جائے گا۔

(۳) جابر بن یزید جعفیؒ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ کو کہتے ہوئے سنا کہ وہ فرما رہے تھے: عمر نے امیر المومنین امام علی ابن ابی طالبؑ سے حضرت مہدیؑ کے متعلق دریافت کیا اور کہا اے ابن ابی طالبؑ! مجھے یہ بتائیں کہ مہدی کا نام کیا ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا کہ میرے حبیب و خلیل (رسول اللہؐ) نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ میں اس کا نام کسی کو نہیں بتاؤں گا یہاں تک کہ وہ ظہور کرے اور یہ وہ چیزیں ہیں جو اللہ نے اپنے رسول کے علم میں دیں۔

(۴) ابو ہاشم جعفری نے کہا کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرا جانشین میرا بیٹا حسنؑ ہوگا۔ تم اس کے فرزند کے ساتھ کیا سلوک کرو گے؟ کہا: خدا مجھے آپؑ پر فدا کرے آپ نے ایسا کیوں فرمایا؟

آپؑ نے جواب دیا: نہ تم اسے دیکھ سکو گے اور نہ ہی ان کا نام لینا جائز ہوگا ۔میں نے عرض کیا: پھر ہم ان کا ذکر کیسے کریں؟ آپؑ نے فرمایا حجت آل محمد صلوٰت اللہ علیہ وسلامہ کہا کرو۔

علاماتِ ظہورِ امام مہدیؑ

(۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ظہور امام قائمؑ سے پہلے پانچ علامتیں ظاہر ہوں گی۔ یمانی اور سفیانی کا خروج، ندائے آسمانی، زمین بیداء کا دھنس جانا اور نفس ذکیہ کا قتل۔

(۲) محمد بن مسلم امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ ظہور قائمؑ سے پہلے اللہ مومنین کے لئے نشانیاں مقرر کرے گا۔ میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان جاؤں وہ نشانیاں کیا ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: یہ وہ نشانیاں ہیں جو قرآن میں آئی ہیں۔

"وَلَنَبْلُوَ نَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَ مْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ"

"اور تمہیں یعنی مومنین کو قائم کے خروج سے قبل آزمائیں گے۔ سے قبل تھوڑے سے ڈر سے، اور بھوک سے اور جان و مال کے نقصان سے اور خوشخبری دے ان صبر کرنے والوں کو"

(سورہ بقرآیت ۱۵۵)

پھر فرمایا مومنین کو بنو فلاں کے آخری حکمران کے خوف سے آزمایا جائے گا۔

(الجوع سے مراد یہ کہ مہنگائی کے بڑھ جانے سے بھوک اور افلاس کے ذریعہ نَقْصٍ مِّنَ

اَلْاَمْوَالُ سے مراد ہے کساد بازاری اور برکت کے اٹھ جانے سے وَ نَقْصٌ مِّنَ الْاَ نْفُسَ سے مراد زراعت میں کمی سے اور "نَقْصٌ مِّنَ الثَّمَرَاتُ" سے مراد زراعت میں پیداوار کی قلت "وبشر الصابرین" یعنی صبر کرنے والوں کو تعجیل ظہور امامؑ کی خوش خبری دو۔

پھر آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اے محمد یہی تاویل ہے اس آیت کی جس کا اوپر ذکر گیا اور اللہ ارشاد فرماتا ہے۔

"وَمَا يَعْلَمُ تَاوِيْلَهٗ اِلَّا للّٰهُ وَالرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ"

(سورہ آل عمران آیت ۷)

"ور انکا مطلب کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے اور مضبوط علم والوں کے"

(۳) حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: ندائے آسمانی ماہ رمضان میں شب جمعہ ۲۳ تاریخ کو بلند ہوگی۔

(۴) عبداللہ بن منصور بجلی نے کہا میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے سفیانی کے نام کے بارے میں سوال کیا آپؑ نے فرمایا: تمہیں اس کے نام سے کیا کام ہے۔ (پس تم اتنا سمجھ لو) جب وہ شام کے پانچ علاقے دمشق حمص، فلسطین، اردن اور قنسرین کو فتح کرے تو اس وقت ظہور کی توقع رکھنا۔ میں نے عرض کیا کیا وہ نو ماہ حکومت کرے گا؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں بلکہ آٹھ ماہ اور اس سے ایک دن بھی زیادہ نہیں۔

(۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جبرائیلؑ کی آواز آسمان سے آئے گی اور ابلیس کی آواز زمین سے۔ پس تم پہلی آواز کا اتباع کرنا اور دوسری آواز پر کان نہ دھرنا کیونکہ وہ فتنہ پھیلانے کے لئے ہوگی۔

(۶) ابوحمزہ ثمالی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے

دریافت کیا: مولا! کیا سفیانی کا خروج امر لازمی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں اور عباسیوں کا اختلاف بھی حتمی ہے۔ نفس زکیہ کا قتل بھی لازمی ہے۔ اور امام قائم کا خروج بھی لازمی ہے۔ میں نے عرض کیا: اس وقت کس قسم کی آواز آئے گی؟ فرمایا: ایک منادی دن کے شروعؑ میں آسمان سے ندا دے گا۔ جان لو کہ حق علیؑ اور ان کے شیعوں کے ساتھ ہے پھر دن کے آخر میں ابلیس ندا دے گا۔ جان لو کہ حق سفیانی اور اس کے شیعوں کے ساتھ ہے۔ اس آواز سے باطل پرست (حق کے بارے میں) شک کا شکار ہو جائیں گے

(۷) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنے آباؤ اجداد کے توسط سے بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میری اولاد میں سے آخر زمانہ میں ایک مرد ظاہر ہوگا' اس کی رنگت سفید ہوگی' مونچھیں سرخ ہوں گی اس کا شکم چوڑا' رانیں بڑی پہلو چوڑے ہوں گے راستے سے منحرف لوگوں کے سروں پر عظمتؑ پانے والا ہوگا۔ اس کی پشت پر دو تل ہوں گے' ایک اس کی جلد کی رنگت کا اور ایک نبیؑ کے تل کے مشابہ' اس کے دو نام ہوں گے ایک مخفی اور دوسرا اعلانیہ مخفی نام احمد اور اعلانیہ محمد ہوگا۔ اس کے علم کے نور سے مشرق و مغرب منور ہوں گے۔ وہ اپنے ہاتھ لوگوں کے سروں پر رکھے گا تو مومن کا دل لوہے سے زیادہ مضبوط ہو جائے گا اور ایک مومن کو اللہ تعالیٰ چالیس مردوں کی طاقت و قوت عطا فرمائے گا اور جو مومن مر گئے ہیں ان کی قبروں میں اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو (ظہور امام سے) فرحت بخشے گا اور وہ اپنی قبروں ہی میں امام کی زیارت کریں گے اور باہم ایک دوسرے کو قیام امام قائم کی مبارک باد دیں گے۔

(۸) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ امام قائمؑ عاشورہ کے دن جس دن امام حسین علیہ السلام قتل ہوئے تھے خروج کریں گے۔

(۹) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ (ظہور امام قائمؑ سے پہلے) دو علامتیں ظاہر ہوں گی۔ پانچ دن تک چاند گرہن اور پندرہ دن تک سورج گرہن رہے گا اور ایسا حضرت آدمؑ کے زمین پر آنے سے لے کر اس واقعہ سے پہلے تک کبھی نہیں ہوا ہوگا۔ اس وقت نجومیوں کا علم ساقط ہو جائے گا۔

(۱۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ امام قائمؑ کے ظہور سے پہلے دو طرح کی موتیں ظاہر ہوں گی۔ سرخ موت اور سفید موت یہاں تک کہ ہر سات افراد میں سے پانچ افراد ان اموات کا شکار ہوں گے۔ سرخ موت سے مراد تلوار اور سفید موت سے مراد طاعون سے موت ہے۔

(۱۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ امر (ظہور امام قائمؑ) اس وقت تک واضح نہیں ہوگا جب تک کہ ایک تہائی انسان ختم نہ ہو جائیں پس آپؑ سے عرض کیا گیا کہ مولا جب ایک تہائی انسان ختم ہو جائیں گے تو پھر باقی کیا بچے گا؟ فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں کہ ایک تہائی بھی باقی بچیں۔

چند نادر روایات

(۱) برید بن معاویہ عجلی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے آیت "اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ "(سورہ رعد آیت) کے معنی دریافت کئے تو آپؑ نے فرمایا: منذر سے مراد رسول اللہ اور ھاد سے مراد حضرت علی ابن ابی طالب ہیں۔ اور ہر وقت اور ہر زمانے میں ہم میں سے ایک امام ہوگا جو لوگوں کو رسول اللہ کی تعلیمات کی طرف بلائے گا۔

(۲) حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص مرجائے اس حالت میں کہ اس کا کوئی امام نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ میں نے عرض کیا: کیا ہر وہ شخص جو بغیر امام کے مرجائے وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: ہاں اور واقف (رک جانے والے) کافر ہیں۔ اور ناصبی مشرک ہیں۔

(۳) محمد بن اسماعیل یہاں کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت "اعلموآ ان الله یحیی الارض بعد موتھا "(سورہ حدید آیت ۷) جان رکھو کہ اللہ زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرجانے کے بعد کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ امام قائمؑ کے ذریعہ مردہ زمین کو زندہ کرے گا۔ یہاں موت سے مراد زمین کے رہنے والوں کا کفر ہے کیونکہ کافر میت ہوتا ہے

(۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرمؐ پر ان کی موت سے پہلے ایک کتاب اتاری اور فرمایا! (اے محمدؐ یہ کتاب دراصل تمہاری وصیت ہے جو تم اپنے خاندان میں سے نجیب کو دے دو۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا: اے جبرائیلؑ میرے خاندان میں نجیب کون ہے؟ جبرائیل نے عرض کیا۔ علیؑ ابن ابی طالبؑ۔ اس کتاب پر سونے کی کئی مہریں لگی ہوئی تھیں ۔ بس حضور اکرمؐ نے وہ کتاب حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کو دی اور تاکید کی کہ ان مہروں میں سے ایک کو توڑیں اور جو اس کتاب کے حصہ میں لکھا ہے اس پر عمل کریں۔ (حضورؐ کے انتقال کے بعد) حضرت علیؑ نے ایک مہر توڑی اور کتاب میں تحریر ہدایت کے مطابق عمل کیا۔ پھر وہ کتاب اپنے فرزند حسنؑ کو دی انہوں نے بھی ایک مہر توڑی اور اس میں تحریر ہدایت کے مطابق عمل کیا۔ پھر وہ کتاب امام حسینؑ کے پاس آئی۔ آپ نے بھی اپنے حصے کی مہر توڑی تو دیکھا کہ اس میں تحریر تھا کہ شہادت کے لئے خروج کریں اور جو آپؑ کی حمایت میں لڑے گا' وہ بھی یہ مرتبہ پائے گا۔ اور اپنا نفس اللہ کے حوالے کردیں۔ پس آپؑ نے اس کے مطابق عمل کیا۔ پھر حضرت علی زین العابدین نے اپنے وقت میں اس کی ایک مہر توڑی تو آپؑ کے لئے ہدایت درج تھی کہ خاموشی اور گوشہ نشینی نیز عبادت الٰہی اختیار کریں یہاں تک کہ یقین (موت) آجائے۔ پس آپ نے بھی اس کے مطابق عمل کیا۔ پھر وہ کتاب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس پہنچی آپؑ نے مہر توڑی تو اس میں تحریر تھا کہ لوگوں کو احادیث بیان کریں' احکام شرعی بتائیں اور صرف اللہ سے ڈریں۔ کوئی آپؑ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ پھر وہ کتاب میرے امام جعفر صادقؑ کے پاس

آئی۔ میں نے مہر توڑی تو میرے لئے یہ ہدایت درج تھی کہ میں لوگوں میں احادیث بیان کروں۔ احکام شرعی بتاؤں اور علوم اہل بیتؑ کی نشر و اشاعت اور اپنے آبائے صالحین کی تصدیق کروں اور صرف اللہ سے ڈروں اور میں حرز و امان میں ہوں۔ پس میں نے اس کے مطابق عمل کیا اب یہ کتاب میں موسیٰ کاظمؑ کو دوں گا وہ اپنے بعد کے امام کو اس طرح یہ کتاب مہدیؑ تک پہنچے گی۔

(۵) حضرت امام جعفر صادقؑ نے اس آیت

"هُوَ الَّذِىٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ" (سورہ توبہ آیت ۳۳)

اسی نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کرتا کہ اس کو تمام ادیان پر غالب کردے اگرچہ مشرکوں کو برا لگے۔

کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم اس آیت کی تاویل ابھی تک نازل نہیں ہوئی اور نہ اس وقت تک ہوگی جب تک کہ امام قائمؑ خروج نہ کرلیں۔ پھر کوئی کافر اور کوئی مشرک باقی نہ رہے گا یہاں تک کہ اگر کوئی کافر یا مشرک پہاڑ کے اندر بھی پناہ لے گا تو وہ پہاڑ آواز دے گا کہ اے مومن میرے بطن میں کافر (چھپا ہوا) ہے اس کو باہر نکال کر قتل کردو۔

(۶) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب امام قائمؑ مکہ سے خروج کریں گے تو ایک منادی ندا دے گا کہ کوئی شخص اپنے ساتھ کھانے پینے کا سامان لے کر نہ چلے۔ آپؑ کے ساتھ وہ پتھر ہوگا جو موسیٰ بن عمران کے ساتھ تھا۔ اس میں سے چشمہ جاری ہوگا۔ پس جو بھوکا ہوگا اس کا پانی پی کر اس کی بھوک ختم ہو جائے گی اور پیاسے کی پیاس۔ یہاں تک کہ آپؑ کوفہ کے قریب نجف پہنچیں گے۔

(۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ امام قائمؑ کی بیعت سب سے پہلے جبرائیلؑ کریں گے۔ وہ سفید پرندہ کی صورت میں نازل ہوں گے اور بیعت کریں گے پھر ایک شخص کو بیت اللہ پر اور ایک کو بیت المقدس پر چڑھایا جائے گا اور فصیح زبان میں ندا دی جائے گی جسے تمام خلائق سنے گی۔

"اتی اَمرُ اللّٰہ فلا تَستَعجِلُوہُ" (سورہ نحل آیت ۱)

"آ پہنچا حکم اللہ کا سو اس کی جلدی مت کرو"

(۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جلد ہی تمہاری مسجد یعنی مکہ کی مسجد میں تین سو تیرہ افراد آئیں گے۔ اہل مکہ سمجھ لیں گے کہ ان لوگوں کو ان کے آباؤ اجداد نے نہیں جنا ہے (وہ مقامی نہیں ہیں) وہ سب تلواریں لئے ہوئے ہوں گے جن میں ہر تلوار پر کلمہ لکھا ہوگا جس سے ہزار کلمے نکلتے ہوں گے۔ پس اللہ ایک ہوا بھیجے گا جو ہر وادی میں ندا دی گی۔ یہ مہدیؑ ہے جو داؤدؑ و سلیمانؑ کی طرح فیصلہ کرے گا اور اسے کسی گواہی کی ضرورت نہ ہوگی۔

(۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب امام قائمؑ خروج کریں گے تو ہر فرد کے لئے ایک نشانی ہوگی جس سے وہ پہچانا جائے گا کہ وہ صالح ہے یا بدکار اس لئے کہ اس میں عقل مندوں کی پہچان ہے اور یہی سیدھا راستہ ہے۔

(۱۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ دو خون اللہ عزوجل کی جانب سے حلال ہیں کہ کوئی ان کے بارے میں فیصلہ نہیں دے سکتا۔ یہاں تک کہ اللہ عزوجل اہل بیتؑ میں سے قائمؑ کو مبعوث کرے گا اور وہ حکم خدا کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ پس اس وقت گواہی کی ضرورت نہیں ہوگی۔ شادی

شدہ زانی کو سنگسار کیا جائے گا اور مانع زکوٰۃ کی گردن زدنی ہوگی۔

(۱۱) ابان بن تغلب سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ امام قائمؑ نجف کے قریب سیاہ چتکبرے گھوڑے پر سوار ہیں جس کی آنکھوں کے درمیان سفید نشان ہوگا۔ جب ان کا گھوڑا حرکت کرے گا تو کسی بھی شہر میں کوئی شخص ایسا باقی نہیں رہے گا جو یہ گمان نہ کرے کہ وہ ان کے شہر میں موجود ہیں۔ پس آپؑ جب رسول اکرمؐ کے علم کو ہوا میں لہرائیں گے تو آپ کے پاس تیرہ ہزار ملائکہ نازل ہوں گے۔ (ان میں سے) تیرہ فرشتے امام قائمؑ کے منتظر ہوں گے۔ یہ وہ فرشتے ہیں جو حضرت نوحؑ کے ساتھ سفینہ میں تھے۔ اور حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ اس وقت تھے جب وہ آگ میں ڈالے جا رہے تھے اور حضرت عیسٰیؑ کے ساتھ اس وقت تھے جب وہ آسمان پر اٹھائے جا رہے تھے۔ اور چار ہزار جھنڈے اٹھائے ہوئے پیچھے پیچھے چل رہے ہوں گے۔ تین سو تیرہ فرشتے وہ ہیں جو جنگ احد میں تھے اور چار ہزار فرشتے وہ ہیں جو جنگ بدر میں تھے۔ اور چار ہزار فرشتے وہ ہیں جو زمین پر حضرت امام حسینؑ کی معیت میں قتال کے لئے نازل ہوئے تھے۔ مگر جب اجازت نہیں ملی تو واپس چلے گئے تا کہ وہ اللہ سے اجازت طلب کریں اور پھر نازل ہوئے تو امام قتل ہو چکے تھے۔ چنانچہ وہ اب بال بکھرائے ہوئے خاک آلودہ حالت میں قبر حسینؑ پر قیامت تک گریہ کریں گے۔ اور امام حسینؑ کی قبر اور آسمان کے درمیان ملائکہ کی آمد و رفت رہتی ہے

(۱۲) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ امام قائمؑ

نجف میں ظاہر ہوں گے تو رسول خداؐ کا علم لہرائیں گے اور اس کا عمود عرش کے عمود کے مساوی ہوگا اور اس علم کے ساتھ چلنے والا شخص اللہ عزوجل کی مدد کرے گا جو اس کی طرف متوجہ نہیں ہوگا۔ خدا اس کو ہلاک کردے گا۔ میں نے عرض کیا: یہ علم ان کے ساتھ ہوگا یا لایا جائے گا آپ نے فرمایا کہ جبرائیل امام قائمؑ کے لئے لائیں گے۔

(۱۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیت "اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یَاْتِ بِکُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا" (سورہ بقرآیت ۱۴۸) "جہاں بھی تم ہوگے اللہ تم کو اکٹھا کرلے گا" امام قائمؑ کے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ لوگ رات کو اپنے بستر پر سوئیں گے اور صبح کو اپنے آپ کو مکہ میں پائیں گے۔ ان میں سے بعض بادلوں میں سفر کریں گے امامؑ ان کو ان کے ناموں ان کی ولدیت، ان کے حلیے اور نسب سے پہچانیں گے۔ میں نے عرض کیا، مولا میں آپؑ پر قربان ان میں سب سے زیادہ صاحب ایمان کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا: جو دن میں بادلوں میں سفر کرے گا۔

(۱۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ امام قائم منبر کوفہ پر تشریف فرما ہیں اور ان کے گرد ان کے تین سو تیرہ اصحاب جمع ہیں، جن کی تعداد اصحاب بدر کے برابر ہے۔ یہ ہی اصحاب ولایت ہوں گے اور یہ ہی زمین میں خلق پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے حکام ہوں گے یہاں تک کہ آپؑ اپنی قباء سے ایک کتاب نکالیں گے جس پر سونے کی مہر ہوگی اس میں وہ عہد ہوگا جو رسول اکرمؐ سے امام قائمؑ تک پہنچا۔ پس وہ سب آپؑ کے پاس سے

منتشر ہو جائیں گے اور صرف آپ کا ایک وزیر اور گیارہ نقیب رہ جائیں گے ۔جیسے حضرت موسٰی علیہ السلام کے پاس رہ گئے تھے۔ پھر آپؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ زمین پر سفر کریں گے اور سب لوگ ایک مذہب میں داخل ہو جائیں گے خدا کی قسم میں اس کلام کو جانتا ہوں جو امام قائمؑ لوگوں سے کریں گے اور لوگ اس کو جھٹلائیں گے۔

(۱۵) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں اصحاب قائم مشرق و مغرب کو گھیرے ہوئے ہیں اور ہر شہر یہاں تک کہ چرند و پرند بھی اس کے مطیع ہیں ۔اور ہر شے ان کی خوشنودی کی خواستگار ہے حتیٰ کہ ان میں سے اگر کوئی ایک راستے سے گزرتا ہے تو وہاں کی زمین دوسری زمین پر فخر کرتی ہے کہ مجھ پر سے امام قائم کے اصحاب میں سے ایک شخص گزرا ہے۔

(۱۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت لوطؑ کا اپنی قوم سے فرمانا کہ " لو ان لی بکم قوۃ او اولی الی رکن شدید"(سورہ ہود آیت ۸۰) کاش مجھ کو تمہارے مقابلہ میں زور ہوتا یا مستحکم پناہ میں جا بیٹھتا۔دراصل اس خواہش کا اظہار ہے کہ انہیں وہ قوت حاصل ہوجاتی جو حضرت قائمؑ کو حاصل ہوگی اور اس سے اس طاقت کا اظہار ہے جو امام قائم کے اصحاب کے لئے ہے۔امام کے اصحاب میں ہر شخص کو چالیس افراد کے برابر جسمانی قوت حاصل ہوگی اور ان کے دل لوہے سے زیادہ مضبوط ہوں گے۔(طاقت کا یہ عالم ہوگا کہ)وہ لوہے کے پہاڑ کو اکھاڑ پھینکیں گے۔اورا س وقت تک اپنی تلوار نہیں روکیں گے جب تک اللہ راضی نہ ہو جائے۔

(۱۷) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: حضرت موسیٰؑ کا عصا دراصل حضرت

آدمؑ کا عصا تھا' جو حضرت شعیبؑ کو ملا تھا اور شعیبؑ سے حضرت موسیٰؑ کے پاس پہنچا اور اب ہمارے پاس ہے۔ اور اب بھی میں اسے دیکھتا ہوں تو وہ اسی طرح سبز ہے' جیسا کہ اس روز تھا جب درخت سے الگ کیا گیا تھا۔ اس سے گفتگو کرو گے تو جواب دے گا۔ وہ قائم آل محمد کے لئے رکھا گیا ہے وہ اس سے وہی کام لیں گے جو موسیٰ علیہ السلام لیا کرتے تھے جب ہم چاہتے ہیں وہ حرکت کرتا ہے اور جو اس کے پاس موجود ہوتا ہے اس کو اپنی زبان سے اچک لیتا ہے۔

(۱۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم حضرت یوسفؑ کی قمیض کا حال جانتے ہو؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ آپؑ نے فرمایا جب حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا گیا تو حضرت جبرائیلؑ ان کے لئے ایک جامۂ بہشت لائے اور ان کو پہنایا۔ اس پر گرمی سردی کا اثر نہیں ہوتا تھا۔ جب حضرت ابراہیمؑ کی وفات کا زمانہ قریب آیا تو انہوں نے اس کو تعویز میں بند کر کے حضرت اسحاق کے گلے میں لٹکا دیا۔ اسحاقؑ نے یعقوبؑ کے گلے میں لٹکا دیا اور جب حضرت یوسفؑ پیدا ہوئے تو حضرت یعقوبؑ نے ان کے گلے میں لٹکا دیا اور وہ ان کے گلے میں ان حالات میں بھی تھا جو ان پر (تلخ) گزرے۔ جب حضرت یوسفؑ نے مصر میں اس پیراہن کو تعویز میں سے نکالا تو یعقوبؑ نے اس کی بو سونگھی اور یہی ارشاد بارتعالیٰ ہے۔ "انی لا جد ریح یوسف لو لا ان تفندون" (سورہ یوسف آیت ۹۴) اگر تم مجھے ناقص العقل نہ جانو تو مجھے یوسفؑ کی خوشبو آتی ہے یہ وہی پیراہن تھا جو بہشت سے لایا گیا تھا۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان پھر وہ پیراہن کس کے پاس پہنچا؟ آپؑ نے

فرمایا اپنے اہل کے پاس ہے۔ اور جب ہمارا قائمؑ خروج کرے گا تو اس کے ساتھ ہوگا۔ پھر فرمایا کہ ہر ایک پیغمبر نے کوئی علم یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز جو میراث میں چھوڑی سب کچھ رسول اللہ کو ملا۔

(۱۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب صاحب امر قیام فرمائیں گے (یعنی ان کی حکومت قائم ہو جائے گی) تو اللہ تعالیٰ ہر پست کو بلند اور ہر بلند کو پست کر دے گا یہاں تک کہ دنیا منزل راحت بن جائے گی پس تم میں سے کون اس بادل کے سائے میں ہوگا جو دکھائی نہیں دیتا۔

حضرت آدمؑ سے لے کر آخر جت تک وصیت کا متصل ہونا اور زمین کا قیامت تک حجت خدا سے خالی نہ ہونا

(۱) ہم سے محمد بن حسن بن احمد بن ولیدؒ نے بیان کیا ان سے محمد بن حسن صفار' سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری نے بیان کیا ان سے احمد بن محمد بن عیسٰی اور محمد بن حسین بن ابی خطاب ہثیم بن ابی مسروق نہدی اور ابراہیم بن ہاشم نے بیان کیا ان سے حسن بن محبوب سراد نے ان سے مقاتل بن سلیمان بن دوال دوز نے ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ رسول خدا نے ارشاد فرمایا: میں سید الانبیاء اور بہترین پیغمبر ہوں اور میرا وصی سید واشرف اوصیائے پیغمبران ہے اور میرے اوصیاء بھی سرداران اوصیائے پیغمبر ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے خدا سے سوال کیا کہ ان کے لئے شائستہ وصی مقرر فرمائے تو اللہ نے ان کو وحی فرمائی: میں نے پیغمبروں کو رسالت کے اعزار سے نوازا ہے اور اپنی مخلوق کی آزمائش کی تو ان میں سے نیک لوگوں کو پیغمبروں کا وصی قرار دیا۔ اے آدمؑ تم شیث کو وصیت کرو۔

اور وہ حضرت آدم علیہ السلام کے فرزند ہبتہ اللہ ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ان کو اپنا وصی قرار دیا۔ شیث علیہ السلام نے اپنے فرزند شبان کو وصیت کی جو نزلہ حوریہ کے بطن سے تھے جس کو اللہ تعالیٰ نے بہشت سے بھیجا تھا اور حضرت آدم علیہ السلام نے اس کو شیث علیہ السلام سے تزویج فرمایا تھا۔ شبان نے اپنے بیٹے مجلث کو وصیت کی۔ مجلث نے محوق کو اور محوق نے غثمیشا کو انہوں نے اخنوخ کو جو ادریس علیہ السلام ہیں۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے ناخور کو وصیت کی۔ ناخور نے حضرت نوح علیہ السلام کو حضرت نوح علیہ السلام نے سام کو وصیت کی۔ سام نے عثامر کو عثامر نے برعیثاشا کو برعیثاشا نے یافث کو یافث نے برہ کو انہوں نے حفسیہ کو وصیت کی۔ حفسیہ نے عمران کو اور عمران نے ان وصیتوں کو جناب ابراہیم علیہ السلام کے سپرد کیا۔ حضرت کو اور حضرت اسحاق علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اور حضرت یوسف علیہ السلام نے بشریا کو بشریا نے حضرت شعیب علیہ السلام کو حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یوشع بن نون کو اور یوشع نے حضرت داؤد علیہ السلام کو اور حضرت داؤد علیہ السلام نے آصف بن برخیاء کو آصف بن برخیا نے حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو وصیت کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شمعون ابن حمون صفا کو اور شمعون نے یحیٰی بن زکریا کو یحیٰی نے منذر کو منذر نے سلیمہ کو سلیمہ نے بردہ کو وصیت کی۔ پس حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ بردہ نے ان وصیتوں کو

مجھے تفویض کیا اور اے علی ابن ابی طالب میں تم کو سپرد کرتا ہوں اور تم اپنے وصی کو تفویض کرو اور تمہارا وصی تمہارے ان وصیوں کو سپرد کردے گا جو تمہارے فرزندوں میں سے ایک کے بعد دوسرے ہوں گے۔ یہاں تک کہ تمہارے بعد یہ سلسلہ بہترین اہل زمین تک پہنچے گا جو آخری امام ہوگا۔ اور لوگ تمہارے بارے میں شدید اختلاف کریں گے جو شخص میری امت میں سے تمہارے وصی ہونے کے اعتقاد پر قائم رہے گا ایسے ہے جیسے کہ میرے ساتھ قائم رہا اور جو شخص تم سے الگ رہے گا اور تمہاری اطاعت نہ کرے گا وہ نار جہنم میں ہوگا جو کافروں کی جگہ ہے۔

(۲) ہم سے محمد بن ابراہیم بن اسحاقؒ نے بیان کیا ہے ان سے احمد بن محمد ہمدانی نے ان سے علی بن حسن بن علی بن فضال نے ان سے ان کے والد نے ان سے محمد بن فضیل نے ان سے ابو حمزہ ثمالی نے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے عہد لیا تھا کہ اس درخت ممنوعہ کے پاس نہ جائیں۔ لیکن وہ گئے اور اس درخت میں سے کھایا جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔

"وَلَقَدْ عَهِدْنَا اِلٰىٓ اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا۝"

(سورۃ طہٰ آیت ۱۱۵)

"اور ہم نے تاکید کردی تھی آدم کو اس سے پہلے پھر بھول گیا اور نہ پائی ہم نے اس میں کچھ ہمت"

خدا نے ان کو زمین پر بھیجا تو ہابیل اور ان کی بہن ایک ساتھ پیدا ہوئے اور قابیل اور اس کی بہن ایک ساتھ پیدا ہوئے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے

دونوں بیٹوں ہابیل اور قابیل کو خدا کی بارگاہ میں قربانی پیش کرنے کا حکم دیا۔ ہابیل مویشیوں کے مالک تھے اور قابیل زراعت کرتا تھا۔ ہابیل نے ایک نہایت عمدہ گوسفند کی قربانی کی اور قابیل نے جو کہ اپنی زراعت سے بے خبر رہتا تھا وہ معمولی بالیاں جو کہ پاک اور صاف نہ تھیں قربانی کے لئے پیش کیں۔اس لئے ہابیل کی قربانی قبول ہوگئی اور قابیل کی قربانی قبول نہ ہوئی جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

"وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ "(سورہ مائدہ آیت ۲۷)

اور سنا ان کو حال واقعی آدم کے دو بیٹوں کا۔ جب دونوں نے قربانی پیش کی اور مقبول ہوئی ایک کی اور نہ مقبول ہوئی دوسرے کی۔

اس زمانے میں جب قربانی قبول ہوتی تھی تو ایک آگ پیدا ہو کر اس کو جلا دیتی تھی ۔ پس قابیل نے آتش کدہ بنایا اور وہ پہلا شخص تھا جس نے آگ کے لئے گھر بنایا اور کہا میں اس آگ کی پرستش کروں گا تا کہ میری قربانی قبول کرے۔ شیطان نے قابیل سے کہا کہ ہابیل کی قربانی قبول ہوگئی اور تیری قبول نہیں ہوئی۔اگر تو اس کو زندہ چھوڑے گا تو اس کے فرزند پیدا ہوں گے جو تیرے فرزندوں پر اس بارے میں فخر کریں گے۔ یہ سن کر قابیل نے ہابیل کو مار ڈالا۔پھر جب وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا: ہابیل کہاں ہے؟۔ کہنے لگا: میں نہیں جانتا، آپ نے مجھ کو اس کی حفاظت کے لئے نہیں مقرر کیا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے جا کر دیکھا تو ہابیل کو مقتول پایا۔فرمایا: اے زمین تجھ پر لعنت ہو کیونکہ تو نے خون ہابیل کو قبول کر لیا۔پھر چالیس شب و روز روتے رہے اور خدا سے دعا کرتے رہے کہ ایک فرزند عطا کرے چنانچہ ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام

انہوں نے ہبۃ اللہ رکھا کیونکہ اللہ نے ان کو سوال کے عوض عطا کیا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام اپنے اس فرزند کو بہت چاہتے تھے۔ جب آدم علیہ السلام کی نبوت تمام ہوئی اوران کی عمر کا آخری زمانہ آیا تو خدا نے وحی کی کہ اے آدم تمہاری نبوت ختم ہوئی اور تمہاری عمر کے ایام پورے ہوچکےالبتہ وہ اسرار جوایمان' اسم اعظم' میراث علم اورآثار پیغمبری کے تمہارے پاس ہیں منقطع نہیں کروں گا اور کبھی زمین کو اپنی حجت سے خالی نہیں چھوڑوں گا۔ اوراس میں ایک عالم کو ہمیشہ باقی رکھوں گا۔ جس کے ذریعہ سے لوگ میرے دین اور طریق اطاعت و عبادت کو پہچانیں گے۔ جس سے ہر اس شخص کی نجات ہوگی جو تمہاری اور نوح کی اولاد سے ہوگا۔ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت نوح علیہ السلام کو یاد کیا اور کہا اللہ تعالٰی ایک نبی بھیجے گا جو لوگوں کو خدا کی طرف بلائے گا۔ لوگ اس کی تکذیب کریں گے تو خدا اس کی قوم کو طوفان کے ذریعہ ہلاک کردے گا۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان دس پشتوں کا فاصلہ تھا۔ جو سب کے سب انبیاء تھے۔ حضرت آدمؑ نے ہبۃ اللہ سے حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں وصیت کی کہ تم میں سے جو ان سے ملاقات کرے اسے چاہیے کہ ان پر ایمان لائے اور ان کی پیروی کرے تاکہ طوفان سے نجات پائے

جب حضرت آدم علیہ السلام مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو ہبۃ اللہ کو طلب فرمایا اور کہا کہ اگر جبرائیل علیہ السلام یا دوسرے فرشتوں کو دیکھو تو میرا سلام پہنچانا اور کہنا کہ میرے باپ نے تم سے بہشت کے میووں میں سے ایک ہدیہ طلب کیا ہے۔ ہبۃ اللہ نے جبرائیل علیہ السلام سے ملاقات کی اور اپنے والد کا پیغام پہنچایا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا اے ہبۃ اللہ! تمہارے پدر نے عالم قدس کی طرف رحلت

فرمائی اور میں ان پر نماز پڑھنے کے لئے نازل ہوا ہوں۔ ہبۃ اللہ واپس آئے تو دیکھا کہ حضرت آدم علیہ السلام دارفانی سے رحلت فرما چکے ہیں۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے ہبۃ اللہ کو غسل میت کی تعلیم دی۔ ہبۃ اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو غسل دیا جب نماز کا موقع آیا تو ہبۃ اللہ نے کہا اے جبرائیل سامنے کھڑے ہو کر حضرت آدم علیہ السلام پر نماز اجنان پڑھو۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: اے ہبۃ اللہ! چونکہ خدا نے ہم کو حکم دیا تھا کہ آپ کے والد کو بہشت میں سجدہ کریں لہٰذا ہم کو مناسب نہیں کہ ان کے کسی فرزند کی امامت کریں۔ پھر ہبۃ اللہ آگے کھڑے ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام پر نماز پڑھی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کے پیچھے ملائکہ کے ایک گروہ کے ساتھ کھڑے ہوئے اور تیس تکبیریں کہیں۔ پھر خدا نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ پچیس تکبیریں فرزندان آدم کے لئے کم کردو۔ لہٰذا پانچ تکبیریں سنت ہیں۔ اور رسول خدا نے اہل بدر پر سات اور نو تکبیریں بھی کہی ہیں۔

جب ہبۃ اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو دفن کیا تو قابیل ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے ہبۃ اللہ مجھے معلوم ہے کہ میرے باپ آدمؑ نے تم کو اس علم سے مخصوص کیا ہے جس سے مجھ کو محروم کردیا تھا۔ اور وہ وہی علم ہے جس کے ذریعہ تمہارے بھائی ہابیل نے دعا کی تھی تو اس کی قربانی قبول ہوگئی۔ اور میں نے اسی لئے اس کو مارڈالا کہ اس کی اولاد پیدا نہ ہو جو میرے فرزندوں پر فخر کرے اور کہے کہ ہم اس کے فرزند ہیں جس کی قربانی قبول ہوئی اور تم اس کے فرزند ہو جس کی قربانی قبول نہ ہوئی۔ اور اگر تم مجھ پر وہ علم ظاہر نہ کروگے جس سے تمہارے باپ نے تم کو مخصوص کیا ہے تو میں تم کو بھی مارڈالوں گا جس طرح تمہارے بھائی ہابیل کو مارڈالا تھا۔

پس ہبۃ اللہ اور ان کے فرزند جو کچھ ان کے پاس علم اور ایمان اور اسم اعظم

اور میراث اور آثار علم تھے انہیں پوشیدہ رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام مبعوث ہوئے اور وصیت ہبۃ اللہ ظاہر ہوئی تو اس زمانے کے لوگوں نے جب حضرت آدمؑ علیہ السلام کی وصیت پر نظر کی تو معلوم ہوا کہ ان کے باپ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں خوش خبری دی ہے تو ان پر ایمان لائے اور ان کی تصدیق و اطاعت کی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ہبۃ اللہ کو یہ بھی وصیت کی تھی کہ اس وصیت کو ہر سال کے شروع میں سب دیکھا کریں اور اس پر قائم رہنے کا عہد کرتے رہیں۔ وہ دن ان کے لئے عہد کا دن ہوگا۔ لہٰذا وہ لوگ اس وصیت کو دیکھا کرتے اور عہد لیا کرتے تھے یہی سنت ہر نبی کی وصیت میں حضرت محمدؐ کے مبعوث ہونے تک جاری رہے۔

اور نوح علیہ السلام کو لوگوں نے اسی علم کے ذریعہ سے پہچانا جو ان کے پاس تھا یہی معنی اس آیت کے ہیں "وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰى قَوْمِهٖ" (سورہ ہود آیت ۲۵، سورۃ مومنون آیت ۲۳) "اور ہم نے بھیجا نوح کو اس کی قوم کی طرف"

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان کچھ پیغمبر ایسے گزرے ہیں جو اپنے آپ کو پوشیدہ رکھتے تھے۔ اسی سبب سے ان کا ذکر قرآن مجید میں مخفی رکھا گیا ہے۔ اور ان کا نام نہیں لیا گیا۔ اور کچھ پیغمبر ایسے تھے جو اپنے کو ظاہر کرتے تھے اسی لئے ان کا نام لیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَرُسُلاً قَدْ قَصَصْنَا هُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلاً لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ (سورۃ نساء آیت ۱۶۴)

اور بھیجے ایسے رسول کہ جن کے احوال ہم نے سنائے تجھ کو اس سے پہلے۔ اور ایسے رسول (بھی ہوئے) جن کے احوال نہیں سنائے تجھ کو۔

جن کا نام نہیں لیا گیا وہ پوشیدہ رہے اور جن کا نام لیا گیا وہ ظاہر بظاہر مبعوث تھے۔ غرض حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی۔ ان کی پیغمبری میں کوئی شریک نہ تھا لیکن وہ مبعوث ہوئے تھے۔ ان لوگوں پر جو تکذیب کرنے والے تھے انہوں نے ان پیغمبروں کی بھی تکذیب کی جو حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان گزرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "کذبت قوم نوح المرسلین" (سورۃ الشعرا آیت ۱۰۵) جھٹلایا نوح کی قوم نے پیغام لانے والوں کو۔ پھر جب حضرت نوح علیہ السلام کی نبوت ختم ہوئی اور ان کا زمانہ تمام ہوا تو خدا نے وحی کی کہ اے نوح اب تم اسم اعظم میراث علم اور آثار نبوت اپنے بعد اپنی ذریت میں سے سام کو دے دو۔ جس طرح ان چیزوں کو میں نے نبیوں کے خاندانوں سے منقطع نہیں کیا ہے جو تمہارے اور آدم کے درمیان ہوئے ہیں۔ اور ہرگز زمین کو خالی نہیں چھوڑوں گا مگر یہ کہ اس میں کوئی عالم رہے جس سے میرا دین اور عبادت کا طریقہ لوگ سمجھیں جو ان لوگوں کی نجات کا سبب ہو جو ایک نبی کی موت کے وقت سے دوسرے نبی کے مبعوث ہونے تک پیدا ہوتے ہیں۔ سام کے بعد ہود علیہ السلام نبی ہوئے۔

حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ہود علیہ السلام کے درمیان بعض مخفی پیغمبر تھے اور بعض ظاہراً مبعوث تھے اور حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ ایک پیغمبر بھیجے گا جس کا نام "ہود" ہوگا۔ وہ اپنی قوم کو خدا کی طرف دعوت دے گا اور وہ اس کی تکذیب کرے گی۔ تو خدا اس قوم کو ہوا کے عذاب سے ہلاک کرے گا۔ لہٰذا تم میں سے جو شخص اس کے زمانہ تک رہے اس کو چاہیے کہ اس پر ایمان لائے اور اس کی اطاعت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہوا کے عذاب سے نجات دے گا۔ اور حضرت

نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے سام کو حکم دیا کہ اس وصیت کو ہر سال کے آغاز میں روز عید ملاحظہ کیا کریں اور اس پر قائم رہنے کا عہد کرتے رہیں۔ جب خدا نے حضرت ہود علیہ السلام کو مبعوث کیا تو لوگوں نے علم و ایمان' میراث علم' اسم اکبر اور آثار علم نبوت میں ان کو اسی خبر کے مطابق پایا جو ان کے باپ نوح علیہ السلام نے دی تھی۔ تو ان پر ایمان لائے اور ان کی تصدیق کی اور عذاب خدا سے نجات پائی۔

جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

"وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْداً" (سورۃ اعراف آیت ۶۵)

اور قوم عاد کی طرف بھیجا ان کے بھائی ہود کو پھر فرماتا ہے۔

"کَذَّبَتْ عَادُ الْمُرْسَلِیْنَ اِذْ قَالَ لَھُمْ اَخُوْھُمْ ھُوْدٌ اَلاَ تَتَّقُوْنَ"

(سورہ الشعرا آیت ۱۲۳۔۱۲۴)

"جھٹلایا عاد نے پیغام لانے والوں کو جب کہا ان کے بھائی ہود نے کیا تم ڈرتے نہیں"

اور فرماتا ہے۔

"وَوَصّٰی بِھَا اِبْرَاھِیْمُ بَنِیْہِ وَیَعْقُوْبُ" (سورۃ بقرہ آیت ۱۳۲)

اور یہی وصیت کر گئے ابراہیم اپنے بیٹوں کو اور یعقوب بھی پھر فرماتا ہے۔

"وَوَھَبْنَا لَہٗ اِسْحَاقَ وَیَعْقُوْبَ کُلًّا ھَدَیْنَا وَنُوْحًا ھَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ"

(سورۃ انعام آیت ۸۵)

"ہم نے ابراہیم کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ جیسے فرزند عطا کئے اور ہر ایک کی ہدایت کی اور بعض کی پہلے ہدایت کی"

(تاکہ نبوت کو ان کے اہل بیت میں قرار دیں) تو پیغمبروں کی ذریت سے

وہ لوگ مامور ہوئے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پیشتر تھے ہود اور ابراہیم کے درمیان دس انبیاء تھے اور قول عزوجل ہے۔

"وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِنكُم بِبَعِيدٍ "(سورہ ہود آیت ۸۹)

"اور قوم لوط تم سے (زیادہ) دور نہیں"

اور ارشاد باری

"فَآمَنَ لَهُ لُوطٌ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي "(سورہ عنکبوت آیت ۲۶)

پس "لوط" ان (ابراہیم) پر ایمان لائے اور کہا میں اپنے پروردگار کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں"

اور ابراہیم کا قول۔

"انی ذاهب الی ربی سیهدین "(سورہ صافات آیت ۹۹)

"میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں پس وہی ہدایت فرمائے گا۔

اور قول عزوجل"

"وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ ۝ "

(سورہ عنکبوت آیت ۱۶)

"اور جب ابراہیم نے کہا اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو یہی تمہارے لئے بہتر ہے"

پس یہ ہی سنت الٰہی تھی کہ ہر مشہور نبی کے درمیان دس "گویا آٹھ پشت کا فاصلہ تھا جو سب کے سب پیغمبر ہوتے تھے اور ہر پیغمبر اپنے بعد کے پیغمبر کے مبعوث ہونے کی خبر اور اپنے اوصیاء کو اس وصیت پر عہد کرتے رہنے کا حکم دیا کرتا تھا۔ جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صالح

علیہ السلام' حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا۔ یہاں تک کہ یہ حضرت یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام تک پہنچا اور حضرت یوسفؑ کے بعد ان کے بھائی کے فرزندوں میں جاری ہوا ان اسباط سے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام تک ختم ہوا۔ حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان دس پیغمبر گزرے پھر اللہ نے ان کو فرعون وھامان و قارون کی طرف بھیجا۔ پھر اللہ نے ہر امت کی طرف پے در پے نبیوں کو بھیجا۔

كُلَّمَا جَآءَ أُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ "(سورہ مومنون آیت ۴۴)

"جب کسی امت کا رسول اس کے پاس آیا تو انہوں نے اسے جھٹلایا پس ہم نے بھی ایک کو دوسرے کے قدم بہ قدم کر دیا اور ان کو قصہ کہانی بنا دیا"

پھر بنی اسرائیل کا زمانہ آیا جنہوں نے ایک روز میں دو دو' تین تین' چار چار' نبیوں کو قتل کیا یہاں تک کہ کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ ستر ستر پیغمبر مار ڈالے جاتے تھے اور بازار قتل صبح سے شام تک گرم رہتے تھے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل ہوئی تو انہوں نے حضرت محمدؐ کے بارے میں بشارت دی۔

اور حضرت یوسف اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان دس انبیاء ہوئے۔ یوشع بن نون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی اور ان کے فتی تھے۔ جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب میں (ان کے بارے میں) فرمایا ہے۔پس برابر پیغمبران خدا حضرت محمدؐ کے بارے میں بشارت دیتے رہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "یجدونہ" (پاتے ہیں) یعنی یہود و نصاریٰ مکتوبا (لکھا ہے) صفات اور نام محمد۔

"عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ

عَنِ الْمُنْكَرِ "(سورہ اعراف آیت ۱۵۷)

"ان کے پاس توریت اور انجیل میں ہے۔ جوان کو نیکی کا حکم اور بدی کی ممانعت کرتی ہے۔اور حضرت عیسٰی بن مریم علیہ السلام کی زبانی حکایت کی ہے"

مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ (سورہ صف آیت ۶)

"انہوں نے اس رسول کی بشارت دی جوان کے بعد آئیں گے جن کا نام احمد ہوگا"

غرض حضرت موسٰی اور حضرت عیسٰی علیہ السلام نے حضور اکرمؐ کے بارے میں بشارت دی جیسا کہ بعض نبیوں نے بعض نبیوں کی بشارت دی تھی۔ یہاں تک کہ یہ سلسلہ حضرت محمد تک پہنچا۔ جب حضور اکرم کا زمانہ ختم ہوا اور آپ کی آخری عمر ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ اے محمد تمہاری نبوت قائم ہوئی اور تمہاری عمر مکمل ہوئی۔اب تم ان تمام علم و ایمان و اسم اکبر اور میراث علم اور آثار علم نبوت کو علی ابن ابی طالب کے سپرد کردو۔ کیونکہ میں ان چیزوں کو تمہارے بعد تمہارے فرزندوں سے قطع نہ کروں گا جس طرح ان نبیوں کے خانوادوں سے قطع نہیں کیا جو تمہارے اور تمہارے باپ آدمؑ کے درمیان تھے۔ چنانچہ قرآن میں فرمایا۔

"اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی آدَمَ وَنُوْحًا وَّآلَ اِبْرَاهِیْمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِیْنَ ○ ذُرِّیَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ"

(سورہ آل عمران آیت ۳۳/۳۴)

"بے شک اللہ نے پسند کیا آدمؑ اور نوحؑ کو اور ابراہیمؑ کی آل اور عمران کی آل کو سارے جہان سے جو اولاد تھے ایک دوسرے کی۔ اور

اللہ سننے والا جاننے والا ہے"

پس خدا نے علم کو جہل نہیں قرار دیا ہے۔ اور اپنے امور دین کو کسی ملک مقرب اور کسی پیغمبر مرسل پر کبھی نہیں چھوڑا بلکہ ملائکہ میں سے ایک رسول کو ان باتوں کا حکم دے کر جن کو وہ پسند کرتا ہے اور ان باتوں سے منع کرکے جن کو پسند نہیں کرتا اپنے پیغمبروں کی طرف بھیجا اور اس پیغمبر کو اسی ملک کے ذریعہ علم گزشتہ اور علم آئندہ سے خبردار کرتا رہا۔ پس اس علم کو انبیاء اور برگزیدہ لوگوں نے اپنے باپ دادا اور بھائیوں سے سیکھا جو برگزیدہ ذریت سے تھے۔ جیسا کہ خداوند عالم نے قرآن میں فرمایا۔

فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا (سورہ انساء آیت ۵۴)

"سو ہم نے تو دیئے ہیں ابراہیمؑ کے خاندان میں کتاب اور علم۔ اور ان کو دی ہے ہم نے بڑی سلطنت"

کتاب سے مراد پیغمبری اور حکمت سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ حکیم اور دانا اور برگزیدہ لوگوں میں سے ہیں اور پیغمبر ہیں اور سب کے سب اسی ذریت سے ہیں جن میں بعض کو بعض سے برگزیدہ کیا ہے اور جن میں اللہ نے پیغمبر قرار دیا ہے اور ان میں نیک عاقبت اور عہد کی حفاظت کرنے والوں کو مقرر کر رکھا ہے۔ یہاں تک کہ دنیا ختم ہو۔ پس وہ لوگ دانا اور داعی امر خداوندی اور علم الٰہی کے استنباط کرنے والے اور لوگوں کو ہدایت کرنے والے ہیں۔ یہ ہے اس فضیلت کا بیان جسے خدا نے قرار دیا نبیوں، رسولوں، حکیموں، ہادیان برحق اور خلفاء میں۔ جو اس کے والیان امر اور اس کے علم کے استخراج کرنے والے اور اہل آثار علم اللہ ہیں۔ اس ذریت سے جو بعض سے بعض برگزیدہ لوگوں میں سے ہوئے ہیں۔ پیغمبروں کے بعد اولاد اور بھائیوں سے

اوراسی ذریت سے جن سے پیغمبروں کی خانہ آبادی تھی ۔ پس جو شخص کہ ان کے علم و ہدایت کے ساتھ عمل کرتا ہے ان کی مدد سے نعمت نجات پاتا ہے اور جو شخص کہ والیان امر خلاف الٰہی اور اہل استنباط علم الٰہی کو پیغمبروں کے غیر برگزیدہ رشتہ داروں میں سے قرار دیتا ہے وہ حکم خداوند کی مخالفت کرتا ہے ۔ اور جاہلوں کو والیان امر خداوندی بناتا ہے اور ہدایت کے بغیر بیکار باتوں میں پڑتا ہے اور جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ علم الٰہی کا استنباط کرنے والے ہیں اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور وصیت و اطاعت خدا سے پھر گئے ہیں انہوں نے فضل خدا اس مقام پر نہیں قرار دیا جس جگہ خدا نے قرار دیا ہے ۔ پس وہ لوگ گمراہ ہیں اور اپنی پیروی کرنے والوں کو گمراہ کرتے ہیں قیامت میں ان کے لئے کوئی حجت نہ ہوگی اور سوائے آل ابراہیمؑ کے کوئی حجت نہیں ہے اس لئے کہ خداوند عزوجل نے فرمایا ہے کہ:

فَقَدْ آتَيْنَا آلَ اِبْرَاهِيْمَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَا هُمْ مُلْكاً عَظِيْماً (سورہ نساء آیت ۵۴)

پس حجت پیغمبروں کی اور ان کے گھر والوں کی قیامت کے دن تک ہے کیونکہ کتاب خدا اس وصیت پر ناطق ہے۔

خدا نے خبر دی ہے کہ یہ خلافت انبیاء کے بعد فرزندان انبیاء اور ان کے اہل بیت میں ہے جن کو اللہ نے تمام لوگوں پر بلندی اور بزرگی عطا فرمائی اور فرمایا ہے کہ:

"فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهُ (سورۃ نور آیت ۳۶)

"ان گھروں میں کہ اللہ نے حکم دیا ان کو بلند کرنے کا ۔ اور وہاں اس کا ذکر کیا جائے"

یہ مکانات پیغمبروں، رسولوں، حکماء اور آئمہ ہدیٰ کے ہیں یہی ہے ایمان کا

سرا جس کو پکڑنے سے تم سے پہلے نجات پانے والوں نے نجات پائی ہے اور اس سے وہ نجات پائے گا جو تمہارے بعد ائمہ کی متابعت کرے گا۔ بے شک خدا اپنی کتاب میں فرماتا ہے:

وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَهَارُونَ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ وَزَكَرِيَّا وَ يَحْيَىٰ وَ عِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِنَ الصَّالِحِينَ وَإِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ o وَمِنْ آبَاءِ هِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنَا هُمْ وَهَدَيْنَا هُمَا إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ o ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ o أُولَٰئِكَ الَّذِينَ آتَيْنَا هُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَإِنْ يَكْفُرْ بِهَا هَٰؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ o

(سورہ انعام آیات ۸۵ تا ۹۰)

''اور نوح کو ہدایت کی ہم نے ان سے پہلے۔ اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمانؑ کو اور ایوبؑ اور یوسفؑ کو اور موسیٰؑ اور ہارونؑ کو۔ اور ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں نیک کام کرنے والوں کو۔ اور زکریاؑ اور یحیٰؑ اور عیسیٰؑ اور الیاس کو یہ سب ہیں نیک بختوں میں اور اسماعیلؑ اور الیسعؑ کو اور یونسؑ کو اور لوط کو اور سب کو ہم نے بزرگی دی سارے جہان والوں پر۔ اور ہدایت کی ہم نے بعضوں کو ان کے باپ داداؤں میں سے اور ان کی اولاد میں سے اور بھائیوں میں سے

اوران کو ہم نے پسند کیا اور سیدھی راہ پر چلایا۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے
اس پر چلاتا ہے جس کو چاہے اپنے بندوں میں سے۔ اور اگر یہ لوگ
شرک کرتے تو البتہ ضائع ہو جاتا جو کچھ انہوں نے کیا تھا۔ یہی لوگ
تھے جن کو دی ہم نے کتاب اور شریعت اور نبوت۔ پھر اگر یہ ان
باتوں کو نہ مانیں تو ہم نے ان باتوں کے لئے مقرر کر دیئے ہیں
ایسے لوگ جو ان سے منکر نہیں"

پس اسی نے ترجیح دی اور سرد کیا اس کے اہل بیت میں آباء اور بھائیوں اور ذریت کے اور یہی کتاب میں قول عزوجل ہے۔

"فَإِنْ يَكْفُرْ بِهَا (امتک)فَقَدْ وَكَّلْنَا" یعنی اگر امت کافر ہو جائے گی تو ہم نے تیرے اہل بیتؑ کو اس ایمان کے ساتھ قرار دیا ہے جس کے ساتھ تجھ کو آراستہ کر کے بھیجا ہے اور تیرے اہل بیتؑ کو تیرے بعد تیری امت میں راہ ہدایت کا مرکز اور تیرے بعد امر خلافت کا والی اور اپنے علم کا حامل قرار دیا ہے۔ جس کے ساتھ تجھ کو آراستہ کر کے بھیجا ہے پس اس سے کبھی انکار نہیں کریں گے اور وہ ایمان کبھی ضائع نہیں ہوگا جس کے ساتھ تجھے بھیجا ہے اور تیرے اہل بیت کو تیرے بعد تیری امت میں راہ ہدایت کا مرکز اور تیرے بعد امر خلافت کا والی اور اپنے علم کا حامل قرار دیا ہے۔ جس میں قطعاً کوئی جھوٹ، کوئی گناہ، مکر و فریب اور ریاکاری نہیں ہے۔ پس واضح دلیل ہے اس بیان میں جو کچھ کہ خدا نے اس امت کے معاملے کے متعلق ان کے پیغمبروں کے بعد ظاہر فرمایا ہے اس لئے کہ خدا نے اپنے نبی کے اہل بیتؑ کو طاہر بنایا ہے اور ان کی محبت کو حضور اکرمؐ کی رسالت کا اجر قرار دیا ہے۔ اور ان کے لئے ولایت و امامت جاری کی ہے۔ اور ان کو حضور کی امت میں آپؐ کے بعد اوصیاء و

اولیاء اور امام بنایا ہے ۔ پس اے گروہ مردم عبرت حاصل کرو جو کچھ میں کہتا ہوں اس پر غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو اپنی ولایت اپنی اطاعت اپنے علم کا استنباط اور اپنی حجت برقرار دیا ہے ۔ پس قبول کرو اور اس سے تمسک کرو تا کہ نجات پاؤں اور تمہارے لئے قیامت کے روز اس پر حجت ہو اور رستگاری حاصل کرو کیوں کہ یہ لوگ تمہارے اور خدا کے درمیان وسیلہ اور واسطہ ہیں ۔ اور تمہاری ولایت خدا تک نہ پہنچے گی مگر ان ہی لوگوں کے ذریعہ سے پس جو شخص اس پر عمل کرے گا خدا پر لازم ہے کہ اس کا اکرام کرے اور اس پر عذاب نہ کرے ۔ اور جو شخص اس کے خلاف عمل کرے گا خدا پر لازم ہے کہ اس کو ذلیل و معذب کرے ۔

بعض نبیوں کی رسالت ایک گروہ کے لئے مخصوص تھی اور بعض کی رسالت عام تھی ۔ حضرت نوح علیہ السلام روئے زمین کے تمام باشندوں کی طرف بھیجے گئے ان کی نبوت و رسالت عام تھی اور حضرت ہودؑ علیہ السلام قوم عاد کی طرف مخصوص پیغمبری کے ساتھ بھیجے گئے تھے اور حضرت صالحؑ علیہ السلام ثمود کی طرف جو ایک چھوٹے سے گاؤں میں آباد تھے اور دریا کے کنارے صرف چالیس گھروں کی آبادی تھی ۔ حضرت شعیب علیہ السلام مدائن والوں پر مقرر ہوئے جو چالیس گھر بھی پورے نہ تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیغمبری (پہلے) کوئی "ربا" والوں کے لئے تھی جو عراق کا ایک موضع ہے ۔ پھر اس جگہ سے ہجرت کی البتہ یہ ہجرت جنگ وجدل کے لئے ہجرت نہ تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ نے کہا: انی ذاهب الی ربی سیھدین (سورہ صافات آیت ۹۹) میں اپنے پروردگار کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں وہ میری ہدایت کرے گا ۔

پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت بغیر جنگ کے تھی اور حضرت اسحاق

علیہ السلام کی نبوت، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد تھی اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی نبوت زمین کنعان کے لئے تھی اس جگہ سے وہ مصر گئے اور وہیں عالم بقاء کی طرف رحلت فرمائی۔ آپ کی میت کنعان میں لاکر دفن کی گئی اور خواب جو کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے دیکھا تھا کہ گیارہ ستاروں، آفتاب و ماہتاب نے ان کو سجدہ کیا تو ابتداء میں آپ کی نبوت مصر والوں کے لئے تھی اور آپ کے بعد بارہ نفر اسباط ہوئے پھر خدا نے حضرت موسٰی اور ہارون علیہما السلام کو فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا اور پھر اللہ تبارک وتعالٰی نے حضرت موسٰی علیہ السلام کے بعد یوشع بن نون کو بنی اسرائیل کی طرف بھیجا۔ ان کی نبوت پہلے اس صحرا میں تھی جس میں اسرائیل سرگشتہ پھرا کیے۔ اس کے بعد بہت سے دوسرے پیغمبر ہوئے کہ جن میں سے بعض کا قصہ حضور اکرمؐ کے لئے خدا نے بیان فرمایا ہے اور بعض کا نہیں۔ پھر اللہ تعالٰی نے حضرت عیسٰی ابن مریم علیہ السلام کو بنو اسرائیل کی طرف بھیجا اور آپ کی نبوت بیت المقدس کے لئے تھی۔ آپ کے بعد بارہ حورای ہوئے اور آپؑ کے عزیزوں میں ہمیشہ پوشیدہ ایمان رہا۔ حضرت عیسٰی کے آسمان پر اٹھا لینے کے بعد اللہ تعالٰی نے حضور اکرمؐ کو تمام جن و انس کی طرف بھیجا اور وہ آخری پیغمبر تھے۔ ان کے بعد بارہ وصی مقرر فرمائے۔ ہم نے بعض سے ملاقات کی بعض گزر گئے اور بعض آئندہ ہوں گے۔ یہ ہے امر نبوت و رسالت اور وہ نبی جو کہ بنو اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے خاص ہوں یا عام ہر ایک کے وصی ہوئے ہیں۔ اور سنت الٰہی جاری ہوئی ہے۔ اور اوصیاء محمدؐ سنت اوصیائے عیسٰی پر ہیں اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام حضرت مسیحؑ کی سنت پر تھے۔ یہ ہے بیان پیغمبروں کے بعد اوصیاء کے بارے میں سنت الٰہی کا۔

(۳) ہم سے ہمارے والد نے اور محمد بن حسنؒ نے بیان کیا ان سے سعد بن

عبداللہ نے ان سے محمد بن عیسٰی نے ان سے صفوان بن یحیٰی نے ان سے حضرت امام ابوالحسن اول یعنی موسٰی بن جعفر (حضرت امام موسٰی کاظم) علیہ السلام نے فرمایا کہ جب سے آدمؑ کی روح قبض ہوئی اس وقت سے اب تک اللہ تعالیٰ نے زمین کو بغیر امام کے نہیں چھوڑا تاکہ اس سے اللہ کی طرف ہدایت حاصل کی جاسکے۔ وہی بندوں پر اللہ کی حجت ہے۔ جس نے اس کو چھوڑا وہ ہلاک ہوا اور جو اس سے وابستہ رہا اس نے نجات پائی۔

(۴) ہم سے احمد بن محمد بن یحیٰی عطار نے بیان کیا ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے احمد بن حسن بن علی بن فضال نے ان سے عمرو بن سعید مدائنی نے انسے مصدق بن صدقہ نے ان سے عمار بن موسٰی ساباطی نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس روز سے زمین پیدا کی گئی ہے۔ کبھی عالم و حجت خدا سے خالی نہیں رکھی گئی جو امور حق کو زندہ کرتا ہے جس کو لوگ ضائع و برباد کرتے ہیں پھر یہ آیت پڑھی۔

"يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِؤُا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّا اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ" (سورہ توبہ آیت ۳۲)

"چاہتے ہیں کہ بجھا دیں روشنی اللہ کی اپنے منہ سے اور خدا اپنے نور کو کامل کرنے والا ہے اگرچہ کافروں کو یہ ناپسند ہی کیوں نہ ہو"

(۵) مجھ سے میرے والدؒ اور محمد بن حسنؒ نے بیان کیا ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے ہثیم بن ابی مسروق نہدی نے ان سے محمد بن خالد برقی نے ان سے خلف بن حماد نے ان سے ابان بن تغلب نے بیان کیا کہ حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حجت خدا خلائق سے پہلے ان کے ساتھ اور ان کے بعد بھی رہے گی۔

(۶) مجھ سے میرے والد نے اور محمد بن حسن نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے ان سے محمد بن حسین نے ان سے علی بن اسباط نے ان سے سلیم غلام طربال نے ان سے اسحاق بن عمار نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خدا نے زمین کو کسی عالم (امام ۔ حجت خدا) سے خالی نہیں چھوڑا اس لئے کہا گر مسلمان دین خدا میں کچھ زیادتی کریں تو ان کو (حدود خداوندی کی طرف) پلٹا دے اور اگر دین میں کمی کریں تو وہ ان کے لئے کامل کر دے۔

(۷) ہم سے محمد بن حسنؒ نے' ان سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے بیان کیا ان سے ہارون بن مسلم نے ان سے ابو الحسن لیثی نے ان سے جعفر بن محمد علیہما السلام نے ان سے ان کے آباء علیہم السلام نے بیان کیا ہے کہ حضور اکرمؐ فرماتے ہیں کہ میری امت میں ہر زمانے میں میرے اہل بیت میں سے ایک امام عادل ہوگا جو اس دین میں غالیوں کی تحریف اور اہل باطل کے جھوٹے دعوؤں اور جاہلوں کی غلط تاویلوں کی نفی کرے گا۔ بے شک تمہارے ائمہ تمہیں اللہ کی طرف لے جانے والے ہیں ۔ پس اپنے دین اور اپنی نمازوں میں ان کی پیروی کرو۔

(۸) ہم سے ہمارے والدؒ نے' ان سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے' ان سے محمد بن حسین بن اب خطاب نے' ان سے عبداللہ بن محمد حجال نے ان سے حماد بن عثمان نے ان سے ابی بصیر نے بیان کیا کہ حضرتؑ امام محمد باقر علیہ

السلام قول خدا۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ

(سورۃ نساء آت ۵۹)

"اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو رسول کی اطاعت کرو اور صاحبان امر کی اطاعت کرو"

کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد قیامت تک علی اور فاطمہؑ کی اولاد میں ہونے والے ائمہ ہیں۔

(۹) مجھ سے میرے والد اور محمد بن حسنؒ نے ان سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے ان سے احمد بن اسحاق نے بیان کیا کہ میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو امام نے فرمایا اے احمد کیا تم بھی ان معاملات میں شکوک و شبہات رکھتے ہو جن معاملات میں دوسرے لوگ شکوک رکھتے ہیں؟۔ میں نے کہا مولا! جو امور قرآن میں بیان ہو گئے ان میں کسی کے لئے شک کی گنجائش نہیں۔ آپ نے فرمایا: "الحمد للہ" اے احمد کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ زمین کو حجت سے خالی نہیں رکھتا اور وہ حجت میں ہوں۔ یا فرمایا: میں حجت ہوں۔

(۱۰) مجھ سے محمد بن حسن نے ان سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے ان سے احمد بن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: جس طرح امر امامت میں میرے بارے میں شک کیا گیا میرے آباء علیہم السلام کے بارے میں نہیں کیا گیا۔ پس اگر یہ امر امامت اس طرح ہے جس طرح تمہارا اعتقاد ہے تو پھر تو شک کا مقام ہے۔ اور اگر یہ امور

پروردگار سے متصل ہے تو پھر شک کا کوئی مقام نہیں۔

(۱۱) مجھ سے میرے والد اور محمد بن حسن نے بیان کیا' ان سے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر نے' ان سے محمد بن حسین بن ابی خطاب نے ان سے علی بن اسباط نے ان سے عبداللہ بن بکیر نے ان سے عمرو بن الاشعث نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ گمان کرتے ہو کہ امامت کا اختیار ہم کو ہے کہ ہم جس کو چاہیں یہ عہدہ عطا کریں بلکہ خدا کی قسم امامت جنابِ رسول خدا کا ایک عہد ہے مخصوص ایک ایک کی طرف آخری امام تک۔

(۱۲) مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید نے' ان سے محمد بن حسن صفار اور سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری نے' ان سے ابراہیم بن مہزیار نے' ان سے علی بن حدید نے ان سے علی بن نعمان اور احسن بن علی وشاء نے' ان سے حسن بن ابوحمزہ ثمالی نے ان سے ان کے والد نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ زمین کبھی ایسے شخص سے خالی نہیں ہوتی جو حق کو جانتا ہو تاکہ جب لوگ دین میں زیادتی کریں تو وہ بتائے کہ یہ زیادتی ہے اور جب کمی کریں تو وہ بتائے کہ یہ کمی ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو حق و باطل میں فرق مشکل ہو جائے۔ عبدالحمید بن عواض طائی کہتا ہے کہ اللہ کی قسم کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے یہ حدیث ابوجعفر علیہ السلام سے سنی ہے۔ اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے یہ حدیث ان سے سنی ہے۔

(۱۳) مجھ سے میرے والد نے ان سے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری

نے اُن سے ابراہیم بن مہزیار نے ان سے ان کے بھائی نے ان سے نضر بن سوید نے' ان سے عاصم بن حمید اور فضالہ بن ایوب نے ان سے ابان بن عثمان نے ان سے محمد بن مسلم نے ان سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام اس امت کے عالم (امام) ہیں اور علم وراثت میں منتقل ہوتا ہے۔ہم میں سے جب کوئی دنیا سے جاتا ہے تو اہل بیت میں سے اپنے علم کا وارث چھوڑ کے جاتا ہے۔

(۱۴) انہی اسناد کے ساتھ علی بن مہزیار سے مروی ہے ان سے حماد بن عیسٰی نے ان سے ربعی نے' ان سے فضیل بن یسار نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ علیہ السلام اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ علم حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ زمین پر آیا اور پھر رخصت نہیں ہوا یہ وراثت میں منتقل ہوا اور علم آثار نبوت ورسالت سے منسوب ہر وہ شے جو اہل بیت سے مروی نہیں ہے باطل ہے اور حضرت علی علیہ السلام اس امت کے عالم (امام) ہیں ۔اور ہم میں سے کوئی بھی عالم (امام) جب دنیا سے اٹھتا ہے تو اپنے بعد اپنے علم کا وارث چھوڑتا ہے۔

(۱۵) انہی اسناد کے ساتھ علی بن مہزیار سے روایت ہے کہ ان سے فضالہ بن ایوب نے' ان سے ابان بن عثمان نے' ان سے حارث بن مغیرہ نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ زمین کبھی ایسے عالم سے خالی نہیں ہوتی جو حرام و حلال کا علم نہ رکھتا ہو۔لوگ اس کے محتاج ہوں اور وہ لوگوں کا محتاج نہ ہو۔ میں نے پوچھا مولا میں آپ پر فدا وہ علم کہاں سے جانتا ہے؟ آپ نے فرمایا وراثت رسولؐ اور علیؑ سے۔

امام زمانہؑ کے وجود اور امامت پر نصوص خداوندی

(۱) بیان کیا مجھ سے حسین بن احمد بن ادریسؒ نے' ان سے ان کے والد نے ان سے ابوسعید سہیل بن زیاد ادمی رازی نے ان سے محمد بن آدم شیبانی نے' ان سے ان کے والد آدم بن ابی ایاس نے ان سے مبارک بن فضالہ نے' ان سے وہب بن منبہ نے انہوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب میں معراج پر گیا تو مجھے آواز آئی : اے محمد میں نے کہا "لَبَّیۡکَ رَبَّ الۡعِزَّتِ لَبَّیۡکَ" پس اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی : اے محمدؐ "ملاء الاعلی" میں کس بات پر نزع ہے؟ عرض کیا : مالک میں کس کو اپنا وزیر مقرر کروں ؟اس کو میرے لئے منتخب کردے ۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی : اے محمد علی تمہارا وارث اور تمہارے بعد تمہارے علم کا وارث ہے۔وہ قیامت کے روز تمہارے لوائُ الحمد کو اٹھانے والا ہے ۔ وہ ساقی کوثر ہے اور تمہاری امت کے مومنین کو سیراب کرے گا ۔ پھر ارشاد ہوا ۔ اے محمدؐ میں نے اپنے حق کی قسم کھائی ہے کہ اس حوض سے تمہارے اور تمہارے اہل بیت اور تمہاری ذریت طیبین و طاہرین کے دشمنوں کو ہرگز سیراب نہ کروں گا ۔ اے محمدؐ میں تمہاری

ساری امت کو جنت میں داخل کروں گا سوائے ان لوگوں کے جو جنت میں جانے سے انکار کریں گے۔ میں نے عرض کیا: مالک کیا کوئی ایسا بھی شخص ہوگا جو جنت میں جانے سے انکار کرے گا؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے پوچھا وہ کیوں انکار کرے گا؟ ارشاد ہوا: اے محمدؐ میں نے اپنی مخلوق میں تم کو چن لیا ہے اور تمہارے بعد تمہارے وصی کو چن لیا ہے۔ اوراس کی تمہارے ساتھ وہ منزلت قراردی جو ہارون کو موسیٰ سے تھی مگر یہ کہ تمہارے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔اور اس کی محبت تمہارے دل میں قراردی اور اس کو تمہاری ذریت کا باپ قرار دیا ہے۔ پس اس کا حق تمہاری امت پرتمہارے بعد اسی طرح ہے جس طرح تمہارا حق امت پرتمہاری حیات میں ہے۔ پس جس نے اس کے حق کا انکار کیا اس نے تمہارے حق کا انکار کیا اور جس نے اس کی ولایت سے انکار کیا اس نے تمہاری ولایت سے انکار کیا اور جس نے تمہاری ولایت سے انکار کیا س نے گویا جنت میں جانے سے انکار کیا۔ پس میں اللہ عزوجل کے لئے سجدہ میں گر گیا اوران نعمتوں کا شکر بجا لایا جو اللہ نے مجھ پر کیں۔ پس آواز آئی: اے محمدؐ سر کو اٹھاؤ اور مجھ سے سوال کروتا کہ میں تمہیں عطا کروں۔ میں نے عرض کیا پروردگار میری تمام امت کو میرے بعد علی ابن ابی طالب کی ولایت پر جمع کر تا کہ وہ مجھ سے روز قیامت میرے حوض پر ملیں۔ وحی ہوئی اے محمدؐ میں نے اپنے بندوں کے بارے میں ان کو خلق کرنے سے پہلے فیصلہ کرلیا اور میرا فیصلہ ان میں نافذ ہو چکا۔ پس میں جسے چاہوں گا ہلاک کروں گا اور جسے چاہوں گا ہدایت کروں گا۔ پس میں نے تمہارے بعد تمہارا علم اسے دیا اور تمہارے

بعد اسے تمہارے اہل بیت اور امت پر تمہارا وزیر اور خلیفہ بنایا اور میں نے یہ فیصلہ کیا ہے (کہ جو اس سے محبت کرے گا اسے ضرور جنت میں داخل کروں گا اور) جو اس سے بغض رکھے گا' اس سے دشمنی کرے گا' اس کی ولایت سے انکار کرے گا اس کو جنت میں داخل نہ کروں گا۔ پس جو علیؑ سے بغض رکھے اس نے تم سے بغض رکھا اور جس نے تم سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ جس نے اس سے دشمنی کی اس نے تم سے دشمنی کی اور جس نے تم سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی' جس نے اس سے محبت رکھی اس نے تم سے محبت رکھی اور جس نے تم سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی۔ میں نے اس کے لئے یہ فضیلت قرار دی اور میں اس کے صلب سے تم کو گیارہ ہادی دوں گا۔ جو سب بتولؑ سے ہوں گے۔ ان میں آخری فرد کے پیچھے عیسٰی بن مریمؑ نماز ادا کریں گے اور وہ زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ اس کے ذریعہ ہلاک سے نجات اور گمراہی سے ہدایت ملے گی۔ اس کے ذریعہ اندھے کو بینائی اور مریض کو شفا ملے گی۔ میں نے عرض کیا مالک اس کا ظہور کب ہوگا؟ ارشاد ہوا جب علم اٹھ چکا ہوگا۔ اور جہالت پھیل چکی ہوگی۔ قرآن کی قراءت زیادہ ہوگی اور اس پر عمل کم ہوگا۔ قتل کثرت سے ہوں گے۔ فقہائے حق کم ہوں گے فقہائے باطل زیادہ ہوں گے۔ شعراء کثرت سے ہوں گے اور تمہاری امت قبروں کو سجدہ گاہ بنالے گی۔ قرآن جزدانوں میں بند اور مساجد سونے چاندی سے مزین کی جائیں گی۔ ظلم وعناد کی کثرت ہوگی۔ تمہاری امت کو منکرات کا حکم دیا جائے گا

اورمعروفات سے روکا جائے گا' مرد مرد پراورعورت عورت پراکتفاء کرے گی۔ امرائے کفر اولیائے فجور اوران کے ساتھ ظلم کریں گے ۔ صلہ رحم منقطع ہو جائے گا۔ تین دن تک گرہن ہوگا پہلے دن مشرق میں پھر مغرب میں پھر جزیرہ عرب میں تمہاری ذریت میں سے ایک شخص ظاہر ہوگا جو بصرہ کوخراب کرے گا اس کی اتباع حبشی قوم کرے گی۔ایک شخص حسینؑ بن علیؑ کی اولاد میں سے خروج کرے گا۔ اورمشرق میں بجستان سے دجال ظاہر ہوگا۔ نیز سفیانی ظاہر ہوگا میں نے پوچھا: مالک میرے کتنے عرصہ بعد یہ علامات ظاہر ہوں گی ؟ پس اللہ نے مجھے بنو امیہ اوربنوعباس کے مظالم اورفتنہ جومیرے چچا کے بیٹے پروارد ہوگا اورقیامت تک ہونے والے واقعات بتائے' جب میں زمین پراترا تومیں نے یہ تمام باتیں اپنے ابن عمر کووصیت کیں اور پیغام پہنچایا۔میں اللہ کی حمد کرتا ہوں جس طرح نبیوں نے کی اورمجھ سے پہلے ہر شے نے کی اور ہر وہ شے جس کواس نے خلق کیا قیامت تک حمد کرتی رہے گی۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن اسحاق نے' ان سے محمد بن ہمام نے' ان سے احمد بن مابنداذ نے' ان سے احمد بن ہلال نے ان سے محمد بن ابوعمیر نے ان سے مفضل بن عمر نے ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے' ان سے ان کے والد نے' انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے انہوں نے' حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی شب اللہ نے مجھے وحی کی کہ اے محمدؐ !میں نے زمین پرنگاہ کی اورتم کوتمام

مخلوق میں منتخب کیا۔ تمہیں نبوت دی اور اپنے ناموں سے مشتق نام تم کو دیا۔ میں محمود اور تم محمدؐ! پھر نگاہ کی اور علیؑ کو منتخب کیا اس کو تمہارا وصی' خلیفہ' تمہاری بیٹی کا شوہر اور تمہاری ذریت کا باپ قرار دیا اور اپنے ناموں میں سے ایک نام اس کے لئے مشتق کیا' پس میں علی الاعلیٰ اور وہ علی ہے' اور تم دونوں کے نور سے فاطمہؑ' حسنؑ اور حسینؑ کو پیدا کیا پھر میں نے تم لوگوں کی ولایت کو ملائکہ کے سامنے پیش کیا۔ پس جس نے قبول کیا اس کو مقرب قرار دیا۔ اے محمدؐ اگر میرا کوئی بندہ میری اتنی عبادت کرے کہ سوکھ کر لکڑی کی مانند ہو جائے' پھر میری درگاہ میں اس طرح آئے کہ وہ ان ہستیوں کی ولایت کا انکاری ہو تو میں اس کو جنت میں داخل نہ کروں گا اور اسے روز قیامت عرش کے نیچے میرا سایہ نصیب نہ ہوگا اے محمدؐ! کیا تم چاہتے ہو کہ ان ہستیوں کو دیکھو میں نے کہا کہ ہاں اے رب اعلیٰ۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: اپنے سر کو اٹھاؤ۔ میں نے سر اٹھایا تو دیکھا' عرش پر میرا نور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ و علیؑ بن حسینؑ و محمدؑ بن علیؑ و جعفر بن محمدؑ و موسیٰؑ بن جعفر و علیؑ بن موسیٰ و محمدؑ بن علیؑ و علیؑ بن محمدؑ و حسن بن علی "م ح م د" بن حسن قائم (علیہم السلام) کے انوار کے ساتھ وسط میں موجود ہے جیسے کوکب دری میں نے کہا اے مالک! یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ ائمہ ہیں اور یہ قائمؑ ہے۔ جو میرے حلال کو حلال اور میرے حرام کو حرام قرار دے گا اور میرے دشمنوں سے انتقام لے گا وہ میرے دوستوں کے لئے باعث راحت ہوگا وہ تمہارے شیعوں کے دلوں کو ظالموں' حق کا انکار کرنے والوں اور کافروں سے شفاء دے گا۔ وہ لات وعزیٰ کو نکال پھینکے گا اور دونوں کو

جلا دے گا۔ پس اس وقت کی آزمائش حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں گوسالہ اور سامری کی آزمائش سے بڑھ کر ہوگی۔

(۳) مجھ سے ہمارے ایک سے زیادہ اصحاب نے بیان کیا ان سے محمد بن ہمام نے ان سے جعفر بن محمد بن مالک فرازی نے ان سے حسن بن محمد بن سماعہ نے ان سے احمد بن حارث نے ان سے مفضل بن عمر نے ان سے یونس بن ظبیان نے ان سے جابر بن یزید جعفی نے بیان کیا کہ میں نے سنا کہ جابر ابن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر یہ آیت۔

"یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ"

(سورہ نساء آیت ۵۹)

"اے ایمان لانے والو! اللہ کی اطاعت کرو رسول کی اطاعت کرو اور صاحبان امر کی"

نازل ہوئی تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہم نے اللہ اور اس کے رسول کو پہچان لیا ہے۔ یہ اولوالامر کون ہیں جن کی اطاعت آپ کی اطاعت قرار پائی ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔اے جابر: وہ میرے خلفاء اور میرے بعد مسلمانوں کے امام ہیں۔ ان میں پہلا فرد علیؑ ابن ابی طالب ہیں۔ پھر حسنؑ پھر حسینؑ پھر علیؑ بن حسینؑ پھر محمدؑ بن علیؑ جن کا نام توریت میں باقر ہے اور جن کے زمانے کو تم پاؤ گے۔ پس جب ان سے ملنا تو میرا سلام ان سے کہنا۔ پھر جعفر بن محمد صادق پھر موسیٰ بن جعفر پھر علی بن موسیٰ پھر محمد بن علیؑ پھر حسن بن علیؑ پھر وہ فرد ہوگا جس کی کنیت اور نام میرا ہوگا اور وہ زمین پر اللہ کی حجت

ہوگا۔اس کے ہاتھوں پر اللہ مشرق و مغرب کی فتح عطا کرے گا ۔وہ ایک عرصہ تک اپنے شیعوں اور اپنے چاہنے والوں سے غائب رہے گا ۔ اوراس کی امامت پر صرف وہی ٹھہرا رہے گا جس کے قلب کا اللہ نے امتحان لے لیا ہوگا۔

جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! ان کی غیبت سے شیعوں کو کیا فائدہ ہوگا ؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبوت سے سرفراز کیا اس کے نور سے مومن منور ہوں گے اوراس کی غیبت میں اس کی ولایت سے اسی طرح فائدہ اٹھائیں گے جس طرح لوگ آفتاب سے فائدہ اٹھاتے ہیں جب کہ وہ بادلوں میں چھپ جاتا ہے۔ اے جابرؓ یہ اللہ کے پوشیدہ راز اوراس کے علم کے خزانے ہیں۔ پس اس علم کو صرف اس کے اہل کے سامنے ظاہر کرنا۔

جناب جابر بن یزید کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جابر بن عبداللہ انصاری حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے ملنے گئے ۔آپ امام علیہ السلام سے گفتگو کر رہے تھے کہ اندرون خانہ سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام برآمد ہوئے ۔آپؑ کا سر مبارک تیل سے تر تھا اوراس وقت آپ کم سن تھے ۔ جب جابرؓ نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا تو کچھ یاد آیا اور جابر کے جسم کے تمام بال کھڑے ہوگئے ۔ جابر نے کہا: اے شہزادے ادھر آیئے ۔امام محمد باقر علیہ السلام نزدیک آئے تو جابر نے کہا ذرا مڑیئے۔آپؑ مڑے تو جابر نے کہا: رب کعبہ کی قسم یہ تو رسول اللہ کے شمائل ہیں پھراٹھے اور قریب ہوئے ۔پوچھا: اے شہزادے آپ کا کیا نام ہے؟ آپ نے کہا محمد۔جابر نے پوچھا: کس کے فرزند ہو : کہا:علی بن حسین (علیہم السلام) کا جابر نے کہا:میں قربان جاؤں کیا آپ باقر علیہ السلام ہیں ؟آپؑ نے فرمایا :ہاں ۔ امام علیہ السلام نے فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا پیغام تو پہنچائیں ۔جابر نے کہا:

مولا ؟رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے بشارت دی تھی کہ میں زندہ رہوں گا۔ یہاں تک کہ آپؑ سے ملاقات کروں گا اور جب آپؑ سے ملوں تو آپؑ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سلام پہنچاؤں پس فرزند رسولؐ آپ کو رسول اللہؐ نے سلام کیا ہے۔جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے جابر! رسول اللہؐ پر بھی زمین و آسمان کا سلام ہواور تم پر بھی سلام ہو۔ پس اس کے بعد جابر نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے چند سوالات کے جوابات دریافت کئے ۔ پھر جابر نے کہا: بخدا حضور اکرمؐ نے سچ خبر دی تھی کہ آپ لوگ ہی ائمہ ہدیٰ ہیں ۔آپ کا چھوٹا سب سے زیادہ علیم اور آپ کا بڑا سب سے زیادہ عالم ہے۔ اور آپ لوگوں کے بارے میں ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگان ائمہ کو تعلیم نہ دو کیونکہ وہ تم لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا بے شک میرے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سچ کہا۔ جو باتیں تم نے پوچھی ہیں میں تم سے زیادہ جانتا ہوں اور کم سنی کے باوجود احکام الٰہی بیان کرتا ہوں اور یہ سب اس فضل کی بدولت ہے جو اللہ نے اہل بیت کے لئے قرار دیا ہے۔

(۴) بیان کیا مجھ سے حسن بن محمد بن سعید ہاشمی نے ان سے فرات بن ابراہیم ابن فرات کوفی نے ان سے محمد بن علی بن احمد ہمدانی نے ان سے ابوالفضل العباس بن عبداللہ بخاری نے ان سے محمد بن قاسم بن ابراہیم بن عبداللہ ابن قاسم بن محمد بنابو بکر نے ان سے عبدالسلام بن صالح ہروی نے ان سے حضرت امام علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام نے ان سے ان کے والد حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے ان سے ان کے والد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان سے ان کے والد حضرت امام محمد بن علی (باقر)

علیہ السلام نے اُن سے ان کے والد جناب حضرت علی بن حسین (زین العابدین) علیہ السلام نے ان سے ان کے والد جناب امام حسین بن علی علیہ السلام نے اُن سے ان کے والد حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے افضل کسی کو نہیں پیدا کیا' جو اس کے نزدیک مجھ سے زیادہ بلند مرتبہ ہو۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ بہتر ہیں یا جبرائیلؑ آنحضرتؐ نے فرمایا: اے علی یقیناً خدا نے پیغمبران مرسل کو مقرب فرشتوں پر فضیلت دی ہے اور مجھے تمام پیغمبروں پر فضیلت دی ہے۔ پھر تم کو اور تمہارے بعد ائمہ کو فرشتوں اور تمام خلائق پر فضیلت عطا کی ہے۔ بے شک فرشتے ہمارے خدام اور ہمارے محبین کے خادم ہیں۔ اے علیؑ حاملان عرش اور اس کے گرد جو فرشتے ہیں اپنے پروردگار کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں جو تمہاری ولایت پر ایمان لاتے ہیں۔ اے علیؑ اگر ہم لوگ نہ ہوتے تو پروردگار حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرتا نہ حضرت حوا علیہا السلام کو۔ نہ جنت کو نہ جہنم کو نہ زمین و آسمان کو اور ہم فرشتوں سے بہتر کیوں نہ ہوتے؟ ہم نے اپنے پروردگار کی تسبیح و تقدیس و تہلیل میں ان پر سبقت حاصل کی ہے اس لئے کہ سب سے پہلے خدا نے جو خلق فرمایا وہ ہماری رُوحیں تھیں اور اس نے اپنی توحید و تمجید کے ساتھ ہم کو گویا کیا۔ پھر فرشتوں کو پیدا کیا۔ جب انہوں نے ہماری روحوں کو ایک نور کے ساتھ دیکھا تو ہمارے امور کو بہت عظیم سمجھا اور جب ہماری عظمت اور شان کو دیکھا تو ہم نے "لا الہ الا اللہ" کہا تا کہ فرشتے سمجھیں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے

اللہ کے اور ہم خدا کے بندے ہیں اور ہم اس کی خدائی میں شریک نہیں ہیں۔ پس انہوں نے کہا لا الہ الا اللہ۔ جب فرشتوں کو ہماری عظمت اور بزرگی کا احساس ہوا تو ہم نے اللہ اکبر کہا تا کہ وہ سمجھیں کہ خدا اس سے بھی بہت بڑا ہے جو تصور میں نہ آسکے اور تمام بڑائی اور طاقت وقدرت خدا ہی کے لئے مخصوص ہے۔ پھر جب انہوں نے مشاہدہ کیا کہ اللہ نے ہمیں عزت اور قوت عطا کی ہے تو ہم نے کہا "لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اِلَّا بِاللّٰه" جب انہوں نے مشاہدہ کیا کہ اللہ نے ہمیں کیا نعمتیں عطا کی ہیں اور ہماری اطاعت (تمام مخلوق پر) واجب کی ہے تو ہم نے کہا الحمد للہ۔ تا کہ ملائکہ سمجھ لیں کہ اللہ کا حق ہے ہم پر کہ اس کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کیا جائے پس ملائکہ نے بھی کہا: الحمد للہ غرض کہ فرشتوں نے ہماری برکت سے ہدایت پائی اور خدا کی توحید و تسبیح و تہلیل و تمجید کو سمجھا: پھر خدا نے آدمؑ کو خلق کیا اور ہمارے نور کو ان کے صلب میں سپرد کیا اور فرشتوں کو ہماری تعظیم و تکریم کے لئے سجدہ کا حکم دیا۔ ان کا سجدہ خدا کی بندگی اور حضرت آدم علیہ السلام کے احترام و اکرام اور اس کی اطاعت کے سبب تھا اس لئے کہ ہم ان کے صلب میں تھے پھر ہم فرشتوں سے افضل کیوں نہ ہوں کہ ان سب نے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کیا تھا۔

اور جب مجھے آسمان پر لے جایا گیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اذان و اقامت دو دو بار کہی اور مجھ سے کہا کہ اے محمدؐ! آگے بڑھ کر امامت کریں۔ میں نے کہا: اے جبرائیلؑ! کیا میں تم پر سبقت کروں؟ وہ بولے ہاں: اس لئے کہ خدا نے پیغمبروں کو تمام فرشتوں پر فضیلت دی ہے اور آپ کو فضیلت خاص

بخشی ہے۔غرض میں آگے کھڑا ہوا اور ان کے ساتھ نماز ادا کی لیکن یہ بات فخر کے سبب سے نہیں کہتا ہوں۔ پھر وہاں تمام حجاباتِ نور تک پہنچا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یا محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اب آپ آگے جائیں اور وہ خود وہیں ٹھہر گئے۔میں نے کہا: ایسے مقام پر مجھ سے الگ ہوتے ہیں۔وہ بولے یا محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) یہ وہ مقام ہے جہاں خدا نے میرے لئے حد مقرر کی ہے اگر یہاں سے ذرا بھی آگے بڑھوں تو میرے بال و پر جل جائیں گے۔غرض میں دریائے نور میں ڈال دیا گیا اور میں انوار الٰہی کے سمندروں میں تیرنے لگا۔ یہاں تک کہ ملکوت میں اس مقام پر پہنچا جہاں تک خدا چاہتا تھا۔پھر مجھے ندا آئی: اے محمدؐ! میں نے عرض کیا: لبیک میرے رب تو سعادت دینے والا' برکت دینے والا اور بڑائی دینے والا ہے آواز آئی: اے محمدؐ تم میرے بندے ہو اور میں تمہارا پروردگار ہوں میری عبادت کرو اور مجھ پر بھروسہ کرو بے شک تم میرے بندوں میں میرے نور ہو۔ میری مخلوق میں میرے رسول ہو' میرے بندوں پر میری حجت ہو۔ ہر اس شخص کے لئے میں نے بہشت خلق کی ہے جو تمہاری فرمانبرداری کرے اور جو تمہاری مخالفت کرے گا اس کے لئے دوزخ کی آگ تیار کی ہے' اور تمہارے اوصیاء کے لئے اپنی بخشش و کرامت واجب قرار دی ہے' اور ان کے شیعوں کے لئے ثواب واجب قرار دیا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ پالنے والے میرے اوصیا کی مجھے پہچان کرا دے۔فرمایا کہ تمہارے اوصیا وہ لوگ ہیں جن کے نام میرے ساق عرش پر لکھے ہوئے ہیں۔پس میں نے نظر کی اور اپنے رب کے سامنے ساق عرش پر بارہ نور دیکھے ہر نور میں ایک سبز سطر دیکھی جس میں میرے ہر ایک وصی کا نام لکھا تھا۔ان میں سب سے پہلے علی ابن ابی طالب اور سب سے آخر میں مہدیؑ تھے۔ میں نے پوچھا: پالنے والے کیا یہی میرے بعد

میرے وصی ہوں گے؟ارشاد ہوا: ہاں اے محمدؐ! تمہارے بعد میرے بندوں پر یہ لوگ میرے دوست' اوصیاء برگزیدہ اور میری حجت ہیں اور یہی لوگ تمہارے وصی اور خلیفہ ہیں اور تمہارے بعد بہترین خلق ہیں۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ اپنے دین کو ان کے ذریعہ سے ظاہر کروں گا اور اپنی باتیں ان کے ذریعہ سے بلند کروں گا اور ان کے آخر کے ذریعہ زمین کو اپنے دشمنوں سے پاک کروں گا اور تمام روئے زمین کو اس کے قبضے اور صرف میں دے دوں گا۔ ہوا کو اس کے لئے مسخر قرار دوں گا اور سخت بادل کو اس کی دلیل بناؤں گا تاکہ وہ اس پر سوار ہو کر آسمان و زمین میں جہاں چاہے آئے جائے اور اپنے لشکروں سے اس کی مدد کروں گا۔ اور اپنے فرشتوں سے اس کی تقویت پہنچاؤں گا۔ یہاں تک کہ میری دعوت بلند ہو اور تمام خلق میری توحید پر جمع ہو۔ غرض اس کی بادشاہی دائم اور جاری رہے گی اور اپنے دوستوں میں سے ایک کے بعد دوسرے کو قیامت تک اپنے دین کا پیشوا بناؤں گا۔

"وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلاۃُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا"

حضرت امام مہدیؑ کی امامت پر نصوص رسولؐ

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ نے، ان سے ان کے چچا محمد بن ابی قاسم نے، ان سے محمد بن علی صیرفی کوفی نے، ان سے محمد بن سنان نے، ان سے مفضل بن عمر نے، ان سے جابر بن یزید جعفی نے، ان سے سعید بن مسیّب نے، ان سے عبدالرحمٰن بن سمرہ نے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجادلوں پر ستر (۷۰) انبیاء نے لعنت کی ہے اور جس نے اللہ کی آیات کا انکار کیا اس نے کفر کیا۔ ارشاد رب العزت ہے۔

"مَایُجَادِلُ فِیْ آیَاتِ اللّٰہِ اِلاَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْ افَلاَ یَغْرُرْکَ تَقَلُّبُھُمْ فِی الْبِلاَدِ" (سورۃ مومن آیت ۴)

"وہی جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں جو منکرین ہیں سو تم کو ان لوگوں کا شہروں میں چلنا پھرنا دھوکے میں ڈال دے"

جس نے تفسیر بالرائے کی اس نے خدا پر جھوٹ باندھا۔ جس نے نہ جانتے ہوئے لوگوں میں فتویٰ دیا اس پر زمین و آسمان کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ اور ہر بدعت ضلالت ہے اور ہر ضلالت کا راستہ دوزخ کو جاتا ہے۔

عبدالرحمٰن بن سمرہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ

والہ وسلم مجھے نجات کے راستے کی ہدایت فرمائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابن سمرہ! جب تم دیکھو کہ لوگوں کے درمیان کئی آراء ہیں اور ان میں اختلافات پیدا ہو گئے ہیں تو تمہیں چاہیے کہ علیؑ کا دامن تھام لو وہ میری امت کا امام ہے اور میرے بعد ان پر خلیفہ ہے وہ فاروق ہے جس کے ذریعہ حق و باطل کے درمیان تمیز ہوتی ہے۔ پس جس نے اس سے سوال کیا اس نے جواب پایا۔ جس نے اس سے راہ نجات چاہی اسے راستہ ملا۔ جس نے راہ حق چاہی اس کو راہ حق ملی جس نے اس سے ہدایت چاہی وہ ہدایت یافتہ ہوا۔ جو اس تک پہنچا وہ امان میں آیا۔ جس نے اس سے تمسک کیا وہ نجات یافتہ ہوا۔ جس نے اس کی اقتداء کی وہ کامیاب ہوا۔ اے ابن سمرہ! تم میں سے اس کے لئے سلامتی ہے جس نے اس کے حق کو تسلیم کیا اور اس سے تولا کیا اور وہ ہلاک ہوا جس نے اس کے حق کو رد کیا اور اس سے بغض رکھا اے ابن سمرہ علیؑ مجھ سے ہے۔ اس کی روح میری طرح ہے۔ اس کی طینت میری طینت سے ہے۔ وہ میرا اور میں اس کا بھائی ہوں۔ وہ میری بیٹی فاطمہؑ کا شوہر ہے جو اول و آخر تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہے۔ اس سے میری امت کے امامین اور جوانان جنت کے سردار حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ اور حسینؑ کی اولاد سے نو آئمہ ہوں گے جن میں سے نواں میری امت کا قائم ہوگا جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

(۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل نے ان سے محمد بن ابوعبداللہ کفی نے ان سے موسیٰ بن عمران نخعی نے ان سے ان کے چچا حسین بن یزید نے ان سے حسن بن علی بن سالم نے ان سے ان کے والد نے ان سے ابوحمزہ نے ان سے سعید بن جبیر نے ان سے عبداللہ بن عباس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے زمین پر نگاہ کی اور مجھے منتخب کر کے نبی بنایا ۔ پھر دوبارہ نگاہ کی اور علیؑ کو چن لیا۔ اور امام قرار دیا پھر مجھے حکم دیا کہ علیؑ کو اپنا بھائی' ولی' وصی' خلیفہ' اور وزیر قرار دوں ۔ پس علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں ۔ وہ میری بیٹی کا شوہر میرے فرزندان حسنؑ و حسینؑ کا باپ ہے ۔ آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ نے مجھے اور ان ہستیوں کو اپنے بندوں پر حجت قرار دیا اور حسینؑ کے صلب سے آئمہ قرار دیئے جو میرے امر کو قائم کریں گے اور میر وصیت کی حفاظت کریں گے ۔ ان میں کا نواں قائم اہل بیت ہوگا اور وہ میری امت کا مہدی ہوگا ۔ وہ گفتار میں کردار میں اور شمائل میں میرے مشابہ ہوگا اور ایک طویل غیبت کے بعد ظاہر ہوگا اور اللہ کے احکام کا اعلان کرے گا اور دین کو ظاہر کرے گا۔ اس کو اللہ اور اس کے ملائکہ کی نصرت کے ذریعہ تائید حاصل ہوگی ۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی ۔

(۳) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسٰی بن متوکل نے اُن سے محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے اُن سے موسٰی بن عمران نخعی نے اُن سے ان کے چچا حسین بن یزید نے اُن سے حسین بن علی بن ابو حمزہ نے اُن سے ان کے والد نے ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اُن سے ان کے والد نے ان سے ان کے آباء کرام علیہم السلام نے' کہ حضور اکرمؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حضرت جبرائیل نے بتایا کہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو علم ہے کہ میرے علاوہ کوئی خدا نہیں اور محمدؐ میرے بندے اور رسولؐ ہیں اور علیؑ میرے خلیفہ ہیں اور ان کی اولاد سے جو آئمہ ہیں وہ میری حجت ہیں تو اس شخص

کو میں اپنی رحمت سے جنت میں داخل کروں گا۔ اور اپنے عفو سے اس کو دوزخ سے نجات دوں گا۔ اپنے سے نزدیک ہونے کی اسے اجازت دوں گا اس کے لئے کرامت کو واجب اور اس پر اپنی نعمت تمام کروں گا۔ اس کو اپنے خواص اور خالص بندوں میں قرار دوں گا۔ اگر وہ مجھے پکارے گا تو جواب دوں گا اگر وہ مجھ سے دعا کرے گا تو اس کی دعا مستجاب کروں گا۔ اگر مجھ سے مانگے گا تو عطا کروں گا۔ اگر خاموش رہے گا تو (عطائے رحمت میں) خود ابتداء کروں گا۔ اگر مایوس ہوگا تو اس پر رحم کروں گا۔ اگر مجھ سے بھاگے گا تو بلاؤں گا۔ اگر میرے پاس لوٹ کر آئے گا تو اس کی توبہ قبول کروں گا۔ اگر میرے در پر دستک دے گا تو دروازہ کھول دوں گا اور جو شخص اس بات کی گواہی نہ دے کہ میرے علاوہ کوئی خدا نہیں یا یہ گواہی تو دے مگر اس کی گواہی نہ دے کہ محمد میرے بندے اور رسول ہیں یا یہ گواہی تو دے مگر اس کی گواہی نہ دے کہ علی ابن ابی طالب میرے خلیفہ ہیں یا یہ گواہی تو دے مگر اس کی گواہی نہ دے کہ اس کی اولاد میں آئمہ میری حجت ہیں تو اس نے میری نعمت کا انکار کیا اور میری عظمت کو کم تر جانا اور آیات و کتب کا انکار کیا۔ پس اگر وہ میرا قصد کرے گا تو میں حجاب ڈال دوں گا۔ اگر سوال کرے گا تو اس کو محروم رکھوں گا۔ اگر مجھے ندا دے گا تو اس کی آواز نہ سنوں گا۔ اگر دعا کرے گا تو اس کی دعا مستجاب نہیں کروں گا۔ اور اگر مجھ سے امید رکھے گا تو اس کی امید کو قطع کروں گا۔ یہ ہی میری طرف سے اس کے لئے جزا ہے اور میں بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

پس جابر بن عبداللہ انصاری کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے عابدوں کے سردار علی بن حسین علیہ

السلام ' پھر محمد بن علی باقر (علیہ السلام) ' اور اے جابر تم ان سے ملاقات کرو گے۔ اور جب ان سے ملنا تو میرا سلام کہنا۔ پھر جعفر بن محمد صادق علیہ السلام ۔ پھر موسیٰ بن جعفر کاظم (علیہ السلام) ' پھر علی بن موسیٰ رضا (علیہ السلام) ' پھر محمد بن علی تقی (علیہ السلام) ' پھر علی بن محمد نقی (علیہ السلام) ' پھر حسن بن علی ذکی (علیہ السلام پھر ان کا فرزند قائم بالحق (علیہ السلام) میری امت کا مہدی ہوگا جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی ۔ اے جابر ! یہ میرے خلیفہ ' میرے وصی ' اور میری اولاد اور عترت ہیں ۔ پس جس نے ان کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی اور جس نے ان میں کسی ایک کا انکار کیا اس نے میرا انکار کیا ۔ ان کے واسطے سے اللہ نے آسمان کو زمین پر گرنے سے روکا ہوا ہے مگر یہ کہ جب ان کا اذن ہو ۔ اور ان ہی کے نور کے باعث اللہ نے زمین کو محفوظ کیا کہ وہ اپنے ساکنین کے ساتھ دھنس نہ جائے ۔

(۴) بیان کیا مجھ سے علی بن احمدؒ نے ' ان سے محمد بن ابو عبداللہ کوفی نے ' ان سے موسیٰ بن عمران نے ' ان سے حسین بن یزید نے ' ان سے ان کے چچا حسین بن علی بن ابو حمزہ نے ' ان سے ان کے والد نے ' ان سے یحییٰ بن ابو القاسم نے ' ان سے حضرت امام جعفر صادق نے ' ان سے ان کے والد نے ان سے ان کے جد امجد علیہم السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد بارہ آئمہ ہوں گے جن میں سے پہلا فرد علیؑ ابن ابی طالب ہیں اور آخری قائم ہیں ۔ یہ ہی میرے خلفاء میرے اوصیاء اور میرے اولیاء ہیں ۔ میری امت پر میرے بعد اللہ کی حجت ہیں ۔ ان کا اقرار کرنے والا مومن اور ان کا انکار کرنے والا کافر ہے ۔

(۵) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن عبداللہ بن احمد بن ابوعبداللہ برقی نے ‘ان سے ان کے والد نے ان سے ان کے جد احمد بن ابوعبداللہ نے ‘ان سے ان کے والد محمد بن خالد نے ‘ان سے محمد بن داؤد نے ان سے محمد بن جارود عبدی نے ‘ان سے اصبغ بن نباتہ نے کہ ایک دن امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام گھر سے برآمد ہوئے آپ کے ہاتھ میں آپ کے صاحبزادے حضرت امام حسن علیہ السلام کا ہاتھ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک دن اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برآمد ہوئے تھے اور ان کے ہاتھ میں میرا ہاتھ تھا اور انہوں نے فرمایا تھا کہ میرے بعد خیر الخلق اور سید و سردار میرا یہ بھائی ہے۔ یہ میری وفات کے بعد تمام مسلمانوں کا امام اور ہر مومن کا مولا ہے۔ آگاہ ہو کہ میں علیؑ یہ کہتا ہوں کہ میرے بعد خیرالخلق اور سید و سردار میرا یہ بیٹا ہے۔ یہ ہر مومن کا امام اور مولا ہے۔ میری وفات کے بعد آگاہ ہوجاؤ اس پر اسی طرح ظلم کیا جائے گا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد مجھ پر ظلم ہوا۔ حسنؑ کے بعد خیرالخلق اور سید و سردار اس کا بھائی حسین مظلوم ہے جو اپنے بھائی کے بعد کربلا کی زمین پر شہید کیا جائے گا۔ وہ اور اس کے اصحاب قیامت کے روز گروہ شہداء کے سردار ہوں گے۔ حسینؑ کے بعد ان کے صلب سے زمین پر نور اللہ کے خلیفہ اور اس کے بندوں پر حجت ہوں گے۔ یہ اللہ کی وحی کے امین مسلمانوں کے امام ‘ مومنین کے قائد اور متقین کے سردار ہوں گے۔ ان میں سے نواں قائم ہوگا جس کے ذریعے اللہ عزوجل زمین کو تاریکی کے بعد نور سے بھر دے گا۔ ظلم وجور سے بھری ہوئی دنیا کو عدل وانصاف سے

پر کردے گا۔ جہل سے پُر دنیا کو علم سے منور کرے گا۔ قسم ہے اس ہستی کی جس نے میرے بھائی محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو نبوت اور مجھے امامت سے سرفراز کیا ہے۔ یہ خبر آسمان سے جبرائیل لے کر آئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے میری موجودگی میں آنجناب کے بعد ائمہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے سائل سے فرمایا کہ صاحب برج آسمان کی قسم ان کی تعداد بروج کی تعداد کے برابر ہے اور رات دن اور مہینوں کے رب کی قسم ان کی تعداد مہینوں کی تعداد کے برابر ہے۔ پس سائل نے پوچھا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور ارشاد فرمایا: ان میں سے اول یہ اور آخری مہدیؑ ہوگا۔ جس نے (دل میں) ان کی ولا رکھی اس نے میری ولا رکھی۔ جس نے ان سے عداوت کی اس نے مجھ سے عداوت کی۔ جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا جس نے ان کا انکار کیا اس نے میرا انکار کیا۔ جس نے ان کو پہچانا اس نے مجھ کو پہچانا ان کے ذریعے اللہ نے دین کی حفاظت فرمائی' اپنے شہر کو آباد کیا' اپنے بندوں کو رزق دیا۔ ان ہی کے ذریعے آسمان سے پانی برسایا اور زمین سے برکات نکالیں۔ یہ ہی میرے اوصیاء و خلفاء ہیں اور مسلمانوں کے امام اور مومنین کے مولا ہیں۔

(٦) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ نے' ان سے علی بن ابراہیم نے' ان سے ان کے والد نے' ان سے علی بن معبد نے' ان سے حسین بن خالد نے' ان سے حضرت امام علی بن موسیٰ رضا نے ان سے ان کے والد نے ان

سے ان کے آبائے کرام علیہم السلام نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ میرے بعد میرے دین سے متمسک رہے اور سفینہ نجات پر سوار ہو تو اسے چاہیے کہ علی ابن ابی طالب کی پیروی کرے اور ان کے دشمنوں سے دشمنی اور ان کے دوستوں سے دوستی رکھے وہ میری امت پر میرا وصی اور خلیفہ ہے میری زندگی میں بھی اور میری وفات کے بعد بھی وہ ہر مسلمان کا امام اور ہر مومن کا امیر ہے۔ اس کا قول میرا قول ہے اس کا حکم میرا حکم' اس کی نہی میری نہی' اس کی اتباع میری اتباع' اس کا مددگار میرا مددگار' اس کی مدد ترک کرنے والا۔ میری مدد ترک کرنے والا جس نے میرے بعد علیؑ کو چھوڑا قیامت کے روز نہ میں اسے دیکھوں گا نہ وہ مجھے دیکھے گا۔ جس نے علیؑ کی مخالفت کی اللہ نے اس کے اوپر جنت حرام قرار دے دی اور اس کا ٹھکانہ جہنم قرار دیا۔ (اور وہ کیسا برا مقام ہے) جس نے علیؑ کو چھوڑا قیامت کے روز اللہ اس کو چھوڑ دے گا۔ جس نے علیؑ کی مدد کی قیامت کے روز اللہ اُس کی مدد کرے گا۔ سوال کے وقت دلیل و برہان سے اسے تلقین کی جائے گی۔ پھر فرمایا: حسنؑ اور حسینؑ اپنے باپ کے بعد میری امت کے امام ہیں۔ یہ جوانان جنت کے سردار ہیں۔ ان کی مدد ترک کرنے والا' میری مدد ترک کرنے والا ان کی والدہ عالمین کی عورتوں کی سردار اور ان کے والد اوصیاء کے سردار ہیں۔ حسینؑ کی اولاد سے نو آئمہ ہوں گے جن میں سے نواں میری اولاد کا قائم ہوگا۔ ان کی اطاعت میری اطاعت اور ان کی نافرمانی میری نافرمانی ہے۔ میں اللہ سے ان کے خلاف شکوہ کروں گا جو ان کی فضیلت کا انکار کریں گے اور

میرے بعد ان کی حرمت کو ضائع کریں گے ۔ پس اللہ میری عترت کی نصرت وحمایت کے لئے کافی ہے ۔ یہ میری امت کے آئمہ ہیں ۔ اور ان کے حق سے انکار کرنے والوں سے انتقام لینے والے ہیں اور عنقریب ظالم جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ پلٹتے ہیں ۔

(۷) بیان کیا مجھ سے احمد بن زیاد بن جعفر نے' ان سے علی بن ابراہیم بن ہاشم نے' ان سے ان کے والد نے' ان سے علی بن سعید نے' ان سے حسین بن خالد نے' ان سے ابو الحسن علی بن موسٰی رضا علیہ السلام نے' ان سے ان کے والد بزرگوار نے' ان سے ان کے آباء کرام علیہم السلام نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں مخلوق خدا کا سردار ہوں میں جبرائیل و میکائیل و اسرافیل اور عرش کو اٹھانے والے فرشتوں اور تمام ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین (علیہم السلام) سے بہتر ہوں ۔ میں صاحب شفاعت اور صاحب کوثر ہوں ۔ میں اور علی اس امت کے باپ ہیں ۔ جس نے ہمیں پہچانا اس نے اللہ کو پہچانا جس نے ہمارا انکار کیا اس نے اللہ کا انکار کیا اور علیؑ سے میری امت کے سبطین ہیں جو جوانان جنت کے سردار حسنؑ و حسینؑ ہیں ۔ اور حسینؑ کی اولاد میں سے نو آئمہ ہیں ۔ جن کی اطاعت میری اطاعت ہے جن کی مخالفت میری مخالفت ہے ۔ جن میں سے نواں امت کا قائم اور مہدی ہوگا ۔

(۸) بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن اسحٰق نے' ان سے احمد بن محمد ہمدانی نے' ان سے محمد بن ہشام نے' ان سے علی بن حسن سائح نے' ان سے حضرت امام حسن بن علی عسکری (علیہ السلام) نے' ان سے ان کے والد بزرگوار نے' ان

سے ان کے والد بزرگوار نے ان سے ان کے جد امجد (علیہ السلام) نے کہ حضور اکرمؐ نے حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ سے ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ! تجھ سے صرف وہ محبت کرے گا جس کی ولادت پاک ہوگی اور تجھ سے وہ بغض رکھے گا جس کی ولادت نجس ہوگی۔ تجھ سے مومن دوستی رکھے گا اور کافر دشمنی۔ پس عبداللہ بن مسعود نے پوچھا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) آپؐ کے بعد وہ کیا علامت ہے جس کے ذریعے ہم ایسے شخص کے بارے میں جان سکیں کہ وہ خبیث الولادت یا کافر ہے جو زبان سے اسلام کا اقرار کر رہا ہو اور دل میں نفاق لئے ہوئے ہو؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: اے ابن مسعود! علیؑ ابن ابی طالب میرے بعد تمہارے امام اور تم پر میرے خلیفہ ہیں۔ ان کے بعد میرا بیٹا حسنؑ تم پر امام و خلیفہ ہے۔ اس کے بعد میرا بیٹا حسینؑ امام اور خلیفہ ہے۔ پھر حسینؑ کی اولاد میں نو آئمہ ایک کے بعد ایک امام اور خلیفہ ہوں گے۔ ان کا نواں میری امت کا قائم ہوگا جو زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ پس ان سے وہی محبت رکھے گا جس کی ولادت پاک ہوگی اور وہی بغض رکھے گا جس کی ولادت نجس ہوگی۔ ان سے مومن تولا کرے گا اور کافر عداوت جو شخص ان میں سے کسی ایک امامؑ کا بھی انکار کرے گویا اس نے میرا انکار کیا۔ جس نے میرا انکار کیا اس نے اللہ کا انکار کیا اور جو بھی ان میں سے کسی ایک امام کی مخالفت کرے گا گویا اس نے میری مخالفت کی اور جس نے میری مخالفت کی اس نے اللہ کی مخالفت کی کیونکہ ان کی اطاعت میری اطاعت اور میری اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ ان کی معصیت میری معصیت اور میری

معصیت اللہ کی معصیت ہے ۔ اے ابن مسعود! اگران کے فیصلے کے بعد تم نے اپنے نفس میں کوئی تنگی محسوس کی تو گویا تم نے کفر کیا۔ پس مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم میں اپنی مرضی سے علیؑ اور آئمہ کے بارے میں یہ باتیں نہیں کہہ رہا ہوں ۔ پھر آپؐ نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کیا اور فرمایا اے اللہ ! جو میرے خلفاء سے محبت کریں تو ان سے محبت کر ۔ یہ میرے بعد میری امت کے امام ہیں ۔ جو شخص ان سے عداوت رکھے تو اس سے عداوت رکھ ۔ جو شخص اس کی مدد کرے تو ان کی مدد کر' جو کوئی اس کو چھوڑ دے تو ان کو چھوڑ دے اور زمین کو کبھی اپنی حجت سے خالی نہ رکھ۔ چاہے وہ ظاہر ہو یا پوشیدہ تا کہ تیرا دین اور تیری حجت (اور تیری زبان) اور تیری دلیل باطل نہ ہو ۔ پھر فرمایا اے ابن مسعود ! میں نے تمہیں اس بات پر اکٹھا کر دیا ہے کہ اگر ان ہستیوں کو چھوڑ دو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے اور اگر ان سے تمسک رکھو گے تو نجات پاؤ گے اور سلام ان پر جو ہدایت کی پیروی کرتے ہیں ۔

(۹) بیان کیا مجھ سے میرے والد نے اُن سے سعد بن عبداللہ نے اُن سے یعقوب بن یزید نے اُن س حماد بن عیسٰی نے اُن سے عبداللہ بن مسکان نے اُن سے ابان بن تغلب نے اُن سے سلیم بن قیس ہلالی نے اُن سے جناب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس گیا تو دیکھا کہ حسین بن علی (علیہ السلام) آپؐ کی گود میں بیٹھے ہیں اور آپ ان کے بوسے لے رہے ہیں ۔ اور فرما رہے ہیں کہ تم سید ابن سید تم امام ابن امام (امام کے بھائی) ابوآئمہ اور حجت خدا ابن حجت خدا ہو۔ اور تم باپ ہو ان نو حجتوں کے جو تمہاری صلب سے ہوں گے اور جن کا نواں قائم ہوگا ۔

(۱۰) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید نے' ان سے محمد بن حسن صفار نے' ان سے یعقوب بن یزید نے' ان سے حماد بن عیسٰی نے ان سے عمر بن اذینہ نے' ان سے ابان بن ابی عیاش نے' ان سے ابراہیم بن عمر یمانی نے' ان سے سلیم بن قیس ہلالی نے کہ میں نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مرض الموت کے وقت میں حضور اکرمؐ کی خدمت میں مزاج پرسی کے لئے گیا۔ اتنے میں جناب فاطمہؑ داخل ہوئیں اور حضورؐ کی کیفیت دیکھ کر رونے لگیں اور آنسو آپؐ کے رخسار مبارک پر جاری ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔اے فاطمہؑ! کیوں روتی ہو؟ عرض کیا یارسول اللہؐ! آپؐ کے بعد اپنے اور اپنی اولاد کے ضائع (اور ہلاک) ہو جانے سے ڈرتی ہوں۔پس رسول اللہؐ کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں۔ اور آپؐ نے فرمایا: اے فاطمہ! کیا تم کو علم ہے کہ اللہ نے ہم اہل بیتؑ کے لئے دنیا کے مقابل میں آخرت کو اختیار کیا ہے اور تمام مخلوقات کے لئے فنا کو حتمی قرار دیا ہے۔ اور اللہ نے زمین پر نظر ڈالی پس اس نے اپنی خلق میں سے مجھے چنا اور نبوت سے سرفراز کیا۔پھر اللہ نے زمین پر دوسری بار نظر ڈالی اور تمہارے شوہر کو منتخب کیا اور مجھے وحی کی کہ میں تم کو اس کی زوجیت میں دے دوں۔اس کو اپنا ولی' وزیر اور اپنی امت میں خلیفہ مقرر کروں۔ پس تمہارا باپ تمام انبیاء اور رسولوں سے بہتر ہے۔ اور تمہارا شوہر تمام اوصیاء سے بہتر ہے اور تم وہ پہلی فرد ہوگی جو مجھ سے ملوگی۔ پھر اللہ نے تیسری بار زمین پر نظر ڈالی اور مخلوق میں سے تمہارے دونوں

بیٹوں کو منتخب کیا۔ پس تم جنتی عورتوں کی سردار۔ تمہارے بیٹے حسن و حسین جوانان جنت کے سردار اور تمہارے شوہر کے بیٹے قیامت تک میرے وصی ہیں۔ یہ سب ہادی اور مہدی ہیں۔ اُن میں میرے بعد پہلا میرا بھائی علیؑ پھر حسنؑ پھر حسینؑ کی نسل سے نو آئمہ یہ سب جنت میں میرے درجہ میں ہوں گے اور میرے اور میرے باپ ابراہیم علیہ السلام سے نزدیک ترین اللہ کے نزدیک کوئی درجہ نہیں۔ اے میری بیٹی کیا تم کو معلوم ہے کہ تمہارا شوہر اُمت میں بہترین ہے۔ اور میرے اہل بیت میں سب سے بہتر ہے۔ اس کا اسلام سب سے قدیم ہے۔ اس کا حلم سب سے زیادہ ہے۔ اس کا علم سب سے بڑھا ہوا ہے۔ یہ سن کر جناب فاطمہ (سلام اللہ علیہا) خوش ہوگئیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے میرے لخت جگر تمہارے شوہر کے لئے مناقب ہیں۔ اس نے اللہ اور اس کے رسول پر سب سے پہلے اظہار ایمان کیا اور میری امت میں کسی کو بھی اس سلسلے میں سبقت حاصل نہیں ہے اور اسے کتاب اللہ اور میری سنت کا علم ہے اور میری امت میں علیؑ کے علاوہ کوئی ایسا نہیں جو میرے تمام علم کا عالم ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے علم عطا کیا اور میرے غیر کو نہیں اور اپنے ملائکہ اور اپنے رسولوں کو علم عطا کیا تو جو کچھ علم اپنے ملائکہ اور رسولوں کو عطا کیا میں ان سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں۔ پھر اللہ نے مجھے حکم دیا کہ میں یہ علم اس (علیؑ) کو منتقل کردوں اور میں نے ایسا ہی کیا۔ پس میری امت میں اس کے علاوہ کوئی ایسا نہیں ہے جس میں میرا علم میری حکمت اور میرا فہم جمع ہو اور یقیناً میری بیٹی تو اس کی زوجہ ہے اور اس کے بیٹے حسنؑ و

حسینؑ میری امت کے سبطین ہیں اور تمہارا شوہر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتا ہے۔ اور اللہ نے اس کو حکمت اور فصل الخطاب عطا کیا۔ اے لخت جگر! ہم اہل بیتؑ کو اللہ نے چھ ایسی خصوصیات عطا کی ہیں جو نہ پہلے کسی کو عطا کی ہیں اور نہ بعد میں کسی کو عطا ہوں گی ہم اہل بیت کا نبی انبیاء ومرسلین (علیہم السلام) کا سردا ہے اور وہ تمہارا باپ ہے۔ اور ہمارا وصی سید الاوصیاء ہے اور وہ تمہارا شوہر ہے۔ ہمارا شہید سید الشہداء ہے اور وہ حمزہ بن عبدالمطلب تمہارے باپ کا چچا ہے۔ جناب فاطمہ (سلام اللہ علیہا) فرماتی ہیں۔یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کیا وہ صرف ان شہداء کے سردار ہیں جوان کے ساتھ جنگ میں قتل ہوئے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔بلکہ اولین و آخرین میں سوا انبیاء و اوصیاء کے سب شہیدوں کے سردار ہیں۔اور جعفر بن ابو طالب جن کو اللہ نے دو پر عطا کئے ہیں وہ ملائکہ کے ساتھ جنت میں محو پرواز ہیں اور تمہارے بیٹے حسنؑ وحسینؑ میری امت کے سبطین اور جوانان جنت کے سردار ہیں۔اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ہم میں سے مہدیؑ ہوگا جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھردے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ جناب فاطمہ (سلام اللہ علیہا) نے دریافت کیا کہ ان افراد میں کون سب سے افضل ہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: میرے بعد علیؑ اس امت میں افضل ہے؟ ہم اہل بیت کے لئے اللہ نے دنیا کے مقابلے میں آخرت کو اختیار کیا ہے۔ پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے جناب فاطمہ (سلام اللہ علیہا) ان کے شوہر اور ان کے بیٹوں کی طرف

نظر کی اور کہا: اے سلمانؓ! میں اللہ کو گواہ قرار دیتا ہوں کہ ان کی صلح میری صلح ان کی جنگ میری جنگ یہ میرے ساتھ جنت میں ہوں گے۔ پھر علی (علیہ السلام) کو اپنے قریب بلایا اور ارشاد فرمایا! اے میرے بھائی تمہیں میرے بعد قریش کے شدید مصائب و مظالم کا سامنا کرنا پڑے گا۔ پس اگر تم اپنے مددگار پاؤ تو ان سے جنگ کرنا' جو تمہاری موافقت کرتے ہیں ان کی مدد سے اپنے دشمنوں سے جنگ کرنا ورنہ صبر اختیار کرنا اور اپنے ہاتھوں کو جنگ سے روکے رکھنا اور اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالنا۔ تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسٰیؑ سے تھی۔ جن کو ان کی قوم نے کمزور کردیا اوران کے قتل کے درپے ہوگئی۔ پس تم بھی قریش کے مظالم پر صبر کرنا کہ تمہاری مثال ہارون (علیہ السلام) کی سی ہے۔ اور جو (تم پر) ظلم کریں گے ان کی مثال گوسالہ پرستوں کی سی ہے۔ اے علیؑ اللہ نے اس امت کے لئے اختلاف و تفرقہ لکھ دیا ہے (امت کی اپنی حرکتوں کی وجہ سے) اگر اللہ چاہتا تو سارے لوگوں کو ہدایت پر جمع کردیتا یہاں تک کہ دو افراد میں بھی اختلاف نہ ہوتا اور نہ ہی کوئی شے متنازعہ ہوتی اور نہ ہی مفضول فاضل کا انکار کرتا۔ اور اگر اللہ چاہتا تو اپنے انتقام میں جلدی کرتا اور حالات میں تبدیلی لاتا یہاں تک کہ ظالم کا جھوٹ واضح ہو جاتا اور لوگ مقام حق کو جان جاتے۔ لیکن اللہ نے دنیا کو دار الاعمال اور آخرت کو دار الاجر قرار دیا ہے تاکہ اچھوں کو اچھے اور بروں کو برے عمل کا بدلہ ملے۔ پھر علی علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی حد اس کی نعمتوں پر شکر اور بلاؤں پر صبر ہے۔

شیخ صدوقؒ اور تعمیلِ ارشادِ امام مہدیؑ

شیخ صدوقؒ فرماتے ہیں: ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ کی سرزمین پر موجود ہوں اور خانہءخدا کا طواف کرنے میں مصروف ہوں۔ ساتویں چکر میں جب حجر اسود کے قریب پہنچا تو میں نے اس کا بوسہ لیا۔ میں ان دعاؤں کو پڑھ رہا تھا جو حجر اسود کا بوسہ لیتے وقت پڑھی جاتی ہیں۔ اسی اثنا میں مَیں نے اپنے مولا و آقا امام مہدیؑ (عج) کو دیکھا کہ وہ خانہ کعبہ کے دروازے پر موجود ہیں۔ میں پریشانی کے عالم میں حضرتؑ کے نزدیک گیا، حضرت نے اپنی عارفانہ نگاہ سے مجھے دیکھا اور میرے دل کی کیفیت جان گئے۔ میں نے حضرتؑ کو سلام کیا تو حضرتؑ نے سلام کے جواب میں فرمایا: تم میری غیبت کے بارے میں کوئی کتاب کیوں نہیں تحریر کرتے؟ تا کہ تمہارے دل کا غم دور ہو جائے۔ میں نے عرض کیا: یا ابن رسول اللہ میں نے اس بارے میں کتاب تو تحریر کی ہے۔ حضرت نے جواب دیا کہ میرا مقصد یہ نہیں، اس طرح کی کتاب لکھو جس میں گزشتہ پیغمبروںؑ کی غیبتوں کا تذکرہ ہو۔ جب حضرت کی بات یہاں تک پہنچی تو آپ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ میں خواب سے بیدار ہوا اور طلوع فجر تک گریہ و زاری اور مناجات میں مصروف رہا۔ جب صبح ہو گئی تو میں نے اس کتاب کا آغاز کر دیا۔ (کمال الدین۔۔۔)

بسم الله الرحمن الرحيم

اَللّٰهُمَّ كُنْ لِوَلِيِّكَ الْحُجَّةِ بْنِ الْحَسَنِ

صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَعَلٰى آبَائِهِ

فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ وَفِيْ كُلِّ سَاعَةٍ

وَلِيًّا وَحَافِظًا وَقَائِدًا وَنَاصِرًا وَدَلِيْلًا وَعَيْنًا

حَتّٰى تُسْكِنَهُ اَرْضَكَ طَوْعًا وَتُمَتِّعَهُ فِيْهَا طَوِيْلًا

خوشخبری

ہم نے قارئین کرام کی سہولت کے پیشِ نظر
ادارہ کی ایک برانچ اردو بازار لاہور میں کھول لی ہے۔
یہاں پرادارہ ہذا کی شائع کردہ کتب کے علاوہ تمام
شیعہ اداروں اور پبلشرز کی کتب دستیاب ہیں۔
ترویج و تبلیغ علوم محمدؐ وآل محمدؑ کی خاطر
قیمتیں نہایت مناسب ہیں۔

ملنے کا پتہ

ادارہ منہاج الصالحین

الحمد مارکیٹ، فرسٹ فلور، دکان نمبر 20،
غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور فون: 7225252

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہؑ

پاکستان

Knowledge for All
SABIL-E-SAKINA

یا عباس

۷۸۶
۹۲_۱۱۰
یا صاحب الزماں ادرکنی

DVD
Version

لبیک یا حُسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

www.ziaraat.com
NOT FOR COMMERCIAL